

سیّد العالمین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری

(صدارتی ایوارڈ یافتہ سیرت نگار)

سیّد العالمین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری
(صدارتی ایوارڈ یافتہ سیرت نگار)

سیّدالعالمین ﷺ

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری

جملہ حقوق محفوظ:

نام :

سیّدالعالمین ﷺ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصنف : ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری

سن اشاعت : یکم شعبان 1432ھ 5 جولائی 2011ء

پروڈکشن مینیجر :

مارکیٹنگ :

کمپوزنگ : محمد حنیف انصاری 0300-7660281

لیگل ایڈوائزر :

مطبع :

قیمت :

انتساب

سیّدۃ النساء العالمین

جگر پارۂ رسول ﷺ

زوجۂ مولائے کائنات سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ

سیّدہ فاطمۃ الزاہراء علیہا السلام

کے حضور

انتہائی عقیدت واحترام کے ساتھ

تو شاہِ خوباں تو جانِ جاناں ہے چہرہ امّ الکتاب تیرا
نہ بن سکی ہے نہ بن سکے گا مثال تیری جواب تیرا
تو سب سے اوّل تو سب سے آخر ملا ہے حسن دوام تجھ کو
ہے عمر لاکھوں برس کی تیری مگر ہے تازہ شباب تیرا
نہ مشک و عنبر کی کوئی قیمت نہ بوئے جنت کی کوئی حاجت
جس کو ملا ہے جس نے مَلا ہے پسینہ رشکِ گلاب تیرا
خدا کی عزت نے ڈال رکھے ہیں تجھ پہ ستّر ہزار پردے
جہاں میں لاکھوں ہی طور بنتے جو اک بھی اٹھتا حجاب تیرا

(صائمؔ چشتیؒ)

فہرست

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمِ

﴿صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

کوثر و تسلیم سے دھلا ہوا گوہر نایاب

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ وَ نُسَلِّمُ عَلیٰ رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم اَمَّا بَعۡد فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ االۡشَّیۡطٰنِ الۡرَّ جِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری کی سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے نئی کتاب ''سیّد العالمین ﷺ'' کی تصحیح کتابت کے سلسلے میں ذمہ داری ادا کرتے ہوئے اسے لفظ بلفظ پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یقین کیجئے یوں محسوس ہوا گویا ایک بحرِ نور سے گزر ہو رہا ہوں۔ ایک ایک لفظ کوثر و تسلیم سے دھلا ہوا گوہر نایاب معلوم ہوتا ہے جو پڑھتے ہی دل میں اُترتا چلا جاتا ہے۔ کیوں نہ ہو کہ مصنف صاحب دل، صاحبِ نسبت اور صاحبِ عشق و مستی ہے، جس کا دل جسمانی طور پر اگرچہ کمزور اور بیماری کا شکار ہے مگر روحانی طور پر اتنا نورانی اور وجدانی ہے کہ اس کے تار گنبدِ اخضر سے جڑے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ دنیا میں علم والے تو بہت ہیں اور سیرت پر بہت کچھ لکھا گیا اور خود سیرت النبی ﷺ ایک خوبصورت و دلنشین و دلربا و دلکشا موضوع ہے کہ لکھنے والا کوئی بھی ہو خوشبو مدینہ شریف کی ہی ہوتی ہے مگر جب ''نُوۡرٌ مِّنۡ نُّوۡرِ اللّٰہِ '' کی سیرت و صورتِ نورانی کی نور بھری باتیں کرنے یا لکھنے والا اس نور کے اندر گم ہو اور عشق و مستی کی پُر نور فضاؤں میں اڑنے والا شہباز ہو تو پھر اس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

جناب ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری فیصل آباد ہی نہیں پورے پاکستان میں ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں جو کسی تعارف کی محتاج نہیں، رزم ہو یا بزم وہ اقبال کے اس شعر کا مصداق ہیں۔

نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو

چاہے میڈیکل سائنسز میں ان کے "شعبۂ جلد" کا میدان ہو یا دینی خدمت کا میدان وہ دونوں کے شہسوار ہیں۔ اپنے سرکاری فرائض کی ادائیگی کا معاملہ ہو یا دنیاوی یا دینی تنظیمی کام' ان کا اصل مقصد خدمت خلق ہوتا ہے۔ زیرِ نظر کتاب کا ایک ایک جملہ بول کر بتا رہا ہے کہ وہ انسانیت کو اس عظیم ترین ہستی سے آشنا کرنا چاہتے ہیں جو نسل انسانی کی نجات اور ہدایت کا واحد ذریعہ ہے ان کے دل میں ایک تڑپ ہے جو گستا خانِ رسول ﷺ کو پکار پکار کر روک رہی ہے کہ خبردار اس میں تمہاری تباہی اور بربادی ہے جبکہ دوسری طرف عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کو پکار پکار کر بُلا رہی ہے کہ آؤ تحفظِ ناموسِ رسالت کیلئے اپنی جان، مال، تن، من اور دھن کی قربانی دینے کیلئے تیار ہو جائیں۔

ان کا عشق کہیں ان کے قلم سے بارہ ربیع الاوّل کی صبح نور کا ایسا تذکرہ کرواتا ہے کہ جسکو پڑھ کر عشاق مصطفیٰ تڑپ جائیں انکی محبت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر کہیں خیرالبشر حضور پُرنور ﷺ کی زندگی کے تریسٹھ برسوں کا ایسا دلنشیں بیان کرواتا ہے کہ انسان اپنے آپ کو اسی ماحول میں محسوس کرتا ہے۔

وہ کہیں جاہلیت جدیدہ کے ابوجہلوں کو پیغمبر امن وسلامتی کا تعارف کرواتے ہوئے

دعوت دیتے ہیں کہ آؤ آپ ﷺ کی تعلیمات بیمثال کو اپنا کر اس دنیا کے جہنم کو جنت کا نمونہ اور امن وسلامتی کا گہوارہ بنادیں۔

انکے اندر انجمن طلباء اسلام کیلئے کام کرنے کے زمانے والا نوجوان ابھر کر سامنے آ تا ہے تو وہ پیغمبر انقلاب ﷺ کا ایسا خوبصورت اور دلرباء ذکر اجمل و اکمل کرتے ہیں کہ پڑھنے والوں میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے اور پھر عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع لیکر ہر ہر دل کے دستک دیتے ہیں کہ آؤ اس جاہلیت جدیدہ کے اندھیرے میں اس شمع سے روشنی حاصل کریں جس طرح جاہلیت قدیمہ کے اندھیرے میں صحابہ کرامؓ نے اس سے روشنی حاصل کر کے نہ صرف اپنے دلوں کو بقعہ نور بنایا تھا بلکہ پورے عالم کو چکا چوند کر دیا تھا۔

انسان کبھی محبوب کریم ﷺ کے جلوے میں گم ہو کر آپ کی فصاحت بلاغت کے گیت گاتا ہے تو کبھی خصائص مصطفیٰ ﷺ کا لازوال تذکرہ کر کے دنیا کو اس عظیم ترین ہستی پر ایمان لانے، ان کے ادب و احترام، ان کے عشق و محبت اور ان کی اطاعت و اتباع کی دعوت دیتا ہے۔ ان کا عشق و مستی میں ڈوبا ہوا قلم کبھی معلّم انسانیت کی تعلیمات سے متعارف کرواتا ہے تو کبھی آپ کے اسوۂ حسنہ کا ذکر خیر کر کے اسے اپنانے کی دعوت دیتا ہے۔

ان کی تحریر کا انداز نہایت سادہ اور زبان بہت سلیس ہے جو دور جدید کی ضرورت ہے۔ محققانہ بحثوں اور دلائل کے انبار میں کھوئے بغیر وہ قاری کو سرکارِ مدینہ ﷺ کے قدموں میں پہنچا دیتے ہیں۔ مجھے خود اس کا تجربہ ہوا اور کتاب کی مقبولیت کی بشارت بھی ملی میں ہر پڑھنے والے کو دعوت دیتا ہوں کہ آؤ سیرتِ مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء اور صورتِ مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے نور میں گم ہو کر مدینہ شریف کی فضائے پُرنور کی سیر کریں۔

اللہ تعالی سے دُعا ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی مذکورہ کاوش کو شرفِ قبولیت سے

نوازے اور سرکارِ ابد قرار ﷺ کے دربار سے اسے شرفِ قبولیت کی ''سند'' یوں ملے کہ ہر دل میں اسکی محبت پیدا ہو جائے جو "ہر قلب کو گرما دے" اور "ہر روح کو تڑپا دے"۔ آمین۔

بِجَاهِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَزْوَاجِهٖ اُمُّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاُمَّتِهٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه‘

محمد جعفر قمر سیالوی
استاد شعبہ عربی
گورنمنٹ میونسپل ڈگری کالج فیصل آباد
0300-9655079

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اللھم صلی علی سیدنامحمدن النبی الامی وعلیٰ آلہ وبارک وسلم

میرے خدا مجھے حسان کا قلم دیدے

سب تعریفیں سب ثنائیں اللہ تعالی کی ذاتِ عالیشان کیلئے جو ہر عیب سے پاک اور منزہ ہے۔ جو ہمیشہ ہمیشہ سے موجود ہے قائم ہے اور زندہ وجاوید ہے اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ وہی اللہ ہے جو ہر ذی روح کو زندگی بخشتا ہے اور جب چاہتا ہے اُسے فنا کی منزل تک پہنچا دیتا ہے۔ سب اوصاف سب اچھے اچھے نام اُسی کو زیبا ہیں اور اُس کے یہ نام ہر دکھ درد غم اور مصیبت میں راحت کا سامان بنتے ہیں۔

وہ ربّ ہے ہر ذی روح کا اور ہر وجود کا۔ اپنے فضل وکرم سے مخلوقات کی پرورش کرتا ہے اور ان کی نشو ونما کر کے شباب کی بہاروں سے آشنا کرتا ہے۔

وہ رزّاق ہے کہ ہر وجود کو رزق بہم پہنچاتا ہے، کوئی وجود خواہ آسمانوں کی فضاؤں میں محوِ پرواز ہو یا سمندر کی گہرائیوں میں غوطہ زن۔ پہاڑوں کی غاروں میں جاگزیں ہو یا صحراؤں کی وسعتوں میں محوِ سفر، اُسی کے خزانوں سے فیضیاب ہوتا ہے اور پھر بھی اسکے خزانوں میں اتنی بھی کمی نہیں آتی جتنی کہ سمندر سے پانی کا ایک قطرہ نکال لینے سے آتی ہے۔

وہ ہی ستار و غفار ہے جو ہم جیسے گنہگاروں کے عیبوں پہ رحمت کی ردا ڈالے رکھتا ہے۔ ہمارے چھوٹے بڑے سب گناہوں اور خطاؤں کو نا صرف معاف کرتا ہے۔ اور ندامت کے آنسو بہانے والوں کی تو بہ قبول کرتا ہے بلکہ عفوودرگزر سے کام لیتے ہوئے انعام واکرام کی دولت سے مالا مال بھی فرماتا ہے۔اس کے اوصاف کا کیا بیاں ہو کہ ہم میں نُطق کا یارا نہیں، بیاں کی ہمّت نہیں اور الفاظ میں اظہار کی سکت نہیں۔ سب اوصاف اللہ ربّ العزّ ت کے وجود کا احساس دلاتے ہیں بلکہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ اس کی ذات کے ہونے کا بیّن ثبوت ہے لیکن عشاق کی بات کچھ اور ہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے ربّ کو اس لئے پہچانا اور جانا کہ وہ سیّدنا محمد ﷺ کا ربّ ہے۔ جو ہمارے رہبر و ہادی ہیں، آقا و مولا ہیں، ملجا و ماَ وٰی ہیں، سرور و مالک ہیں، خالقِ کائنات کو انہی کا وجود مطلوب تھا اسی لئے اس عالمِ رنگ و بو اور اس کے اندر موجود ہر شے کو مقامِ ظہور ملا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نا ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی ' جان ہے تو جہان ہے

انہی کے تصدّق میں چمن در چمن بہاروں کی جلوہ گری ہے۔

انہیں کی بو مایۂ سمن ہے ، انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں، انہیں کی رنگت گلاب میں ہے

دورِ حاضر کی ستمگری پر جتنا بھی افسوس کیجئے کم ہے کہ نام نہاد تہذیب و تمدّن کے دعویدار، رواداری اور وسعت کا لبادہ اوڑھے متعصّب، متشدّد اور جنونی بھیڑیے ہیں اور دنیا میں امن و آشتی کا نعرہ بلند کر کے مجبور و مظلوم اقوام کو لہو کے دریا میں نہلا دینے والے شیاطین آج اُس عظیم المرتبت ہستی کو تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں اور مختلف انداز اور اطوار سے اس کی ناموس و عظمت پہ یلغار کئے ہوئے ہیں جو سر تا پا رحمت ہی رحمت ہے، کرم ہی کرم

ہے۔جس کی سیرت کا ایک ایک پہلو دکھی انسانیت کیلئے ہمدردی اور غمگساری کا پیغام لئے ہوئے ہے۔جس کا روشن اور اُجلا کردار اپنوں اور بیگانوں سب کیلئے فلاح و کامرانی کا استعارہ ہے۔جس کے اقوال اور فرمودات اتنے بیّن ، جامع اور قابلِ عمل ہیں کہ ان کو اپنی زندگیوں پہ نافذ کر کے دنیا میں ترقی کے اوجِ ثریا سیّدنا محمّد ﷺ کی ذاتِ ذیشان اتنی شفیق، رحیم، غمگسار اور سراپا رحمت ہے کہ اپنوں بیگانوں سب کو نوازتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی بعثت سے لے کر ہجرت تک اور ہجرت کے بعد فتح مکّہ تک، کفّارِ مکّہ نے آپ کی ذات پر اور آپ کے صحابہ کرام پر ظلم وستم کے جو پہاڑ توڑے، ان کا ذکر بھی دل کو دہلا دیتا ہے۔لیکن آپ کی رواداری، شفقت، انسانیت نوازی اور رحمت دیکھئے کہ ہجرت کے بعد ایک بار مکّہ مکّرمہ میں شدید قحط سالی پڑ گئی کھانے پینے کی اشیاء کی قلّت ہو گئی مگر آپ نے بھاری مقدار میں کھانے پینے کی اشیاء اور نقد رقوم انہی کفّار کیلئے بھجوائیں۔

غزوہ بدر میں کفّارِ مکّہ پوری قوت اور مکمل تیاری کے ساتھ اس ارادے کے ساتھ آئے تھے کہ معاذ اللہ شجرِ اسلام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے اور اس معاملے کو ہمیشہ کیلئے ختم کر ڈالیں گے لیکن مجاہدینِ اسلام نے نبی کریم ﷺ کی قیادت میں ان کو عبرت ناک شکست سے دو چار کیا۔ان کے بڑے بڑے سردار واصلِ جہنّم ہو گئے اور بہت سے جنگجو قیدی بنا لئے گئے۔ان قیدیوں کو باندھ کر مسجدِ نبوی کے ایک کونے میں رکھا گیا۔بندھے جانے سے رات کو شدتِ درد سے ان کی چیخیں نکل رہی تھیں۔رحمۃٌ للعالمین سیّدنا محمد ﷺ کو اپنے اُن خون کے پیاسے قیدیوں پر اتنا ترس آیا اور آپ اتنے بے چین ہوئے کہ رات کو ہی اِن کی مشکیں کھلوا دیں تا کہ وہ آرام سے سو سکیں۔ سبحان اللہ

غزوہ بدر کے انہی قیدیوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کا وقت آیا تو بعض صحابہ کرام

کی رائے تھی کہ ان کو قتل کر دیا جائے کیونکہ یہ مسلمانوں کو شہادت سے ہمکنار کرنے کا ارادہ لیکر ہی تو آئے تھے۔لیکن حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے کمالِ شفقت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے انہیں بہت کم ہدیہ کے عوض رہا کرنے کا فیصلہ دیا۔اور جو یہ ہدیہ بھی ادا نہ کر سکتے تھے انہیں یہ ذمّہ داری سونپی گئی کہ وہ اہل مدینہ میں سے کچھ لوگوں کو پڑھنا لکھنا سکھائیں۔جس کے بعد ان کو آزاد کر دیا گیا۔

اسی طرح بنو ہوازن کے چھ ہزار جنگجو قیدی بنا لئے گئے۔آپ چاہتے تو ان کو مستقل غلام بنا لیتے یا ان کے سر قلم کر دیتے لیکن حضور سیّد العالمین ﷺ کی رحمت وشفقت کام آئی اور آپ نے ان سب کو آزاد کر دیا۔

فتح مکّہ کا منظر کس کو یاد نہیں، وادی مکّہ کے تمام ستمگر اور پتھر دل کفّار آج فاتح مکّہ سیّد الوریٰ حضرت محمد ﷺ کے سامنے ندامت سے سر جھکائے کھڑے تھے۔ان کو ہر قسم کی سخت سے سخت سزا روا تھی، جتنے مظالم انہوں نے مسلمانوں پر ڈھائے تھے، وہ اسی کے سزاوار تھے۔مگر نبی کریم سیّد العالمین حضرت محمد ﷺ نے رحمت اور شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان سب کو عام معافی کا مژدہ سنایا۔تو سب کے چہرے خوشی اور طمانیت سے دمک اٹھے۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شانِ رحمت تو دیکھئے کہ کئی بار آپ کی ذات والا صفات کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا گیا جیسا کہ سفرِ ہجرت کے دوران سراقہ نے آپ کو معاذ اللہ قتل کرنا چاہا لیکن آپ نے نہ صرف اس کو معاف فرمایا بلکہ اُسے انعام واکرام کی نوید بھی سنائی۔ اسی طرح ایک غزوہ میں سے واپسی پر جبکہ آپ ایک درخت کے سائے میں محوِ استراحت تھے، ایک بدّو نے اپنی تلوار سے آپ پر حملہ کیا۔لیکن آپ کی ہیبت سے تلوار اس کے ہاتھوں سے گر پڑی۔آپ چاہتے تو اُسی کی تلوار سے اُسے قتل کر دیتے لیکن آپ

ﷺ نے اُسے معاف کر دیا اور اسے اپنے گھر جانے دیا۔ سبحان اللہ

جنگ وقتال میں سب کچھ جائز سمجھا جاتا ہے۔ زمانہ قدیم کا تو کیا آج کی مہذّب دنیا میں بھی معصوم شہریوں بچوں اور خواتین کو بے دریغ ظلم و بربریت کا نشانا بنایا جاتا ہے۔ جنگِ عظیم اوّل و دوم کی تاریخ کس کو بھولی ہے۔ جس میں لاکھوں بے گناہوں کو موت کی نیند سلا دیا گیا۔ ذرا ہیروشیما اور ناگاساکی کے درودیوار سے دریافت کیجئے تہذیب کے علمبرداروں نے وہاں کیا کیا۔ ایسی قیامت بپا ہوئی کہ نوعِ بشر کا تو چرند پرند، سبزہ وگھاس تک ہر چیز فنا ہوگئی۔ لیکن سرورکونین سیّدالعالمین ﷺ کی شان رحمت کیا کہنا۔ دوران جنگ جن اہم امور کا خیال رکھنے کے بارے میں آپ نے اپنے صحابہٴ کرام کو تعلیمات دیں ان کا خلاصہ یہ ہے

☆ جہاد کے دوران عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرنا،
☆ بڑی عمر کے لوگوں کا خیال رکھنا،
☆ پھل دار درخت نہ کاٹنا،
☆ کسی بستی کو تباہ نہ کرنا،
☆ بکری اور اونٹ کی کھونچیں مت کاٹنا،
☆ کھجور کے درخت نہ کاٹنا،
☆ غنیمت کے مال میں سے چوری نہ کرنا،
☆ بزدلی نہ دکھانا،
☆ سب مجاہدین ان امور کا خاص خیال رکھتے تھے۔

آپ ﷺ کی شان رحمت کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی یاد رہے کہ آپ ﷺ صرف انسانوں کیلئے ہی رحمت نہیں تھے بلکہ پرندے اور معصوم جانور بھی آپ ﷺ کی باگاہ

میں فریاد کناں ہوتے تھے۔

ایک بار ایک اُونٹ بلبلاتا ہوا آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس کے مالک کو بلا کر کہا کہ اس سے اس کی استطاعت سے زیادہ کام نہ لو بلکہ اسے آرام دو اور پیٹ بھر کر غذا دو۔ اسی طرح ایک بار آپ ﷺ کی قیادت میں لشکرِ اسلام ایک مقام سے گزر رہا تھا۔ وہاں خیرالوریٰ ﷺ نے دیکھا کہ ایک کتیا اپنے بچوں کے ہمراہ موجود ہے اور مجاہدوں کے گزرنے سے وہ بے چین ہو رہی ہے۔ آپ ﷺ نے ایک مجاہد کی ذمہ داری لگائی وہ یہاں کھڑا رہے تاوقتیکہ سارا لشکر گزر جائے۔

اسی طرح ایک ہرن کو مضطرب دیکھا کہ اس کے بچے کو ایک صحابی اٹھا لائے تھے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اُس کے بچے کو واپس چھوڑ کے آؤ۔ یہ ہے وہ عظیم رحمۃ للعالمینی کا مظاہرہ جس کی نظیر تاریخ انسانیت پیش کرنے سے قاصر ہے۔ افسوس ہے اس رذیل سوچ پر جو ایسی عظیم ہستی کو تنقید کا نشانہ بناتی ہے۔ اور عاشقانِ رسول ﷺ کی دل آزاری کر کے فتنہ و فساد کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکت اعلیٰ صفات اور رحمت و شفقت کا پیکر ہے ہی لیکن آپ حسن و جمال اور رعنائی و خوبروئی میں بھی لاجواب اور عدیم المثال ہیں۔

حضرت علی بن ابو طالبؓ سے روایت ہے کہ:

> ’’رسول اللہ نہ تو بہت دراز قد تھے اور نہ بہت چھوٹے قد والے۔ آپ بڑے سر اور بڑی داڑھی والے، موٹی ہتھیلیوں اور موٹے قدموں والے تھے جن میں سرخی کی چمک تھی۔ موٹے جوڑوں والے اور لمبی زلفوں والے جب چلتے تو قوت سے چلتے یوں محسوس ہوتا جیسے چڑھائی سے اُتر رہے ہوں۔ میں نے آپ کی مثل نہ پہلے دیکھی

اور نہ بعد میں۔''

حضرت علی ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نہ تو بہت موٹے تھے اور نہ بالکل پتلے، گول چہرے والے، چہرے میں کچھ گولائی تھی۔ آپ کا رنگ سفید تھا، سرخی والی خوب کالی آنکھیں، لمبی پلکیں، موٹی ہڈیاں اور موٹے کندھوں والا جسم، سینے پر بالوں کی باریک ڈوری، موٹی ہتھیلیاں، بھاری قدم جب چلتے تو پوری طاقت سے چلتے جیسے آپ اُترائی میں اُتر رہے ہوں۔ جب ادھر اُدھر توجہ فرماتے تو پوری طرح توجہ کرے آپ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبین یعنی سب نبیوں میں آخری ہیں۔ لوگوں میں سب سے سخی دل والے بہت سچ بات کرنے والے، بہت نرم طبیعت والے، اور لوگوں سے بہت اچھا برتاؤ کرنے والے۔ جو کوئی آپ کو اچانک دیکھ لیتا تو آپ کی ہیبت سے ڈر جاتا۔ جو آپ سے میل جول رکھتا، آپ کو جاننے لگتا اور آپ سے محبت کرنے لگتا۔ آپ کی نعت کہنے والا کہتا ہے کہ میں نے آپ کی مثل نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد میں۔''

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ:

''نبی کریم ﷺ چمکتی رنگت والے تھے۔ آپ کا پسینہ موتیوں کی طرح ہوتا جب چلتے تو طاقت سے چلتے۔ میں نے موٹا یا ریشم کپڑا ابھی حضور پاک ﷺ کیا ہاتھ سے نرم نہیں چھوا اور نہ ہی ایسا مشک وغیرہ سونگھا ہے جو حضور پاک ﷺ کی خوشبو سے بڑھ کر ہو۔''

نبی کریم ﷺ اپنے مشن کیلئے کس قدر مصمّم ارادہ لئے ہوئے تھے اور اپنے نظریات کی صداقت پر کتنا پختہ یقین تھا یہ بھی آپ کی عظمت وشان کا تابناک رخ ہے۔ ذرا تصور کیجئے ان حالات کا جب ظلم وستم کی آندھیاں چل رہی تھیں اور آپ کی ذات کے مقابل تمام کفّارِ مکّہ شیر وشکر ہو چکے تھے۔ سردارانِ کفار کا ایک وفد حضور اکرم ﷺ کے چچا ابوطالب کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تمہارا بھتیجا حد سے بڑھ گیا ہے اور ہمارے معبودوں کو بُرا بھلا کہتا ہے اب یا تو تم پیچھے ہٹ جاؤ اور اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دو یا پھر تم بھی کھلم کھلا ہمارے مقابلے پر آ جاؤ۔ اُن کے تیور دیکھ کر حضرت ابوطالب کچھ فکرمند ہوئے۔ انھوں نے رسول اکرم ﷺ کو پاس بٹھا کر صورتِ حال سمجھائی اور کہا کہ کچھ عرصہ کے لیے اپنی تبلیغ کا سلسلہ موقوف کر دو۔ اپنے حمایتی، مددگار اور پرورش کرنے والے مہربان چچا کی بات سُن کر آپ نے جواب دیا "چچا جان! اللہ کی قسم، اگر قریشِ مکہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں میں اپنے فرض سے باز نہ آؤں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس مشن کو پورا کر دے گا یا پھر میں اپنی جان اس کام کے لیے قربان کر دوں گا۔" جوش وجذبہ سے بھرپور یہ تقریر سن کر ابوطالب کا دل نرم پڑ گیا، اور انھوں نے بھی جوشیلے انداز میں کہا "جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں، جب تک میں زندہ ہوں کوئی بندہ تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔"

بشری اوصاف اور ظاہری کمالات ایک جانب، لیکن بارگاہِ ربّ العزّت میں آپ کو جو مقامِ ارفع واعلیٰ حاصل تھا اس کا اندازہ کیا کیا جا سکتا ہے۔ روایت ہے ابن عباس سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگ بیٹھے تھے، پھر حضور انور ﷺ تشریف لائے حتّٰی کہ ان حضرات سے قریب ہو گئے تو انہیں کچھ تذکرہ کرتے سنا ان میں سے بعض نے کہا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو اپنا دوست بنایا۔ دوسرے صاحب بولے کہ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے کلام فرمایا، ایک اور صاحب بولے کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السّلام کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ایک دوسرے صحابی نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السّلام کو اللہ نے برگزیدہ کرلیا۔تب ان کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: کہ ہم نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجب کرنا سنا۔یقیناً ابراہیم علیہ السّلام اللہ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں۔اور موسیٰ علیہ السّلام سے راز کی بات کرنے والے ہیں واقعی وہ ایسے ہی ہیں۔اور عیسیٰ علیہ السّلام اللہ کا کلام اور روح ہیں اور وہ واقعی ہی ایسے ہی ہیں۔آدم علیہ السّلام کو اللہ نے چن لیا وہ واقعی ایسے ہی ہیں۔مگر خیال رکھو میں اللہ کا محبوب ہوں۔فخریہ نہیں کہتا قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میں ہی اٹھاؤں گا جس کے نیچے آدم علیہ السّلام اور ان کے سوا ہوں گے فخریہ نہیں کہتا۔اور پہلا مقبول الشفاعت قیامت کے دن میں ہی ہوں گا۔فخریہ نہیں کہتا۔میں وہ شخص ہوں جو جنت کی زنجیر ہلائے گا۔تب اللہ جنت کھولے گا پھر اس میں داخل کرے گا۔میرے ساتھ فقراء مسلمان ہوں گے فخریہ نہیں کہتا۔سارے اگلے پچھلوں میں اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہوں فخریہ نہیں کہتا۔

(ترمذی، دارمی) مراۃ مشکوہ؛ باب فضائل سیّد المرسلین)

ہم اُس عظیم ہستی کی عظمت وشان کا اندازہ کیا کر سکتے ہیں۔جن کو یومِ قیامت میں شفاعت کا منصب ملے گا اور جن کے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا۔حضرت انس بن مالک ؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنے آپ کو اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز دیکھوں گا۔اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے سجدہ میں رکھے گا پھر مجھ سے کہا جائے گا۔اپنا سر اٹھاؤ، مانگو ملے گا، شفاعت کرو قبول ہوگی۔پھر میں اپنے ربّ کی وہ حمد کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے اس وقت تعلیم دے گا۔پھر میں شفاعت کروں گا پھر میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی۔پھر میں گنہگاروں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔پھر میں دوبارہ سجدہ کروں گا اور پھر شفاعت کروں گا (تین یا چار بار) حتیٰ کہ جہنم میں صرف وہ لوگ رہ جائیں

گے جن کو قرآن نے روک لیا ہے۔قتادہ کہتے تھے جن پر جہنم کا دوام واجب ہو چکا ہے''۔(صحیح بخاری)

الغرض یہ ہے وہ اعلیٰ اقدار اور اوصاف کی حامل ذی وقار ذات جس کی شخصیت، کردار،فضائل اور اسوۂ حسنہ کے حوالے سے چند نگارشات اس کتاب میں پیشِ خدمت ہیں جو اس دورِ حاضر کی ضرورت ہیں ۔ یہ کاوش اگر چہ آقا و مولا خیرالوریٰ سیّدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے شایانِ شان نہیں لیکن آپ ﷺ کے سیرت نگاروں اور مدحت سراؤں میں اپنا نام درج کرانے کی نیت سے یہ ہدیہ محبت وعقیدّت ''سیّدالعالمین'' کے خوبصورت نام سے اشاعت پذیر ہوکر قارئین کے تسکین وذوق کی یقیناً پرورش کرے گا۔

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ دورِحاضر کس قدر ستمگر ہے کہ نبی کریم ﷺ جیسی رحیم ورؤف اور شفیق وکریم ذات کی بے ادبی اور گستاخی کو ایک مشن بنالیا گیا ہے۔صیہونی اور ہندو طاقتیں یکجا ہوکر اس بات کیلئے کوشاں ہیں کہ آپ ﷺ کی ذات پر کیچڑ اچھالا جائے ۔ کفّار کا یہ وطیرہ ہمیشہ سے رہا ہے ۔صلیبی جنگوں کا سلسلہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے دور میں ختم ہوا وہ بھی اسی تناظر میں شروع ہوئی تھیں۔تاریخ کے اوراق پلٹیں تو پتہ چلتا ہے کہ صلیبی قوتوں نے ناموسِ رسالت پر حملوں کا آغاز عیسائی حکمرانوں (ریجی نالڈ) کے دور سے کیا۔اگر چہ اس سے قبل 850ء میں قرطبہ کے عیسائی راہوں نے بھی اہانتِ رسول ﷺ کا ارتکاب کیا۔

مسلمان حکمرانوں نے 860ء تک اس کا خاتمہ کردیا۔ وہاں کے 53 عیسائیوں کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔

ریجی نالڈ نے 1179ء سے 1186ء تک مسلمانوں کے قافلوں کو لوٹنا شروع کیا اور ساتھ ہی گستاخیوں کا ارتکاب بھی کرتا۔اس نے ایک بڑی فوج کے ہمراہ مذموم

ارادے سے عرب علاقوں پر یلغار کی کہ معاذ اللہ خانہ کعبہ اور گنبدِ خضراء کو شہید کر دے گا۔ لیکن اس کی بزدل سپاہ مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے بھرپور مجاہدوں کا مقابلہ نہ کر سکی۔ ریجی نالڈ کو خود صلاح الدّین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے جہنّم واصل کیا۔

ان بدبخت شاتمانِ رسالت کی دریدہ دہنی دیکھئے کہ انہوں نے دو آدمی اس مشن کے ساتھ بھیجے کہ معاذ اللہ گنبدِ خضراء میں مکین سیّد العالمین محمد مصطفیٰ ﷺ کے جسم کی گستاخی کریں گے۔ نورالدین زنگی کا دور تھا۔ آپ ﷺ نے اُسے خواب میں آ کر کفار کی حرکت سے آگاہ کیا۔ نورالدین زنگی نے مدینہ منورہ پہنچ کر ان دونوں کفّار کو پکڑا اور موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

برِعظیم پاک و ہند میں انگریز استعمار کے دور میں بعض انگریز اور ہندو مُصنّفین نے اہانتِ رسول ﷺ کا ارتکاب کیا۔ انہیں انگریز حکمرانوں کی شہ بھی حاصل تھی۔ ان میں سے بعض کی گستاخانہ حرکتوں کا تدارک خود مسلم غازیوں نے جذبہ شہادت سے سرشار ہو کر کیا۔ اور اپنے ہاتھوں ان کو جہنّم واصل کیا۔

ایک انگریز مشنری ولیم میور نے ''لائف آف محمد'' کتاب لکھی جس میں تعصّب، بغض اور کینہ سے کام لیتے ہوئے ذاتِ مصطفیٰ کریم ﷺ پر کیچڑ اُچھالنا شروع کیا۔ اس کا جواب سر سیّد احمد خان نے خطباتِ احمدیہ لکھ کر دیا۔

"دی مہدی" نام کی ایک کتاب لکھی گئی جس میں ایک ایجنٹ کو امام مہدی کے روپ میں پیش کیا گیا۔ اور مسلمانوں کی دل آزاری کی گئی۔

ایلن ولیمز کا ایک ناول (Holy of Holies) مقدس ترین بھی اسی سلسلے کی کڑی تھی۔ جس میں اسلام کو ایک کینسر کی صورت میں پیش کیا گیا۔

چند برس قبل نیوز ویک رسالے میں یوگوسلاویہ کے ایک فرضی مسلم کروز دانی کی

زبان سے اسلام کے بنیادی عقائد کا مذاق اڑاتے ہوئے انہیں زہر قرار دیا گیا۔

مائیکل ہارٹ نے اپنی کتاب (The Hundred) میں اگرچہ نبیؐ کریم ﷺ کو دنیا کے مؤثر ترین انسانوں میں سرِ فہرست ضرور لکھا لیکن کئی گستاخانہ جملے بھی تحریر کیئے۔ 1935ء میں انگریز مصنف ایڈتھ ہینڈ کا زہر بھرا رسالہ (Story Of Muhammad) شائع ہوا جس میں سرکارِ دوعالم ﷺ کی پانچ فرضی تصویریں شائع کی گئی۔

دورِ حاضر میں ایک مجہول النسب سلمان رُشدی نے شیطانی آیات نامی کتاب لکھ کر رسولِ اکرم ﷺ کی شخصیت، قرآن مجید کی حقانیت اور اُمہات المؤمنین کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کی گئیں۔ مغربی استعماری شیطانوں نے اس کی حوصلہ شکنی کی بجائے اعزاز واکرام سے اپنے ہاں سکونت دے کر مسلمانوں کے زخم پر نمک پاشی کی۔

چند برس قبل ڈنمارک کے ایک اخبار جائی لینڈ پوسٹن نے نبی کریم ﷺ کے خاکے شائع کیئے۔ وہاں کی حکومت نے کوئی مناسب قدم نہ اُٹھایا پھر یورپ کے دوسرے ممالک ناروے، فرانس، ہالینڈ وغیرہ سے شائع ہونے والے کئی اخبارات نے بھی ان خاکوں کو دوبارہ شائع کیا جس سے عالمِ اسلام میں غم وغصہ کی شدید لہر دوڑ گئی اور مسلمان سراپا احتجاج بن گیا۔

گذشتہ سال کینڈا اور امریکہ کی پشت پناہی سے چلنے والی ویب سائٹ فیس بک پر ایسا مقابلہ کروایا گیا جس میں نبیؐ رحمت حضرتِ محمد مصطفیٰ ﷺ کے کارٹون بنائے گئے اگرچہ پورا عالمِ اسلام احتجاج کرتا رہا لیکن صلیبی اور صیہونی درندوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

ابھی حال ہی میں ایک امریکی راہب نے مسلمانانِ عالم کی دل آزاری کیلئے اللہ

تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب جو سراسر رُشد وہدایت پر مبنی ہے' کو نذرِ آتش کر کے خبثِ باطن کا ثبوت فراہم کیا۔

فرنگی سامراج کے دور میں ہندو مہاشے بھی کسی سے پیچھے نہ رہے۔ 1874ء میں ہندوؤں کے ایک سوامی دیانند سرسوتی نے رسوائے زمانہ کتاب "ستیارتھ پرکاش" لکھی۔ جس میں اہانتِ رسول کے ساتھ ساتھ قرآن مجید اور اُمہات المومنین کی شان میں گستاخیاں کی گئیں۔

1884ء میں ایک اور ہندو چندر چیڑ جی نے ''انندناتھ'' ناول لکھا، جس میں مسلمانوں کو ملیچھ اور ناپاک لکھا گیا۔

بال گنگا دھر تلک نے 1856ء میں مسلمانوں کے خلاف باقاعدہ مسلح جدّ وجہد کا آغاز کیا۔ ایک ہندو منشی رام نے سوامی شردھانند کے نام سے ایک مذہبی راہنما کا روپ دھارا اور 1923ء میں شدھی جیسی پرفتن تحریک کی بنیاد رکھی۔ اس نے دہلی سے دل آزار لٹریچر شائع کیا اور نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کیں۔ اُسے ایک مسلم عاشقِ رسول ﷺ غازی عبدالرشیدؒ نے قتل کر دیا اور رُتبہ شہادت پایا۔

ایک اور مردود راجپال نے 1924ء میں ایک انتہائی گستاخانہ کتاب ''رنگیلا رسول''، لکھی جس میں اہانتِ رسول جی بھر کر کی۔ مسلمانوں کے دل زخمی ہو گئے ایسے بد بخت کی سرکوبی کی سعادت ایک مزدور پیشہ ترکھان غازی علم دین شہیدؒ کو ملی وہ اس کو اپنے خنجر سے جہنّم واصل کر کے خود زندہ وجاوید ہو گئے اور ثابت کر گئے کہ اصلِ ایمان صرف عشقِ رسول ﷺ ہے۔

نماز اچھی ، حج اچھا ، روزہ اچھا ، زکوۃ اچھی

مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
جب تک نہ کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

''مولانا ظفر علی خاںؒ''

اہانتِ رسول ﷺ کی کچھ تفصیلات اس لئے لکھی گئی ہیں تا کہ اندازہ ہو سکے کہ ہمارے پیارے نبی سیّدنا محمد مصطفیٰ ﷺ جیسی محسن انسانیت اور حلیم و کریم ہستی کو کس قدر گستاخانہ جملوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ مغربی سامراج کی جسارتیں صرف انفرادی طور پر ہی نہیں ہیں بلکہ ماضی قریب میں انہوں نے باقاعدہ سازش سے فتنہ قادیانیت بنا کر کے نبی کریم ﷺ کی ختمِ نبوت پر حملہ کیا اور آپ کی شان وعظمت گھٹانے کی کوشش کی۔ فتنہ قادیانیت ایسا چھرا تھا جو نام نہاد مسلمانوں کے ذریعے عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے سینے میں گونپا گیا۔ اس فتنہ کا قلع قمع کرنے میں علماء ومشائخ اہلسنت نے نمایاں کردار ادا کیا۔ جس میں پیر سید مہر علی شاہ، پیر سیّد جماعت علی شاہ، امام احمد رضا، علامہ سیّد ابوالحسنات، علامہ عبدالستار خاں نیازی، مولانا خلیل احمد قادری، مولانا شاہ احمد نورانی صدیقیؒ جیسے اکابر کا نام نمایاں ہے۔ 1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے مولانا شاہ احمد نورانی کے پیش کردہ بل کو پاس کر کے قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم اور مرتد قرار دے کر اس فتنہ پر خاک ڈال دی۔ نام نہاد مسلم وغیر مسلم گستاخانِ رسول ﷺ کی جسارتوں سے شہ پا کر پاکستان میں مقیم کچھ اقلیتی افراد نے بھی اہانتِ رسول کا ارتکاب کرنے کی کوشش کی۔ جس کے تدادک کیلئے آئین پاکستان میں ایک شِق شامل کی گئی جس کے مطابق گستاخی رسول کی سزا موت رکھی گئی ہے۔ دفعہ 62-c- کی اس ترمیم سے اہانتِ رسول کا سلسلہ کسی حد تک کم ہو گیا لیکن افسوس صد افسوس کہ مغربی دانشوروں کے ساتھ ساتھ کچھ نام نہاد

مسلمان روشن خیال اسکالروں اور راہنماؤں کو بھی اس شق پر اعتراض ہے۔ گویا کسی ایک شخص کے قتل کا بدلہ تو پھانسی کی سزا ٹھہرے لیکن کرڑوں مسلمانوں کے دل کا قتل ہنس کر ٹال دیا جائے۔ وطن کی غداری تو موت کی سزا وار ٹھہرے لیکن سرور انبیاء خیرالوریٰ ﷺ کی اہانت پر قتل کی سزا ظلم قرار دی جائے۔ دورِ حاضر کے یہ مستشرقین اور ماڈرن دانشور اُسی مذموم مہم کا حصہ ہیں جس کا مطمع نظر یہ ہے کہ مسلمانانِ عالم کو ایمان کی حرارت سے خالی کر دیا جائے اور ان کے دلوں میں جلنے والی عشقِ رسول ﷺ کی شمع کو گل کر دیا جائے تا کہ وہ نام کے مسلمان تو ٹھہریں لیکن ان کے دل ایمان کی گرمائش اور حدّت سے خالی ہو جائیں۔ ان کے نام مسلمانوں کے سے ہوں لیکن ان کی گفتار و کردار مغربی تہذیب کا مظہر ہو۔ ان کے ظاہر مسلمانوں جیسے ہوں لیکن ان کے باطن ایمان وایقان کی دولت سے خالی ہوں۔

شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے اسی جانب اشارہ کیا تھا۔

یہ فاقہ کش موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

امام احمد رضا ؒ نے بھی مسلمانوں کو ان خطرات سے آگاہ کرتے ہوئے انتباہ کیا تھا۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو، چوروں کی رکھوالی ہے

چوروں کی اس رکھوالی اور لٹیروں، رسّہ گیروں، وطن فروشوں کی حکمرانی میں اس بات کی ضرورت واہمیت بڑھ جاتی ہے کہ اسوۂ مصطفوی ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے، رحمۃٌ للعالمین ﷺ کی ذات اور فضائل سے عالمِ انسانیت کو آگہی فراہم کی جائے، حضور پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے اقوال واحادیث کا نور چہار اکنافِ عالم میں پھیلایا جائے تا کہ اپنوں بیگانوں سب کو اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کے خزینۂ رحمت سے فیضیابی

حاصل ہو اور دنیا میں رواداری، امن و آشتی، سلامتی، محبت، مؤدت، حلم، تحمل، انسان دوستی اور مساوات و اخوت کا دور دورہ ہو۔ میں نے اپنے مطالعہ، جستجو، کاوشوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے یہ ادنی سی کوشش کی ہے کہ حضور سیّدالعالمین، رحمۃٌ للعالمین، خیرالانام سیّدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرتِ اطہر، خصائص، فضائل اور ارشاداتِ عالیہ کو سلیس اور شیریں انداز میں پیش کیا جائے۔ یہ کتاب اسے سلسلے کی کڑی ہے۔ مجھے امید واثق اور یقین کامل ہے کہ یہ کاوش میرے لیے بخشش کا سامان اور اخروی نجات کا وسیلہ بنے گی۔ اور آپ جو ذوق وشوق اور عقیدت ومحبت سے اس کا مطالعہ فرما رہے ہیں، یقیناً اس کے فیوض وبرکات سے آپ کے دلوں میں ایمان کی حرارت میں اضافہ ہوگا اور دنیاوی و اخروی درجات میں بلندی کا زینہ ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ میری دُعا آپ سب احباب کے حق میں قبول فرمائے۔ آمین۔

مجھ سمیت آپ تمام احبابِ گرامی پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں تا کہ عشقِ رسول ﷺ کی حرارت جو ہم اپنے قلوب واذہان میں محسوس کرتے ہیں اس کی تھوڑی تابش دیگر افراد تک بھی پہنچ سکیں۔ جدید میڈیا اور سائنسی ایجادات نے دنیا کو ایک گلوبل ویلج (Global Village) بنا دیا ہے۔ دنیا سمٹ کر قریب آ چکی ہے۔ ہر خطّے اور ہر گوشے میں بسنے والے افراد کو دنیا جہاں کے ہر گھڑی وقوع ہوتے ہوئے واقعات سے بخوبی آگاہی فوراً ہو جاتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ انٹرنیٹ، پرنٹ میڈیا، الیکٹرونک میڈیا، موبائل سروسز، لائبریری اور مجالس ومحافل کو اس انداز میں استعمال میں لایا جائے کہ سیرتِ خیرالبشر ﷺ کا نور ہر جانب اجالا کر سکے۔

قرآن وسنت پر مبنی عشقِ رسول ﷺ کی شیرینی سے لبریز اسلامی تعلیمات کو عام کیا جائے۔ اپنی اولاد اور اعزیز واقارب کے دلوں میں حبِّ رسول ﷺ کے چراغ

روشن کئے جائیں۔

نام نہاد مسلمانوں نے دہشتگردی کا بازار گرم کر کے اسلام کا جو امیج خراب کیا ہے، اس کے تدارک کیلئے دنیا کئے سامنے دین اسلام کے امن وسلامتی، رواداری اور محبت پر مبنی پیغام کو پیش کیا جائے۔ اس بات کو بھی اجاگر کرنے کی ضرورت ہے کہ اپنوں بیگانوں سب کو باور کرایا جائے کہ دین اسلام اور تعلیمات مصطفوی ﷺ آسانیاں فراہم کرتی ہیں۔ مشکل راستوں سے بچا کر زندگی میں سہل اور آسانی کو ترجیح دیتی اور دوسروں کیلئے بھی آسانیاں فراہم کرتے رہنے کی تلقین کرتی ہیں۔ تشدّد، غصب اور ہر قسم کی عصبیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

ہمارے صوفیاء کرام اور بزرگانِ دین نے خانقاہی نظام کے ذریعے تصوف کی تعلیمات اور سلوک ومعرفت کی راہوں کو اپناتے ہوئے محبت، امن، رواداری اور شفقت کے ذریعے اپنی ذات کو مثال بنایا اور غیر مسلموں کے دلوں میں گھر بنایا۔ جس سے اسلام کی روشنی ہر جانب پھیل گئی۔ ضرورت ہے کہ آج انہی کی تعلیمات کو جو عشقِ رسول ﷺ میں رچی بسی ہیں، عام کیا جائے۔ ان کی ذات کا تعارف نئی نسل سے کرایا جائے تا کہ اپنوں اور بیگانوں پر اچھی طرح واضح ہو جائے کہ محبت وامن کے پیغام کو عام کرنے والے اولیاء کرام کے وارث اور صحیح مسلمان ہیں جبکہ اولیاء کرام کے مزارات اور مساجد کو خون میں رنگین کرنے والے درندے نہ خود مسلمان ہیں اور نہ ان کے راہنماؤں، سرپرستوں اور مالی معاونت کر کے ان کی پرورش کرنے والے مالداروں کا اسلام یا پیغمبرِ اسلام ﷺ سے کوئی تعلق یا واسطہ ہے۔ خودکش حملے کرنے والے اور ان کے مربیّ والی سب مردود اور مرتد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے یا ان کو غارت کرے۔ آمین۔

آیئے محافل میلاد، سیرت سیمینارز، مطالعہ قرآن وسنت، گوشۂ ہائے درود وسلام

حبِّ رسول ﷺ پر مبنی کتب و رسائل کا مطالعہ وفراہمی، عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے فروغ اور مقامِ مصطفیٰ ﷺ کیلئے مصروف جہد تنظیمات مثلاً دعوتِ اسلامی، ادارہ منہاج القرآن، جماعت اہلسنت، جمیعت علماء پاکستان، سنّی اتحاد کونسل، انجمن اساتذہ پاکستان، انجمن طلباء اسلام، سنّی تحریک، ورلڈ اسلامک مشن وغیرہ سے مکمل مالی و عملی تعاون کریں تاکہ ایسا نیٹ ورک وجود میں آئے جہاں دہشت گرد اور فرقہ وارانہ گروہوں کو نقب زنی کا موقع نہ مل سکے اور وہ اپنی موت آپ مر جائیں سوادِ اعظم اہلسنت کے محبت، اخوت، مساوات اور امن وسلامتی پر مبنی مشن کے مقابل اِن شدّت پسندوں کی موت قدرت کا اٹل فیصلہ ہے۔ ضرورت جہد مسلسل، اتحادِ باہم اور صبر وتحمل سے اچھے وقت کا انتظار کرنے کی ہے۔

آپ کے ہاتھوں میں موجود کتاب ''سیّد العالمین'' کا مقصد تالیف گزشتہ تصانیف کی طرح صرف اور صرف فروغِ عشقِ رسول ﷺ اور سیرتِ رسول سے آگہی ہے۔ اس کی چند نمایاں باتیں پیش خدمت ہیں۔

حضور سیّد العالمین حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی کی ولادت اور کائنات میں آمد سے جس انداز میں چار سو اجالا پھیلا، گلشن ہستی میں بہاروں کا سلسلہ چلا اور نگار خانہ عالم میں رونقیں دوبالا ہوئیں، ابتدائی مضامین میں اس کا تذکرہ کر کے اپنی جانب سے میلادالنبی کو مرحبا کہا گیا۔

نبی کریم ﷺ کی ذاتِ والا صفات کو بہت سے اوصاف اور خصائص سے آراستہ کر کے بھیجا گیا۔ میں نے یہاں آپ کے فضائل اور خصائص کا ذکر قرآن مجید اور احادیثِ نبوی سے اخذ کر کے محبت اور عقیدت سے لبریز انداز میں پیش کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی بشری زندگی اور ولادت سے وصال پاک تک کے تمام اہم واقعات کو سال بہ سال اس انداز میں ترتیب دیا ہے کہ قارئین کم سے کم وقت میں آپ کے

قدموں پہ نچھاور ہوتے ہوئے اور آپ کے نعلین پاک کو اپنے سر کا تاج بناتے ہوئے مرحلہ وار سیرتِ پاک کا مطالعہ کر سکیں اور انہیں مناسب اور ضروری معلومات بھی بہم پہنچائی جا سکیں۔ نیز طلباء اور نوجوان بھی بھرپور انداز میں اس سے استفادہ کر سکیں۔

نبی رحمت شفیع امّت کی سیرت، کردار اور عملی زندگی کے چند اہم پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے جو عموماً سیرت کی عام کتابوں میں کم ملتے ہیں۔ جیسے نبی کریم ﷺ بحیثیت پیغمبرِ امن وسلامتی، بحیثیت فصیح اللسان معلّمِ انسانیت۔ آپ کی سیرت کے یہ گوشے یقیناً سب کیلئے فیوض و برکات کا منبع ثابت ہوں گے۔ حضور شفیع الامم، سیّدِ عرب وعجم ﷺ کے اقوال، فرمودات اور احادیث کو بھی شامل کتاب کیا گیا ہے۔ مگر ترجیح اُن ارشادات کو دی گئی ہے جو ہمارے روز مرّہ کے معمولات اور باہمی معاملات میں روشنی کا مینار بن جائیں اور جن پر عمل پیرا ہو کر ہم دنیا کے بہترین انسان اور سب کے امام اور قائد بن سکیں۔

الحمدللہ میری یہ کاوش میری گزشتہ کتابوں کی طرح مکمّل اہتمام اور ذوق وشوق سے شائع ہو رہی ہے۔ اس سے قبل میری کئی کتابیں دیدہ زیب انداز میں چھپ چکی ہیں۔ جن میں سے چند کا ذکر تحدیثِ نعمت کے طور پر کر رہا ہوں۔

خیرالبشر: پاک نبی ﷺ کی پاک سیرت پر پنجابی میں لکھی گئی یہ کتاب 2006ء میں صوبائی سیرت ایوارڈ اور 2007 میں صدارتی ایوارڈ کی حقدار ٹھہری۔ اس سال اس کتاب کا اُردو ایڈیشن بھی شائع کیا جا رہا ہے۔

قندیل حرم: دینی شخصیات کے ذکر اور اسلامی تعلیمات پر مبنی یہ کتاب 2010ء میں فیروز سنز لمیٹڈ سے شائع ہوئی۔

صبحِ سعادت: ذکرِ مدینہ طیبہ اور میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے خوبصورت مضامین کا خوبصورت گلدستہ ہے۔

بارانِ نور: درود وسلام کے فضائل اور ذاتی تجربات ومشاہدات کا دلنشیں ذکر اس میں شامل ہے۔

انوارِ ختمِ نبوّت: یہ کتاب ختمِ نبوّت کی اہمیت وفضیلت اور علماء ومشائخ کے سنہری کردار پر ہے۔

تحفظِ ناموسِ مصطفیٰ: قرآن وحدیث اور دورِ حاضر کے تناظر میں لکھی گئی یہ کتاب بارہا شائع ہوچکی ہے۔

صبحِ فروزاں: میلادالنبی ﷺ کے حوالے سے تحقیقی کتاب محبت بھرے انداز میں تحریر کی گئی ہے۔اس کے بھی تین ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔

(آخری چاروں کتب یکجا کرکے ''ماہِ عرب'' کے نام سے شائع کی گئی ہیں)۔

لبیک یارسول اللہ: یہ کتاب حرمین طیبین کی حاضری پرمبنی قلبی وباطنی کیفیات کی مظہر ہے۔

ماہِ ولایت: مرشدِ کامل پیر خلیفہ جلال الدّین قادریؒ کے ذکرِ جمیل پرمبنی یہ کتاب اب ترمیم واضافہ کے ساتھ دوبارہ شائع کی جارہی ہے۔

پیکرِ جمال: امامِ عاشقانِ رسول ﷺ سیّدنا بلالؓ کے حسین وجمیل تذکرے پرمبنی کتاب ہے۔

فیضانِ حرا: (زیرِ ترتیب) اسلامی مضامین پرمبنی تحقیقی وعلمی کتاب ان شاءاللہ جلد ہی شائع ہوگی۔

چند مختصر کتابیں آدابِ محفلِ نعت، روزے کی روحانی برکات اور طبی فوائد، سیّد العالمین کی فضیلت وعظمت، نکہتِ مدینہ اور میلادِ خیر الوریٰ بھی کئی بار شائع ہوچکی ہیں۔

نماز کی فضیلت، اہمیت، ادائیگی اور باطنی، روحانی، جسمانی اور سائنسی فوائد کے بیان پرمبنی ایک کتاب مدینہ منورہ میں مقیم ایک دوست کی خواہش پر تحریر کی ہے۔ جو مستقبل قریب

میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوگی۔

ان نثری وادبی کاوشوں کے ساتھ ساتھ فروغِ عشقِ رسول ﷺ کیلئے عملی طور پر کچھ نہ کچھ کرتے رہنے کی سعادت بھی ملتی رہتی ہے۔ جو میری استطاعت، ہمّت اور قوت میں تو نہیں ہے لیکن صرف اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات اور نبی رحمت کی بے پناہ رحمت کے صدقے میں یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ مختصر سا ذکر تحدیثِ نعمت کیلئے کئے دیتا ہوں تا کہ احباب جن کے پاس وسائل ہیں، صلاحیتیں ہیں، وقت ہے، مطالعہ ہے وہ اپنی توانائیوں کو مجتمع کر کے فروغِ عشقِ رسول ﷺ کی اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ ڈالیں۔

المصطفیٰ تھنکرز فورم فیصل آباد کے چیئرمین کے طور پر گزشتہ پندرہ برس سے مختلف عنوانات پر لیکچرز، مذاکرے اور فہم القرآن پروگرامز، نعتیہ مقابلے اور محافل میلاد کروا رہا ہوں۔ جن میں شہر کے ممتاز علماء کرام اور جیّد اسکالرز اظہارِ خیال کرتے ہیں۔ گزشتہ چار سالوں سے ماہانہ فہم القرآن سیمینارز کا سلسلہ تسلسل سے جاری ہے۔ جولائی 2011ء میں اس سلسلے کا گولڈن جوبلی پچاسواں پروگرام ہو چکا ہے۔

المصطفیٰ قرآن اکیڈمی کا انچارج ہوں۔ جہاں جدید انداز میں ائیر کنڈیشنز کشادہ روشن کارپیٹڈ کمروں میں مار کٹائی سے پاک ماحول میں قرآن مجید کے حفظ کی تعلیم دی جاتی ہے اب تک یہاں سے 200 سے زائد بچے فارغ ہو چکے ہیں۔ خود میرے بیٹے محمد بلال شکور نے بھی یہیں سے قرآن مجید حفظ کیا۔

مرکزی میلاد کمیٹی فیصل آباد کا چیف ایگزیکٹو ہوں۔ عید میلاد النبی کی تقریبات کو بھرپور مگر شرعی آداب کے اندر منانے کیلئے کوشش کی جاتی ہے۔ نعتیہ مشاعرہ، سیرت لیکچر، اور ختم نبوت سیمینار کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کیلئے بھی کام ہو رہا ہے۔ میلاد کمیٹی کے پرچم تلے میری پانچ کتابیں، صبح فروزاں، انوارِ ختم نبوّت، آدابِ محفل نعت، تحفظ ناموسِ

مصطفیٰ ﷺ اور میلا دخیر الوریٰ شائع ہوئی ہیں۔

مرکز تحقیق فیصل آباد سیرت اور اسلامی تعلیمات پر تحقیق وتصیف کیلئے سرگرم عمل ہے۔جس کے عہد یداروں میں پروفیسر محمد اسحاق قریشی ،سابق وائس چانسلر انڈیپنڈنٹ یونیورسٹی فیصل آباد، صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری پرنسپل جامعہ قادریہ فیصل آباد، ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس صدر اسلامیات وعربی جی سی یونیورسٹی فیصل آباد علامہ رضاء الدین صدیقی (نامور مصنف اوراسکالر) اوراصغر نظامی (نامورادیب اوردانشور) جیسے لوگ شامل ہیں۔میں اس کا جنرل سیکرٹری ہوں اس ادارے کے تحت سیرت کے حوالے سے تین ملک گیر سیمنار ہو چکے ہیں اوران کے مقالات پر مبنی تین کتابیں ،مصطفائی معاشرہ ،نبی اکرم ﷺ کا اسوۂ حسنہ اوراحترامِ آدمیت اورامام اعظم ابوحنیفہؒ کے عنوانات پر کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

الحمدللہ یہ ایک سلسلۂ الفت ہے جوزندگی ناپائیدار کوابدی راحت وتسکین اور اخروی زادِراہ فراہم کئے جارہا ہے۔ہسپتال کی سرکاری ڈیوٹی اورشام کوکلینک کی مصروفیات بھی میرے اس مشن میں حائل نہیں اورشوگر، بلڈ پریشر اورعارضۂ قلب جیسے امراض جومستقل میرے جسم کے ہمراہی ہیں، وہ بھی رکاوٹ نہیں بنتے۔کام کی رفتارسست ضرور ہوتی ہے کام رکتانہیں۔الحمدللہ۔میں تمام احباب سے گزارش کرتاہوں کہ میری صحت ،تندرستی اورخاتمہ بالخیر کے لیے دعا کردیجئے گا۔

آخر میں تمام احباب کا جنھوں نے میری اس کتاب کی اشاعت میں کسی بھی طرح حصہ لیا یا معاونت کی سب کا شکرگزار ہوں۔خاص طور پر محترم اصغر نظامی ،ڈاکٹر اظہاراحمد گلزار، پروفیسر ریاض احمد قادری، پروفیسر عطاء المصطفیٰ طاہر، پرفیسر محمد جعفر قمر، محمد مدثر آف مدثر بک ڈپو، محمد حنیف انصاری(کمپوزر،ڈیزائنر) عبدالوحید دھامنا

(کمپوزر) اوراہل خانہ یعنی اپنی بیوی رخسانہ شکور، بیٹیوں میمونہ شکوراور مریم شکوراور بیٹوں محمد بلال شکور، محمد جنید شکوراور محمد حسان شکور کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے بیماری اور صحت میں میرا خیال رکھا اور اس کتاب کے مختلف مراحل میں میری معاونت کی اور ہر سہولت بہم پہنچائی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اجرِ عظیم عطا کرے اور مجھے بھی آپ ﷺ کے تصدّق میں مکمل صحت یابی عطا کرے۔ نیز آخرت میں شفاعت مصطفیٰ علیہ التحیہ واثناء اور رفاقتِ مصطفیٰ عطا کرے۔ آمین۔

ڈاکٹر عبدالشکور ساجدؔ انصاری

فیصل آباد

۱۷۔ رمضان الکریم ۱۴۳۲ھ ۔ ۱۸ اگست ۲۰۱۱

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

بارہ ربیع الاول: یوم میلاد النبی ﷺ برکتوں، سعادتوں اور رحمتوں والا دن، خوشیوں، راحتوں اور مسرتوں سے لبریز روز سعید۔ ایسا دن تخلیق کائنات سے لیکر یوم میلاد تک نہ پہلے کبھی آیا نہ تا قیامت کبھی آیگا، یہ دن ایسا ہے کہ اس کا انتظار لمحہ لمحہ کر کے صدیاں کرتی رہیں اور آنے والی ہر ہر ساعت پیچھے مڑ کر اسی دن سے رجوع کرے گی اور اس کی قسمت پہ رشک کرتی رہے گی۔ اس دن اجڑے ہوئے چمنستان ہست و بود میں ایسی بہار آئی جس کی میٹھی رسیلی سوندھی سوندھی خوشبوؤں سے ہر زمانہ مہکتا رہے گا اس دن ایسا نور ازل پیکر بشر میں طلوع ہوا جس کی تابشوں سے اس کائنات کا ظہور ہوا، جس کے صدقے ظلمت کفر کا پردہ چاک ہوا اور ہر سو حق کا اجالا پھیل گیا اور جس کی ضیاء پاشیوں سے آنے والا ہر ہر لمحہ چمکتا دمکتا رہے گا۔

بارہ ربیع الاول: یوم میلاد کائنات کا سب سے عظیم دن، سب سے زیادہ بابرکت دن، دن کیا ہے روز عید ہے بلکہ عیدوں کی عید ہے، عید تو یوم جمعہ بھی ہے برکتوں رحمتوں والا دن ہے لیکن یوم میلاد کا کیا کہنا! یہ تو وہ دن ہے کہ اس کی بدولت ہی یوم جمعہ کو شرف اور فضیلت حاصل ہوئی اور فلاح و نجات اور وصال حق کی ساعتیں نصیب ہوئیں۔ عید تو وہ دن بھی ہے کہ جس روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر خوان نعمت (مائدہ) نازل ہوا قرآن مجید کہتا ہے۔ ترجمہ:

''اے اللہ اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے خوان نعمت نازل فرما دے کہ (اس

کے اترنے کا دن) ہمارے لئے عید ہوجائے۔ ہمارے اگلوں کیلئے بھی اور
ہمارے پچھلوں کیلئے اور وہ خوان تیری طرف سے نشانی ہو۔'' (المائدہ:۱۱۴)

گویا ایسا دن کہ جس میں خوان نعمت نازل ہو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی امت کے لیے روز عید ہوجائے' یوم سعید ہوجائے تو پھر جس دن آقائے نعمت اور قاسم نعمت خود اس دنیا میں تشریف لائیں اس کے عید ہونے میں بھلا کیا چیز مانع ہے۔

بارہ ربیع الاول: یوم میلاد ایک ایسا دن ہے کہ اس روز وہ ہستی اس کائنات رنگ و بو میں جلوہ گر ہوئی کہ جس کی بعثت کا اعلان روز ازل سے کر دیا گیا تھا۔'' ترجمہ: ہاں یاد کرو جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں تو پھر جب تمہارے درمیان نبی تشریف لے آئے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے' تو تم ضرور بضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور بضرور اس کی مدد کرنا۔ پھر فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا' سب نے عرض کیا۔ ہاں ہم نے اقرار کیا پھر فرمایا' تم سب ایک دوسرے پر گواہ بن جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں شامل ہوں۔(القرآن)

بارہ ربیع الاول: یوم میلاد وہ دن ہے کہ جس روز سیدنا خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ثمر آور ہوئی ان کا نخل تمنا سرسبز وشاداب ہوا۔ان کے آنگن میں ایک سہانا نرالا اور اعلیٰ و والا پھول کھلا ان کی دعا کیا تھی۔ملاحظہ کیجئے۔ترجمہ:

''ان (مکے والوں) میں انہی میں سے ایک رسول بھیج۔ جو انہیں تیری آیتیں
پڑھ پڑھ کر سنائے' اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے
بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔'' (البقرہ:۱۲۹)

آج یہ دعا منظور ہوئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خواہش کے مطابق صاحب کتاب' حکمت ودانائی کے پیکر' کاظہور ہوا۔

بارہ ربیع الاول: یوم میلاد وہ دن ہے جس روز انبیاء کرام کی خوشخبری ظہور پذیر ہوئی، وہ جس کی آمد کی خبر الہامی کتب میں دیتے رہے وہ مزمل و مبشر، نذیر و بشیر رسول بطحا کی وادی میں پیدا ہوا۔ حضرت عیسیٰ نے کہا تھا۔ ترجمہ:

"(عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا) اور اس رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائے گا اس کا نام احمد ہے۔ (الصّف:6)

گویا آج وہ پیغمبر تشریف لے آیا جس کی بشارت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جیسے نبی نے دی۔ بلکہ ان کا اسم گرامی "احمد" بھی ولادت سے قبل بتا دیا یہ نام انجیل کے پرانے نسخوں میں آج بھی درج ہے۔

سبب اس جہاں کی نمود کا، ہے وجود احمد مصطفیٰ
ازل اس کے نور سے جلوہ گر، ابد اس کے لطف سے آشنا
تب و تاب سوز و دم اس سے ہے، یہ عنایت و کرم اس سے ہے
عرب اس سے ہے عجم اس سے ہے، وہ زمیں پہ خیر کی انتہا
حرمین کی ہے وہ آبرو، ثقلین سرخوش آرزو
رہی انبیاء میں گفتگو کہ بس آئے خاتم انبیا

(حافظ محمد افضل فقیرؒ)

بارہ ربیع الاول: یوم میلاد وہ دن ہے کہ جس کی آغوش میں وہ آفتاب رشد و ہدایت طلوع ہوا جس نے اکناف عالم میں چھائی ہوئی کفر و شرک کی شبستان سیاہ رات کو نور سحر سے ہمکنار کیا نبی رحمت شفیع امت ﷺ کی ولادت سے پہلے انسان ذلت کی گہری کھائیوں میں گرا ہوا تھا عورت محض تسکین کا ایک ذریعہ اور عیاشی کیلئے ایک کھلونا تھی۔ غلاموں کو انسانیت سے مبرّا وجود سمجھا جاتا تھا، بچیوں کو قبر کی گہرائی میں زندہ دفن کر دیا جاتا تھا، جس کی لاٹھی اس کی

بھینس کا قانون چھایا ہوا تھا۔عدل وانصاف، رواداری، بردباری، برداشت عزت نفس اور احترام باہمی کا وجود نہ تھا۔شرف وعظمت سے فیضیاب انسان خالق حقیقی کی بجائے اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے مٹی، پتھر اور لکڑی وغیرہ کے بتوں کوا پنا خدا بنائے ہوئے تھا۔سورج، چاند، آگ اور حیوانوں کو خدائی کا سزاوار سمجھ لیا گیا تھا۔کوئی بستی پرامن نہ تھی کوئی رہگزر محفوظ نہ تھی، کوئی وجود مطمئن نہ تھا کوئی لمحہ باسعادت نہ تھا، ایسے میں بارہ ربیع الاول کی صبح کو اس وجود کا ظہور ہوا جس نے مشرق وغرب اور عرب وعجم میں اک انقلاب بپا کر دیا، ظلمتوں کو کافور کیا، بتوں کو پاش پاش کیا۔عورتوں، بچیوں، غلاموں، ناداروں اور یتیموں کو شرف وعظمت سے نوازا۔معاشرے میں حق وصداقت، عدل وانصاف محبت والفت، رواداری، وضعداری اور باہمی رشتوں کے تقدس کو فروغ دیا اور فکر ونظر میں پاکیزگی، نفاست اور خلوص کی چاشنی بھر دی۔

ہرفرد کو اخلاص کی دولت سے نوازا
بدلا مری سرکار نے افکار کا دھارا
انسانیت الطاف پیمبر کی ہے ممنون
امّت کو وہ کیونکر نہ دل وجان سے ہو پیارا

بارہ ربیع الاول: یوم میلادالنبی ﷺ وہ سب سے عظیم، بابرکت دن ہے جس میں سب سے عظیم وبابرکت ہستی تشریف لائی جس کی شان وعظمت میں خود ربِّ کعبہ نے قرآن مقدس کو سجا رکھا ہے کہیں فرمایا۔"ترجمہ' بے شک تمہاری طرف آیا اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب، کہیں فرمایا۔ترجمہ" اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔" (الانبیا:۱۰۷) کہیں ارشاد ہوا۔"ترجمہ' بے شک آپ اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں (القلم) کہیں فرمایا۔ترجمہ" اے (پیارے) نبی! ہم نے آپ کو بھیجا حاضر و ناظر

(گواہ) خوشخبری دینے والا' ڈرسنانے والا اور اللہ کی جانب بلانے والا اسی کی اجازت سے' اور روشن آفتاب (احزاب: ۴۵'۴۶) پھر فرمایا۔''اور اے محبوب! ہم نے آپ کو بھیجا تمام انسانوں کیلئے خوشخبری دینے والا اور ڈرسنانے والا۔'' (سبا: ۲۸)

بارہ ربیع الاول: یوم میلاد النبی ﷺ وہ مبارک دن ہے کہ ''اس روز اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تمام آسمانوں' اور جنتوں کے دروازے کھول دو' اس روز سورج کو عظیم نور پہنایا گیا۔ عبدالمطلبؓ کے آنگن سے ایسا نور نکلا جس سے شرق تا غرب سب آفاق روشن ہو گئے اور مکہ مکرمہ کی وادی اور پہاڑ نور سے چمکنے لگے۔ اتنا نور پھیلا کہ اہل مکہ کو قیصر روم کے محل نظر آنے لگے۔ کسریٰ ایران کے محل میں دراڑیں پڑ گئیں اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے ایران میں آتش کدے بجھ گئے جن میں ہر وقت آگ دہکتی رہتی تھی بحرِ ساوہ جس کے کناروں پر شرک و کفر کا بسیرا تھا' خشک ہو گیا۔ (بیہقی)

بارہ ربیع الاول: یوم میلاد النبی ﷺ وہ ہستی اس گلزار زیست میں تشریف لائی کہ جس کی مدح و ثناء ازل سے ہو رہی ہے اور ابد تک جاری رہے گی۔ اس مضمون کا اختتام نبی محتشم ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کے ترجمے سے کرتے ہیں۔

سیدنا خریم بن اوس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی غزوہ تبوک سے واپسی پر حاضر ہو کر اسلام قبول کیا تو میں نے (سیدنا) عباس بن عبدالمطلب کو یہ کہتے سنا: یارسول اللہ! میں آپ کی مدح کرنا چاہتا ہوں۔ ان کے اظہار خواہش پر حضور کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا۔

''مدح کریں' اللہ تعالیٰ آپ کے منہ کی مہر نہ توڑے (یعنی آپ کے دانت سلامت رہیں)۔'' چنانچہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی رحمت علیہ التحیہ والسکینت کی شان اقدس میں نعتیہ اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:

جب (سیدنا) آدم علیہ السلام (اور سیدہ حوا علیہا السلام) اپنے اپنے جسموں کو (جنت میں) پتوں سے ڈھانپ رہے تھے اس وقت سے بھی بہت پہلے آپ جنت کے سایوں اور اپنی والدہ ماجدہ کے رحم میں بھی پاکیزہ تھے۔

ان کے جنت سے زمین پر اتارے جانے کے بعد آپ بھی ان کے ہمراہ زمین پر تشریف لے آئے جب کہ آپ نہ تو قبل ازیں بشری صورت میں تھے اور نہ ہی گوشت اور علق کی حالت میں۔

آپ مقدس اصلاب سے پاکیزہ ارحام کی جانب منتقل ہوتے رہے جب ایک دور گزرتا تو دوسرا شروع ہو جاتا۔

یہاں تک کہ آپ کا مبارک شرف جو آپ کے فضل پر گواہ ہے قبیلہ خندف (قریش) کے نسب کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوا جب کہ دوسرے تمام لوگ آپ کے اس مقام سے نیچے ہیں۔

اور جب آپ (سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود میں) بزم آرائے جہاں ہوئے تو آپ کی تشریف کے باعث زمین پرنور ہو گئی اور فضائیں جگمگا اٹھیں۔

ہم آپ کی ضیاء پاشی اور نورانیت کے صدقے ہی تو راہ ہدایت پر گام زن ہیں۔
(المستدرک للحاکم۔طبرانی،المعجم الکبیر)

آیئے یوم سعید، عید میلاد النبی ﷺ کی سعادتوں کو سمیٹنے کیلئے چند اعمال کو اپنائیں:

☆ گھر گھر گلی گلی ذکر مصطفیٰ ﷺ کی محفلیں سجائیں، محسن اعظم ﷺ کی خدمت میں نعت و مدحت اور درود و سلام کے نذرانے بکثرت پیش کریں۔

☆ پیر کے دن کا اور اس دن کا نفلی روزہ رکھیں کہ یہ سنت خیر الوریٰ ﷺ ہے۔

☆ اللہ کی راہ میں غریبوں، مسکینوں، ناداروں پر دل کھول کر خرچ کریں۔

☆ جذبہ عشق رسول ﷺ کی شمع سے ہر قلب کو منور کریں۔

☆ اطاعت مصطفی ﷺ کو ہمیشہ اپنانے کی کوشش کرتے رہنے کا عزم کریں۔

درو دیوار بیت اللہ جھوم اٹھے مسرت سے
کیا ہے انتظار ہادی گم گشتگاں برسوں
رسول ہاشمی کے جلوہ ھائے نور کی خاطر
حرم کی سرزمیں سے ہو کے گزرے کارواں برسوں
فقیر اس دور پر قرباں کہ جس کے پاک لمحوں نے
جمال سید عالم کو دیکھا ہے عیاں برسوں

(محمد افضل فقیرؒ)

صلی اللہ تعالیٰ علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

میلاد خیر الوریٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ نے انسان کے وجود کو تمام مخلوقات میں افضل بنایا اور اسے اشرف المخلوقات قرار دیا اس کی ذہنی اور روحانی رہبری اور تربیت کے لئے اپنے برگزیدہ اور قابل احترام بندوں کو نبوت کی نعمت سے سرفراز کر کے بھیجا جو اپنے اپنے علاقوں قبیلوں اور زمانے میں آتے رہے اور اپنے فرائض منصبی احسن انداز میں انجام دے کر تشریف لے گئے یہ سلسلہ نبوت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر آ کر ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ختم نبوت کا تاج رفعت پہنا کر مبعوث فرمایا آپ کی نبوت قیامت تک آنے والے ہر انسان کے لئے سرچشمہ ہدایت ہے آپ کا سلسلہ فیض ہر عہد اور ہر دور کے لئے جاری وساری ہے اور ہمیشہ رہے گا آپ کو جتنا عظیم اور اعلیٰ منصب عطا کیا گیا آپ نے اتنی ہی لگن، محنت اور توجہ سے یہ فریضہ سرانجام دیا اس سلسلے میں آپ کو بے انتہا صعوبتیں اور مصائب بھی اُٹھانے پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اُسوہ حسنہ کو تمام انسانیت کے لئے نمونہ اور قابل عمل قرار دیا ہے آپ کی زندگی کا ہر ہر لمحہ ہمارے لئے سرچشمہ ہدایت ہے آپ کی بعثت سے قبل خطہ عرب کے حالات اور آپ کے حسب ونسب اور ولادت کے واقعات کا ذکر ہمارے قلوب میں عشق رسول ﷺ کی شمع فروزاں رکھنے اور آپ کی عظمت وشوکت کے انوار سے

قلب وروح کومنور کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔

نبی رحمت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت سے پہلے دنیائے انسانیت کی جو حالت تھی اس کا ذکر کر کے کلیجہ منہ کو آتا ہے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کو پانچ سو سے زائد سال ہو چکے تھے ان کا لایا ہوا پیغام توحید عیسائی علماء اور راہبوں نے خود ہی اس انداز میں مسخ کر دیا تھا کہ اس کا اصل چہرہ چھپ گیا تھا ایک خدا کے تصور کی بجائے تین خداؤں کا عقیدہ پختہ ہو چکا تھا آسمانی صحائف میں اپنی ضروریات اور سہولتوں کے مطابق تحریف کر دی گئی تھی یہودیوں کا حال بھی مختلف نہ تھا خود کو اللہ کے محبوب بندے سمجھنے والے توریت میں اس قدر تحریف کر چکے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر رسول کا لایا ہوا پیغام اپنی حالت بدل چکا تھا۔ ایران میں بسنے والے تہذیب یافتہ افراد وقبائل شرف انسانیت بھول کر مظاہر فطرت کے آگے سر بسجود ہو رہے تھے۔ کہیں چاند ستاروں کی پرستش ہوتی تو کہیں سورج کو دیوتا سمجھ کر عبادت کی جاتی۔ اکثریت آگ کو معبود سمجھتی اور اسی کی پرستش کرتی۔

عالم عرب کی حالت ان سب تہذیبوں اور معاشروں سے بدتر تھی وہ اخلاقی، معاشرتی اور مذہبی طور پر ذلت ورسوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرے ہوئے تھے۔ بیت اللہ شریف جو اللہ کا گھر تھا، بتوں کی آماجگاہ بن چکا تھا۔ خود اہل عرب نے اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے صنم کعبہ معظّمہ کے گرد وپیش میں سجا رکھے تھے جہاں آ کر وہ سر ٹکاتے تھے اور اپنی حاجات کے پورا کرنے کی منتیں مانا کرتے تھے طواف کعبہ کرتے ہوئے اپنے کپڑے اتار دیتے اور برہنہ ہو کر چکر لگاتے۔ ان کے نزدیک یہ افضل عبادت ہوتی تھی۔ مظلوم اور غریب باشندوں کی زندگی کسمپرسی میں گذرتی، جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون نافذ تھا۔ انسان کی غلامی زوروں پر تھی غلاموں اور کنیزوں سے جانوروں کا سا سلوک ہوتا تھا عورت جس سے عالم رنگ وبو میں رونق اور جو نقشہ حیات میں رنگ بھرتی ہے، کا وجود نا قابل برداشت

تھا۔ بیٹیوں کو زندہ دفنا دیا جاتا تھا کیونکہ ان کو یہ گوارا نہ تھا کہ ان کی بیٹی کسی اور کے گھر کی زینت بنے۔ باپ کی منکوحہ سے بیٹے کا نکاح جائز سمجھا جاتا تھا۔ جو اسے جائیداد کی طرح ورثہ میں ملتی۔ جنگوں میں مرد عورت، بچے بوڑھے کی تمیز کئے بغیر سب کو گاجر مولی کی طرح کاٹ دیا جاتا تھا جنگی قیدیوں سے انسانیت سوز سلوک ہوتا اور ان کو غلام بنا لیا جاتا تھا۔ معاشرے میں جھوٹ، مکر، فریب، دھوکہ دہی، غیبت، زنا کاری، شراب نوشی، جواء سب برائیاں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ شرافت، نفاست، رواداری، ضبط نفس سب کچھ ناپید تھا۔

ان کفر خیز ظلمتوں میں کسی ایسے جوہر نایاب کا انتظار تھا جو نور حق سے چار سو اُجالا کر دے۔ رحمت باری کو انسان کی پستی پہ ترس آیا اور اس نے اپنے پیارے حبیب نور اولین سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو ۱۲ ربیع الاول کی صبح کو جب رات کا اندھیرا کافور ہو رہا تھا اور صبح کی روشنی نمودار ہو رہی تھی، بنو ہاشم کے ایک گھر میں پیدا فرمایا۔ یہ گھر تھا سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ، اور گود تھی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی۔ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت ہوئی تو ہر طرف خوشیاں جھومنے لگیں، بہاروں نے ہر جگہ ڈیرے جما لیے، چہار سو روشنی ہی روشنی، اجالا ہی اجالا نظر آنے لگا۔ حضور اکرم ﷺ عرب کے سب سے اعلیٰ قبیلے قریش کی سب سے اعلیٰ شاخ بنو ہاشم سے تعلق رکھتے تھے آپ کا سلسلہ نسب حضرت عدنان سے ہوتا ہوا سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ آپکے سلسلہ نسب کی عظمت اور پاکیزگی کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مشہور حدیث روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب بھی نسل انسانی کو دو طبقات میں تقسیم کیا گیا تو مجھے ان میں سے بہتر طبقہ میں رکھا گیا۔ پس میرے نسب کو ہر جگہ ایسے والدین میں سے نکالا گیا کہ میرے نسب کو دور جاہلیت کی کسی برائی نے چھوا تک نہیں۔ پاکیزگی میرے سلسلہ نسب میں ہمیشہ قائم رہی کبھی بھی میرے تولد (یعنی نور کی منتقلی) میں غلط کاری کا دخل

نہیں ہوا۔ یہ پاکیز گی وطہارت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے حقیقی والدین تک برقرار رہی۔حتیٰ کہ میری ولادت ہوئی۔پس میں اپنے ذاتی شرف اورنسبی شرف دونوں میں تم سب سے بہتر ہوں۔'' (دلائل النبوۃ: بیہقی:ا۔۱۷۴)

حضرت محمد ﷺ کے جدامجد کا نام ہاشم تھا جس کا مطلب ہے چورا کرنے والا۔ ہوا یوں کہ ایک بار مکہ معظّمہ میں سخت قحط پڑ گیا۔ فاقوں تک نوبت آ گئی ۔غریب اور مفلوک الحال لوگوں کا حال بہت برا تھا ایسے میں حضرت ہاشم نے پیدائشی طور پر نہایت سخی اور فیاض تھے' کچھ اونٹ ذبح کئے اوران کا گوشت پکا کر شوربہ تیار کیا پھر روٹیوں کے ٹکڑے کر کے اس میں بھگوئے اور جب ثرید تیار ہو گیا تو غرباء مکہ کو کھانے کی دعوت دی' بھوک سے نڈھال لوگوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا تو دل سے انہیں دعا دیتے ہوئے اٹھے اس وقت سے ان کا لقب ہاشم پڑ گیا۔ نبی پاک ﷺ کے دادا جان کا نام عبدالمطلب ہے جبکہ ان کا اصل نام شیبہ ہے جس کا مطلب ہے سفید بالوں والا' کیونکہ ان کے سر میں پیدائشی طور پر ہی سفید بالوں کی لٹ موجود تھی وہ نہایت زیرک' سمجھداراور دانا تھے قبیلہ قریش کے سردار تھے' اس لئے ان میں قائدانہ صلاحیتیں بھی بدرجہ اتم موجود تھیں زم زم کا کنواں جو صدیوں سے بند پڑا تھا۔آپ کی کاوشوں سے دریافت ہوا خواب میں آپ کو کنواں کھودنے کی ترغیب دی گئی آپ نے نہایت مشقت سے اپنے ایک بیٹے حارث کی مدد سے کنواں کھودا۔اس موقعہ پر آپ نے منت مانی کہ اگر ان کے ہاں دس بیٹے ہوں اور سبھی ان کی نظروں کے سامنے جوان ہوں تو وہ ان میں سے ایک کو اللہ کے نام پر ذبح کرینگے ان کی یہ آرزو پوری ہوئی۔

نبی کریم ﷺ کی ولادت سے ایک سال پہلے یمن کے بادشاہ ابرہہ نے بیت اللہ کو شہید کرنے کی بری نیت سے مکہ معظّمہ پر حملہ کیا حضرت عبدالملطب کے کچھ اونٹ غلطی سے ابرہہ کے لشکر کی جانب آ گئے۔آپ خود ابرہہ کے پاس گئے اور اونٹ واپس کرنے کا

مطالبہ کیا بادشاہ نے حیرانگی سے کہا کہ تمہیں ان اونٹوں کا اتنا خیال ہے جبکہ کعبہ کی حفاظت کا ذرا خیال نہیں تو آپ نے فرمایا کہ اونٹوں کا مالک تو میں ہوں جبکہ کعبہ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔چشم عالم نے دیکھا کہ سمندر کی طرف سے چھوٹے چھوٹے پرندے ابابیل اپنی چونچوں میں کنکریاں لے کر نمودار ہوئے اور ابرہہ کے لشکر پر گرانے لگے کنکریاں کیا تھیں آج کے دور کے بم سمجھ لیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے ابرہہ کا لشکر بھوسے کا ڈھیر بن گیا۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت عبدالمطلب کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے بہت پیارے اور لاڈلے تھے، حسن و جمال میں ان کی مثال موجود نہ تھی۔ وہ حضرت عبدالمطلب کی نگاہوں کے سامنے جوان ہوئے تو انہوں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرنے کا ارادہ کیا مسئلہ یہ تھا کہ کس بیٹے کو اللہ کیلئے ذبح کیا جائے بات قرعہ سے نام نکالنے پر آئی جب قرعہ ڈالا گیا تو سیدنا عبداللہ کا نام نکلا۔آپ اپنے لاڈلے بیٹے کو لیکر ذبح کرنے کیلئے نکلے تو اہل مکہ چیخ اٹھے کہ اس طرح بیٹے کو ذبح کرنے کی روایت چل نکلے گی چند اہل دانش کی مشاورت سے یہ طے ہوا کہ دس اونٹوں کے مقابل سیدنا عبداللہ کا قرعہ نکالا جائے اور ہر بار تعداد بڑھائی جائے چنانچہ قرعہ ڈالا گیا یہاں تک کہ جب سو اونٹ کے مقابل حضرت عبداللہ کا قرعہ ڈالا گیا تو سو اونٹ کا قرعہ نکل آیا حضرت عبدالمطلب نے یہ قرعہ تین بار ڈالا اور ہر بار سو اونٹ پہ قرعہ آیا تب انہوں نے ایک سو اونٹ اللہ کی راہ میں قربان کئے۔اس مسرت آفرین واقعہ کے بعد قریش میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور حضرت عبداللہ ذبیح کے لقب سے مشہور ہو گئے اور سارا قبیلہ آپ کو پہلے سے بڑھ کر چاہنے لگا۔

سیدنا عبداللہ ؓ، ذاتی وجاہت اور خاندانی نسب کے لحاظ سے منفرد تھے ہی ان کی پیشانی میں جلوہ گر نور محمدی ﷺ نے ان کے حسن و جمال کو بہت رعنائی بخشی تھی مکہ معظّمہ کی جوان

دوشیزائیں ان سے شادی کی تمنا رکھتی تھیں لیکن حضرت عبدالمطلب نے اپنے لخت جگر کے گھر میں خوشیاں بکھیرنے کے لئے قبیلہ بنوزہرہ کے سردار وہیب کی بیٹی آمنہ رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا جن کی نور بھری آغوش میں رحمت عالم سیدالوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جنم لینا تھا اور پھر اس نور کی ضوفشانی سے پوری کائنات جگمگانے والی تھی۔

شادی کے صرف چند ماہ بعد حضرت عبداللہ تجارت کے سلسلہ میں ملک شام سے واپس آتے ہوئے یثرب کے مقام پر جو بعد میں مدینہ منورہ بنا وفات پا گئے۔حضرت آمنہ کیلئے یہ صدمہ بہت گہرا تھا لیکن قدرت کو یہی منظور تھا کہ جب آخری نبی پیدا ہو تو وہ در یتیم ہو۔

بارہ ربیع الاول کی ایک حسین صبح کو جب رات کا اندھیرا غائب ہو رہا تھا اور صبح کا اجالا پھیل رہا تھا سیّد عالم شفیع معظم ﷺ کی ولادت ہوئی سن عیسوی کے لحاظ سے 22 اپریل 571ء تاریخ بنتی ہے سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیدائش کی اطلاع آپ کے دادا جان عبدالمطلب کو دی گئی جو اس وقت طواف کعبہ میں مشغول تھے، بہت خوش ہوئے۔وہ ننھے پوتے کو بازوؤں میں اٹھائے خانہ کعبہ آ گئے اور اس کا نام ''محمد'' رکھا۔لوگوں کے پوچھنے پر اس نام کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔''مجھے امید ہے کہ اس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے گی۔'' یاد رہے لفظ محمد کا مطلب ہے۔''وہ ذات جس کی کثرت کے ساتھ اور بار بار تعریف کی جائے۔'' امام راغب اصفہانی لفظ محمد کا مفہوم یوں لیتے ہیں۔''اور محمد اسے کہتے ہیں جس کی قابل تعریف عادات حد سے بڑھ جائیں۔'' (المفردات۔131)

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی آمد پر اظہار مسرت کیلئے روئے زمین کو سرسبز وشاداب کر دیا خشک اور گلے سڑے درختوں کو پھل اور پھولوں سے لاد دیا ہر جانب رحمتوں اور برکتوں کی بھرمار کر دی۔قحط زدہ علاقوں میں رزق کی اتنی فراوانی ہوئی کہ وہ سال خوشی اور فرحت والا سال کہلایا اس حوالے سے امام حلبی کی روایت ملاحظہ فرمائیے۔''جس سال نور

محمدی ﷺ سیدہ آمنہ کو ودیعت ہوا وہ فتح ونصرت، تروتازگی اور خوشحالی کا سال کہلایا۔ اہل قریش اس سے قبل معاشی بدحالی، عسرت اور قحط سالی میں مبتلا تھے ولادت کی برکت سے اس سال اللہ تعالیٰ نے بے آب وگیاہ زمین کو شادابی اور ہریالی عطا فرمائی سوکھے درختوں کی پژمردہ شاخوں کو ہرا بھرا کر کے انہیں پھلوں سے لاد دیا۔ اہل قریش اس طرح ہر طرف سے کثیر خیر آنے سے خوشحال ہو گئے''۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت بہت سے معجزات کا ظہور ہوا۔ جن کی تفصیل کتب سیرت اور احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔ کچھ منتخب روایات پیش خدمت ہیں:

ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت فرشتوں سے فرمایا کہ تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دیں، متعدد کتب سیر میں درج روایات کا مفہوم اس طرح ہے:

''عمرو بن قتیبہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا جو متبحر عالم تھے کہ جب حضرت آمنہؓ کے ہاں ولادت باسعادت کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو اس روز سورج کو عظیم نور پہنایا گیا۔

''اور اللہ تعالیٰ نے اس سال یہ اذن جاری فرمایا کہ حضور ﷺ کی تکریم میں تمام دنیا کی عورتیں لڑکوں کو جنم دیں۔''

''جب سرور کائنات ﷺ کا ظہور ہوا تو ساتھ ہی ایسا نور نکلا جس سے شرق تا غرب سب آفاق روشن ہو گئے۔''

سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''بیشک مجھ سے ایسا نور نکلا جس کی ضیاء پاشیوں سے سرزمین شام میں

بصریٰ کے محلات میری نظروں کے سامنے روشن اور واضح ہوگئے۔ اسی قسم کی ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ اس نور سے ملک شام کے محلات اور وہاں کے بازار اس قدر واضح نظر آنے لگے کہ میں نے بصریٰ میں چلنے والے اونٹوں کی گردنوں کو بھی دیکھ لیا۔'' (طبری، تاریخ الامم والملوک)

حضرت عثمان بن العاص کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہؓ فرماتی ہیں:

''جس رات آپ ﷺ کی ولادت ہوئی میں حضور نبی اکرم ﷺ کی والدہ کے پاس تھی میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نور سے منور ہوگیا ہے اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے کہنا پڑا کہیں وہ مجھ پر گر نہ پڑیں۔''

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا مزید فرماتی ہیں:

''پھر اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجاب اٹھا دیئے تو مشرق و مغرب تمام روئے زمین میرے سامنے کر دی گئی جس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا نیز میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں گاڑا گیا تھا اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا پرچم کعبۃ اللہ کی چھت پر لہرا رہا تھا۔''

یہ چند نگارشات ہیں جو نبی کریم ﷺ کی ولادت اور آپ کے خاندان کے وقار کے حوالے سے پیش کی گئیں صحیح بخاری میں سیدہ زینب بنت ابی سلمہ سے روایت ہے۔ ''جب ابولہب مر گیا تو اس کے اہل خانہ میں کسی کو خواب میں دکھایا گیا۔ وہ برے حال میں تھا۔ دیکھنے والے نے اس سے پوچھا کیسے ہو؟ ابولہب نے کہا میں بہت عذاب میں ہوں اس سے کبھی چھٹکارا نہیں ملتا۔ مجھے اس عمل کی جزا کے طور پر اس انگلی سے قدرے سیراب کر دیا جاتا ہے جس سے میں نے محمد کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔'' (صحیح بخاری، عبدالرزاق، ابن سعد) ابولہب وہ شخص ہے جس نے نبی کریم ﷺ کو ستانے میں کوئی کسر نہ

چھوڑی تھی۔ رشتے میں یہ آپ کا چچا تھا اس نے آپ کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے احسان کا بدلہ اس طرح سے دیا کہ اس کی انگلی سے ہر پیر کے دن پانی نکلتا ہے جس سے اس کے عذاب کی شدت میں کمی ہوتی ہے۔ اس حدیث کے ضمن میں نامور امام اور محدث حافظ شمس الدین جزریؒ لکھتے ہیں ''حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے والے مومن کے اجر وثواب کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً اس کے دامن مراد کو بھریں گے اور اسے دین و دنیا کی نعمتوں سے فیضیاب کرینگے''۔

عید میلاد النبی ﷺ کی خوشی کا اہتمام کرنے کیلئے درج ذیل اعمال سرانجام دیئے جانے چاہئیں:

(1) بارہ ربیع الاول یا پیر کے دن روزہ رکھیں کیونکہ خود حضور پاک ﷺ ہر پیر کو روزہ رکھا کرتے تھے۔

(2) غریبوں' مسکینوں اور دوست واحباب کیلئے کھانے کا اہتمام کریں۔

(3) عید میلاد کے دن صاف ستھرا لباس پہنیں، باوضو ہوکر اور خوشبو لگا کر میلاد کے جلوس میں شرکت کریں۔

(4) اس دن درود پاک اور صلوۃ وسلام کی کثرت کریں۔

(5) اپنے گھروں، دفتروں، مسجدوں اور حلقہ احباب میں محافل میلاد منعقد کریں۔ اور ولادت کے واقعات اور سیرت کا تذکرہ کریں۔

(6) دلوں میں موجزن عشق رسول ﷺ کی چنگاری کو شمع فروزاں میں تبدیل کریں۔

(7) سیرت مصطفی ﷺ کو زندگی کے ہر شعبے میں اپنانے کا عہد کریں۔

(8) ناموس مصطفی ﷺ کے تحفظ کیلئے کٹ مرنے کا عزم صمیم کریں۔

خیرالبشر ﷺ کے تریسٹھ سال

نبی اکرم سید دو عالم سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی کتاب زیست کا ایک ایک لمحہ تاریخ انسانیت کے ماتھے کا جھومر ہے آپ کی سیرت کا ایک ایک ورق عالم بشریت کیلئے مینارہ نور ہے آپ کی زندگی کے شام وسحر متلاشیان حق کیلئے اسوہ کامل ہیں اور آپ کے شب وروز ہمیشہ کی فلاح وکامرانی کا نسخہ کیمیا ہے آپ کی سیرت اقدس کے تذکرے سے ان گنت کتابیں مزین ہیں اور آپ کی بشری حیات اطہر کے حوالے سے اربوں اوراق منور ہوئے ہیں ہم نے ان اوراق نور میں سے چند اہم واقعات کا انتخاب کیا ہے خاص طور پر بچے اور نوجوان اس کار خیر کی تابشوں سے زیادہ فیضیاب ہو سکتے ہیں

سال نبوت

☆ بارہ ربیع الاول کی سہانی صبح کو سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت۔ عام الفیل کے پچاس دن بعد جب یمن کے بادشاہ ابرہہ نے مکہ معظّمہ پر حملہ آور ہو کر کعبۃ اللہ کو بے حرمتی کرنا چاہی اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کے ذریعے اس کے لشکر کو نیست ونابود کر دیا۔

☆ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ جب پیدا ہوئے مکہ کی وادی اور ٹیلے نور سے چمکنے لگے اتنا اجالا ہوا

کہ اہل مکہ قیصر روم کے محلات نظر آنے لگے ایران کے بادشاہ کسریٰ کے محل میں دراڑیں پڑ گئیں آتشکدہ ایران جو ہمیشہ آگ سے دہکتا رہتا تھا بجھ گیا شرک وبت پرستی کا مرکز بحیرہ ساوہ خشک ہوگیا اللہ تعالیٰ نے ساری زمین کو سرسبز کردیا اور خشک اور گلے سڑے درختوں کو بھی پھلوں اور پھولوں سے لاد دیا۔ (بیہقی)

☆ ولادت کے وقت نبی اکرم ﷺ کا بدن پاکیزہ، صاف ستھرا اور کستوری کی خوشبو کی طرح مہکتا تھا ناف قدرتی طور پر کٹی ہوئی اور ختنہ شدہ تھے آپ کا چہرہ انور چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھا، آنکھوں میں قدرتی سرمے کی دھاری تھی اور دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ابھری ہوئی تھی۔ (ابن ہشام)

1 سال نبوت تا 4 سال نبوت

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آپ ﷺ کی پرورش آپ کے دادا حضرت عبدالمطلبؓ نے قدرتی ماحول اور کھلی فضاؤں میں پرورش کے لئے قبیلہ بنوسعد کی ایک دائی حضرت حلیمہ سعدیہ ؓ کی گود میں دے دیا وہاں آپ نے عرب کی روایت کے مطابق بکریاں بھی چرائیں اور قدرت کے مناظر کا مشاہدہ بھی کیا۔

شقّ الصدر:

وسوسوں اور فضول خیالات سے بچانے اور لہو ولعب سے محفوظ رکھنے کیلئے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کا سینہ مبارک شق کیا اور اسے انوار ربانی سے بھر دیا۔

چھٹا سال نبوت

آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات:

آپ کی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا آپ کو ساتھ لیکر آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبر انور کی زیارت کیلئے یثرب (مدینہ منورہ) تشریف لے گئیں واپسی پر ابواء

کے مقام پر حضرت آمنہ وصال کر گئیں۔

آٹھواں سال نبوت

اپنے چچا حضرت ابو طالب کے ہمراہ تجارتی مقصد کے لئے ملک شام کا سفر۔

بارھواں سال نبوت

پیارے چچا حضرت ابو طالب کے ہمراہ پھر ملک شام کی طرف کاروباری سفر:

اس سفر میں بحیرہ نامی راہب نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ ابو طالب اس بچے کی حفاظت کرو یہ عام بچہ نہیں ہے بلکہ یہ سارے جہاں کا سردار' اللہ کا سچا نبی اور سب جہانوں کیلئے رحمت ہے۔ حضرت ابو طالب نے پوچھا کہ تجھے کیسے پتہ چلا تو وہ کہنے لگا: ''جب آپ لوگ آ رہے تھے تو وادی کا ہر درخت اور ہر پتھر آپ کو سجدہ کر رہا تھا یہ سعادت صرف نبیوں کو ملتی ہے۔''

بیسواں سال نبوت

جنگ فجار میں شمولیت اور اپنے چچاؤں کی مدد اور حلف الفضول کا واقعہ:

مظلوم کی دادرسی اور حقدار کو اس کا حق دلانے کی خاطر معززین مکہ نے ایک معاہدہ کیا جس میں حضور اکرم ﷺ اپنے چچا زبیر بن عبدالمطلب کے ہمراہ شریک ہوئے اس معاہدے میں تین افراد ایسے تھے جن کے نام میں فضل آتا ہے یعنی فضل بن حارث' فضل بن وداعہ' فضل بن فضالہ' اس لئے اس عہد کو حلف الفضول کہتے ہیں۔

25 پچیسواں سال نبوت

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح:

حضور اکرم ﷺ نے تجارت کو بطور پیشہ بنایا آپ اپنی امانت' دیانت' وعدے کی پاسداری اور ہمیشہ سچ بولنے کی عادت کی بدولت اہل مکہ میں " صادق " اور " امین " کے

لقب سے مشہور تھے مکہ کی ایک نہایت پاکدامن، نیک سیرت اور شریف النفس رئیسہ خاتون سیدہ خدیجہ بنت خویلد نے آپ کو نکاح کا پیغام بھیجا جسے آپ نے قبول فرمایا حضرت ابوطالب نے نکاح پڑھایا، آپ دونوں کی ازدواجی زندگی بہت خوشگوار رہی ایک بیٹے کے سوا آپ کی ساری اولاد انہی سے ہوئی۔

35 پینسواں سال نبوت

کعبۃ اللہ کی تعمیر نو:

اہل مکہ نے کعبہ شریف کی تعمیر نو کا فیصلہ کیا سب قبیلے جوش وخروش سے اس باسعادت کام میں حصہ لے رہے تھے جب حجر اسود کی تنصیب کی باری آئی تو ہر قبیلہ یہ سعادت حاصل کرنا چاہتا تھا نوبت آپس کی لڑائی تک پہنچ گئی فیصلہ ہوا کہ اگلی صبح سب سے پہلے جو شخص حرم کعبہ میں داخل ہوگا اسے ثالث مان لیا جائے گا اگلے دن حضور اکرم ﷺ سب سے پہلے آنے والے فرد تھے آپ نے ایک کپڑا لیکر حجر اسود اس میں رکھا اور سب قبیلوں کے سرداروں کو کپڑے کے کونے پکڑا دیئے پھر مقررہ مقام پر اپنے دست مبارک سے حجر اسود نصب کر دیا آپ کی دانش اور فراست سے ایک بڑی جنگ کا خطرہ ٹل گیا۔

چالیسواں سال

غار حرا کے مقام پر پہلی وحی کا نزول:

بیت اللہ سے چند میل دور جبل نور نامی پہاڑ کی چوٹی پر واقع غار حرا میں تنہائی میں بیٹھ کر حضور انور ﷺ رموز فطرت پر غور کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالی کی جانب سے حضرت جبرئیل علیہ السلام پہلی وحی لے کر آپ کے پاس آئے جس کے الفاظ (نسخ ؟) یہ تھے "اقراء باسم ربك الذی خلق" یعنی پڑھیئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ یوں آپ پر وحی کے نزول کا سلسلہ شروع ہوا جو تئیس برس تک جاری رہا۔

3 سال بعثت

کوہ صفا پر قبیلہ قریش کو اسلام کی دعوت:

اس سال آپ نے اہل مکہ کو کعبہ کے پاس کوہ صفا کے مقام پر اہل مکہ کو بلایا اور فرمایا اے اہل مکہ! اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر موجود ہے جو تم پر حملہ کرنے کے لئے تیاری کر رہا ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کر لو گے۔'' سب نے ایک ہو کر کہا کہ ہاں ہم یقین کر لیں گے کیونکہ ہم نے آپ کو ہمیشہ صادق (سچا) اور امین (امانت دار) پایا ہے۔ آپ نے فرمایا ''تو پھر سنو، میں تمہیں توحید کی دعوت دیتا ہوں اور آخرت کے عذاب سے ڈراتا ہوں اگر تم ایمان نہ لائے تو اللہ کا عذاب تم پر نازل ہوگا۔'' یہ سن کر قریش کے اکثر لوگ منہ بنا کر چلے گئے آپ کا چچا ابولہب تو اول فول بھی بکنے لگا۔

5 سال بعثت

ہجرت حبشہ:

اعلان نبوت کے بعد تمام اہل مکہ آپ کا دشمن ہو گیا صرف حضرت خدیجہؓ حضرت علیؓ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت زید بن ثابت اور چند غلاموں اور مفلس و نادار افراد آپ پر ایمان لائے کفار مکہ نے آپ اور آپ کے ساتھیوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ ڈالے ان کو جبر و تشدد کا خوب نشانہ بنایا مگر کسی مومن کا ایمان نہ ڈگمگایا ان حالات میں حضور پاک ﷺ کے حکم سے پہلی بار بارہ مرد اور چار عورتوں نے دوسری بار تراسی مرد اور اٹھارہ عورتوں نے قریبی ملک حبشہ کا سفر اختیار کیا وہاں کے حکمران نجاشی نے تمام مہاجرین مکہ کو بخوشی تمام سہولیات فراہم کیں۔ بعد میں یہ نجاشی مسلمان ہو گیا۔

6 سال نبوی

سیدنا حمزہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کا قبول اسلام:

سیدنا حمزہؓ رسول کریم ﷺ کے چچا تھے وہ بہت جرّی، نڈر اور بہادر تھے۔ شکار کے بہت شوقین تھے۔ ایک دن شکار سے واپسی پر پتہ چلا کہ ابوجہل نے نبی اکرم ﷺ کو بہت تنگ کیا ہے تو وہ طیش میں آ گئے اور جا کر ابوجہل کے سر میں کمان اتنے زور سے ماری کہ اُس کے سر سے خون نکل آیا اور انہوں نے کہا کہ آج سے میں بھی اپنے بھتیجے محمد ﷺ کے دین پر ہوں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک دن بہت غصے میں رسول کریم ﷺ کو شہید کرنے کے ارادے سے نکلے۔ راستے میں ان کے تیور دیکھ کر کسی نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو، تمہاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں وہ غصے کے عالم میں بہن کے پاس آئے اسے اور اُن دونوں کو بہت مارا پھر ان کی حالت دیکھ کر دل نرم پڑ گیا اور کہا کہ مجھے بھی دکھاؤ جو تم کیا پڑھ رہے ہو بہن نے کہا کہ پہلے غسل کرو پھر اسے ہاتھ لگانا وہ قرآن کی تاثیر سے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے یوں رسول کریم ﷺ کی آرزو پوری ہوگئی۔

7 سال نبوی

شعب ابی طالب:

مکہ کے سنگدل سرداروں نے ایک معاہدہ کر کے رسول کریم ﷺ کے خاندان کا مکمل معاشرتی سماجی اور تجارتی بائیکاٹ کر کے انہیں شعب ابی طالب نامی ایک گھاٹی میں پابند کر دیا جہاں انہوں نے بہت بےبسی کے دن گذارے بھوک پیاس سے بچے بلک بلک کر روتے لیکن کسی فرد کے لب پر شکوہ نہ آیا یہ عرصہ تین سال پر محیط رہا بالآخر دیمک نے خانہ کعبہ کی دیوار پر لٹکائے ہوئے اس معاہدے کو کھا لیا تب کچھ نرم دل سرداروں نے انہیں واپس گھروں کو آنے کی اجازت دی۔

10 سال نبوی

طائف کا سفر:

جنات کا قبول اسلام:

عام الحزن:

سیدنا ابو طالب نے حضور نبی اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ اور دادا جان کی وفات کے بعد آپ کی پرورش کی تھی۔ انہوں نے آپ کو بہت ناز ونعم اور لاڈ پیار میں پالا تھا۔ کفار کی ہر سازش اور ظلم وستم کے مقابلے میں آپ کا بھرپور ساتھ دیا۔ شعب ابی طالب میں بھی آپ کے ہمراہ بائیکاٹ کا شکار رہے۔ پیار کرنے والے چچا کی وفات آپ کیلئے بہت بڑا صدمہ تھا۔

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ کا بھرپور ساتھ دیا اپنی ساری دولت آپکے قدموں پر نچھاور کر دی اور ہر دکھ درد میں برابر کی شریک رہیں انہوں نے غمگساری، دلجوئی، فرمانبرداری، ایثار، محبت اور تابعداری کی لازوال مثالیں قائم کیں۔

12 سال نبوی

معراج شریف کا وقعہ:

معراج مبارک وہ عظیم معجزہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو قیام مکہ کے آخری دنوں میں عطا کیا جبکہ کفار مکہ نے ظلم وستم کی انتہا کر دی تھی اور آپ کا ساتھ دینے والی دو عظیم ہستیاں سیدنا ابو طالب اور سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی وفات پا گئی تھیں۔ غم واندوہ کی ان ساعتوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حالت بیداری میں جسم و روح کے ساتھ معراج کی سعادت بخشی آپ کو مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک اور وہاں سے خلاؤں کی وسعتوں سے آگے کہکشاؤں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے آسمانوں پر لے جایا گیا۔ وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ سے ہوتے ہوئے آپ رب کائنات کے دیدار سے مشرف ہوئے۔

بیعت عقبہ اُولی:

حضور اکرم ﷺ نے موسم حج کے دوران اور دیگر میلوں میں آنے والے دوسرے علاقوں کے لوگوں تک تبلیغ کا سلسلہ پھیلا دیا پہلے سال میں چھ اور اگلے سال بارہ افراد کو اسلام کی سعادت نصیب ہوئی اور سب نے مکہ کے قریب ایک گھاٹی میں نبی کریم ﷺ کی بیعت کی۔ اسے بیعت عقبہ اولیٰ کہتے ہیں ان افراد میں مدینہ کے قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

اگلے سال بہتر (72) افراد نے آپ کے دست حق پرست اسلام قبول کیا اسے بیعت عقبہ ثانیہ کہتے ہیں یوں وادی یثرب مدینہ منورہ آپ کے پروانوں کا مرکز بن گیا اور کفار مکہ کے ہاتھوں ستائے ہوئے مظلوم و نادار مسلمانوں کو ایک پناہ گاہ میسر آ گئی۔

ہجرت مدینہ:

وادی یثرب میں جب اسلام کا پیغام خوب پھیلنے لگا تو کفار مکہ کے سرداروں نے مل کر یہ گھناؤنی سازش تیار کی کہ سب قبائل ملکر سیدنا محمد ﷺ کو شہید کر دیں۔اس دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کو یثرب (مدینہ منورہ) کی جانب ہجرت کا حکم دیا۔آپ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اپنے گھر سے کفار کی آنکھوں میں دھول جھونک کر نکلے مکہ سے مدینہ کی مخالف جانب چلے اور غار ثور میں جا گزیں ہوئے۔ کفار ہزار کوشش کے باوجود آپ کو نہ ڈھونڈ پائے اور آپ سیدنا صدیق اکبرؓ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی وادی میں قبا کے مقام پر جا پہنچے۔وہاں اہل مدینہ نے آپکا بھرپور استقبال کیا۔قبیلہ نجّار کی بچیوں نے دف بجا کر ''طلع البدر علینا'' کا گیت گایا اور ہر فرد فرحان و شادماں نظر آنے لگا۔ہجرت مدینہ کے نتیجے میں اسلام کو ایک قلعہ میسر آ گیا۔مسلمانوں کو امن و سکون سے رہنے کی سہولت میسر آئی اور اسلام کے نظام کو عملی طور پر روحانی معاشرتی، سماجی، تجارتی اور جنگی پہلوؤں سے نافذ العمل

ہونے کا موقع میسر آیا۔

یہودی قبیلے برسہا برس سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے وہ بہت بااثر مگر مکار اور سازشی ذہنیت کے مالک تھے حضور اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ امن وسلامتی اور رواداری سے رہنے کیلئے ایک معاہدہ کیا جسے میثاق مدینہ کہتے ہیں اس کے مطابق یہودیوں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل تھی، لڑائی میں ایک دوسرے کی مدد کے پابند تھے اور باہمی تنازعات کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر چھوڑ دیا گیا۔

1 ھجری

(1) مسجد قبا کی تعمیر اور جمعہ کی ابتداء

(2) مسجد نبوی کی تعمیر

(3) اصحاب صفہ کے چبوترہ کی تعمیر

(4) اذان کی ابتداء

(5) مواخات

(۶) میثاق مدینہ

(۷) حضرت عبداللہ بن سلام اور حضرت سلمان فارسیؓ کا قبول اسلام

(1) قباء کے مقام پر اسلام کی سب سے پہلی مسجد کا سنگ بنیاد خود نبی آخر الزمان ﷺ نے اپنے دست کرم سے رکھا یہ مسجد آج بھی پوری آب وتاب سے قائم ہے۔

(2) مدینہ منورہ میں نبی اکرم تشریف لائے تو سب نے پہلا کام یہ کیا کہ حضرت ابوایوب کے گھر کے قریب جہاں آپ قیام پذیر تھے وہاں زمین کا ایک قطعہ خرید کر مسجد نبوی کی بنیاد رکھی اور اسکی تعمیر میں انصار وصحابہ کے ہمراہ خود نبی محترم ﷺ نے بھی حصہ لیا۔

(3) مسجد نبوی کے صحن میں غریب نادار اور بے گھر مسلمانوں کے لئے ایک چبوترہ بنایا گیا

جہاں وہ دن رات قیام کرتے اور ہر وقت اللہ کی عبادت اور ریاضت میں مصروف رہتے ان صحابہ میں حضرت ابوذر غِفاری، حضرت صہیب رومی، حضرت سلمان فارسی حضرت بلال اور حضرت ابو ہریرہ جیسے صحابہ شامل تھے ان سب صحابہ کو اصحاب صفہ کہا جاتا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(4) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مشورے پر اذان کی ابتدائی ہوئی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مؤذن ٹھہرے۔

(5) لٹے پٹے اور بے سہارا مہاجرین کی معاشی اور معاشرتی بحالی کیلئے نبی پاک نے ان کے اور انصار مدینہ کے درمیان مواخات یعنی بھائی چارہ قائم فرمایا یعنی مہاجر کو کسی انصار کا بھائی بنا دیا ان انصاری بھائیوں نے اپنا مال و متاع کاروبار اور جائیداد کا نصف حصہ اپنے مہاجر بھائی کے حوالے کر دیا یوں مؤاخات کا یہ سلسلہ مہاجرین کیلئے معاشرتی سکون اور معاشی خوشحالی کی بنیاد ثابت ہوا۔

2ہجری

تحویل کعبہ
غزوہ بدر
سیدہ فاطمہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کی شادی
روزہ اور زکوٰۃ کی فرضیت
عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی ادائیگی

تحویل کعبہ:

ابتداء میں مسلمان بیت اللہ شریف کی جانب منہ کر کے نماز ادا کرتے تھے حضور انور ﷺ کی خواہش تھی کہ ہمارا قبیلہ کعبتہ اللہ بن جائے۔ اس برس یہ تمنا بار آور

ثابت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپ کی منشاء کے عین مطابق مسلمانوں کو عبادت کیلئے اپنے رخ کعبۃ اللّٰہ کی جانب کر لینے کا حکم دیا۔

غزوۂ بدر:

غزوہ بدر حق و باطل کے درمیان بپا ہونے والا پہلا بڑا معرکہ ہے جس میں صرف ۳۱۳ مسلمانوں پر مشتمل جماعت نے ایک ہزار کے قریب کفار مکہ کو شکست فاش دی اس غزوہ میں کفار کے ستر افراد واصل جہنم ہوئے جن میں ان کے بڑے بڑے سردار ابو جہل ولید بن عتبہ، شیبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف بھی شامل تھے۔ مسلمان شہداء کی تعداد چودہ تھی ستر کفار کو جنگی قیدی بنالیا گیا جن سے بعد میں بچوں کی تعلیم و تدریس کا کام لیا گیا۔ اس فتح نے کافروں کے دلوں پر اسلام کی ہیبت طاری کر دی اس دن کو یوم الفرقان بھی کہا جاتا ہے یعنی حق اور باطل میں فرق ظاہر کرنے والا دن۔

3 ہجری

غزوہ احد:

کفار مکہ غزوہ بدر میں اپنی شکست کا بدلہ لینے، نبی رحمت ﷺ کو شہید کرنے اور مدینہ کی بستی کو تباہ و برباد کرنے کے ارادے سے مدینہ منورہ پر پہلے سے زیادہ بھرپور تیاری سے حملہ آور ہوئے مسلمانوں نے احد کے مقام پر مدینہ سے باہر نکل کر ان کو روکا۔ قریب تھا کہ مسلمان فتح سے ہمکنار ہوں ان میں بد نظمی پھیل گئی۔ مجاہد فتح کو قریب دیکھ کر کفار کے مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے کفار نے پہاڑ کا چکر لگا کر پھر سے بھرپور حملہ کیا اور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کی کوشش کی لیکن جاں نثار صحابہ کی بدولت وہ اپنے مقصد میں ناکام رہے اور اپنے لاؤ لشکر سمیٹ کر مکہ کی طرف بھاگ نکلے۔ اس جنگ میں بد نظمی حضور اکرم ﷺ کے حکم کو نظر انداز کرنے سے پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین اور شہداء احد کیلئے بڑے اجر کا

اعلان کیا ہے اس جنگ میں حضرت حمزہ، حضرت مصب بن عمیر اور حضرت عبداللہ بن جحش جیسے جید صحابہ شہید ہوئے۔ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔

4 ہجری

سریہ رجیع:

غزوہ بنونضیر:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ بی بی فاطمہ بنت اسد اور ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ کا وصال۔

اس سال کافروں نے دھوکے سے کئی صحابہ کو شہید کر دیا۔

مدینہ منورہ میں بسنے والے یہودی اپنی ناپاک سازشوں سے ہر وقت مسلمانوں کو پریشان کئے رکھتے تھے میثاق مدینہ کے برخلاف انہوں نے مسلمانوں کے دشمنوں یعنی کفار مکہ کی بھی مدد کی جس سے ناخوش ہو کر نبی کریم ﷺ نے تمام یہودیوں کو بے دخل کر دیا اور ان کو وادی جبر کی جانب دھکیل دیا۔

5 ہجری

گستاخ رسول کا قتل:

کعب بن اشرف نامی ایک مالدار یہودی نبی اکرم ﷺ سے اپنے بغض اور عداوت کا مظاہرہ کرنے کیلئے اکثر گستاخیاں کرتا رہتا تھا اور گستاخی بھرے اشعار بھی کہتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کے حکم پر ایک جاں نثار صحابی حضرت محمد بن سلمہ نے حضرت ابونائلہ، مباد بن بشیر، حضرت حارث اور حضرت ابوعبس، رضوان اللہ عنہم کے ساتھ مل کر کعب بن اشرف کو قتل کر دیا۔ گستاخ رسول کی سزا موت ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

غزوہ احزاب:

خطہ عرب کے تمام مشرک اور یہودی قبائل ابوسفیان کی سپہ سالاری میں مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے دس ہزار کفار جنگجوؤں کے اس لشکر کا مقابلہ کرنے کیلئے نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی کے مشورہ پر مدینہ منورہ کے گرد پانچ فٹ چوڑی خندق کھودنے کا حکم دیا۔لشکر کفار نے خندق کے اس پار ایک ماہ تک مدینہ کا محاصرہ کئے رکھا۔ بالآخر راشن ختم ہونے، بددلی سے یہودیوں کے بھاگ نکلنے اور تیز سرخ آندھی کی صورت میں خوف ودہشت کے مارے کفار واپس جانے پر مجبور ہو گئے۔ کفار کی اس یلغار سے محفوظ رہنا مسلمانوں کیلئے بہت مسرت وشادمانی کا موجب بنا۔

6 ہجری

صلح حدیبیہ:

بادشاہوں کے نام خطوط:

بیعت رضوان:

نبی اکرم ﷺ اپنے چودہ سو صحابہ کے ہمراہ عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ کی طرف چلے اور نہایت راز داری سے مکہ کے قریب حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ کیا صحابہ کرام کے اتنے بڑے لشکر کو دیکھ کر کفار مکہ گھبرا گئے۔اورانہوں نے وہیں مسلم کارواں کو روک دیا نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کافروں سے مذاکرات کے لئے مکہ معظّمہ بھیجا تاکہ سب کے لئے عمرہ کرنے کی راہ ہموار ہو سکے۔ادھر یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے جس سے صحابہ کرام میں سخت اشتعال پھیل گیا۔ ان کے خون کا قصاص لینے کے لئے نبی اکرم ﷺ نے تمام صحابہ سے بیعت لی۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔

کاروان مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کے اس طرح سے اچانک آ جانے سے کفار مکہ کے

حوصلے پست ہوگئے اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے پرامن واپسی کیلئے ایک معاہدہ کیا جسے صلح حدیبیہ کہتے ہیں۔ اس معاہدہ کی بدولت فتح مکہ کی راہ ہموار ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے فتح مبین قرار دیا۔ اس معاہدہ کی بدولت کفار اور مسلمانوں کے درمیان باہمی تعلقات بحال ہوئے اہل مکہ کو مدینہ پاک کی ریاستی خوبیوں اور مصطفوی اور معاشرتی برکتوں کا پتہ چلا۔ مسلمانوں کو کفار کی شرارتوں اور سازشوں سے نجات ملی' عرب کے دیگر قبائل پر مسلمانوں کی ہیبت چھا گئی اور تبلیغ اسلام کا آفتاب ہرسو اجالا بکھیرنے لگا اسی دوران حضور اکرم ﷺ نے قرب و جوار کے حکمرانوں اور بادشاہوں کو خطوط لکھے جن میں ان کو توحید قبول کرنے، رسالت مصطفیٰ کی تصدیق کرنے اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی۔

7 ہجری

غزوہ خیبر:

صحابہ کرام کے ہمراہ عمرہ کی ادائیگی:

مدینہ منورہ سے نکالے گئے یہودی خیبر کے مقام پر آباد ہوگئے تھے وہ وہاں بھی اپنی شرانگیزیوں اور ایذا رسانیوں سے باز نہ آئے تھے نبی اکرم ﷺ نے ان کو سبق سکھانے اور اس فتنے کو مٹانے کے لئے خیبر کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور یہودیوں کو خوب سبق سکھایا اور فتح و کامرانی سے لشکر اسلام واپس مدینہ منورہ پہنچا۔

8 ہجری

جنگ موتہ:

فتح مکہ:

غزوۂ حنین:

رمضان المبارک کے مبارک مہینے میں نبی اکرم ﷺ دس ہزار صحابہ کے لشکر کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے اور نہایت برق رفتاری سے منازل طے کرتے ہوئے مکہ مکرمہ کے قریب پڑاوَ ڈالا کفار نے صلح حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی کی تھی جس کی پاداش میں اس لشکر کی آمد کا فیصلہ کیا گیا کفار مکہ اتنا بڑا لشکر جرار دیکھ کر ہیبت سے دبک گئے اورانہوں نے لڑائی نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ نبی کریم ﷺ بہت عاجزی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالی کا شکرادا کرتے ہوئے مکہ شہر کے اندر داخل ہوئے ۔آپ نے تمام اہل مکہ کیلئے عام معافی کا اعلان کردیا مکہ کے لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے نبی کریم ﷺ نے کعبہ کے اندر موجود بتوں کوتوڑ ڈالا کعبے کا طواف کیا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اس موقعہ پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کعبے کی چھت پر چڑھ کراذان دینے کی سعادت ملی طواف سے فارغ ہوکر نبی کریم ﷺ صفا مروہ کی جانب تشریف لے گئے اور عام بیعت فرمائی یوں وہ مکہ جوکفر وشرک کا گڑھ تھا اسلام کے نور سے جگمگا اٹھا۔

9ہجری

غزوہ تبوک:

وفود عرب کی آمد:

منافقین کی بنائی گئی مسجد ضرار کی تباہی:

غزوہ تبوک:

اس وقت کی جنگی سپر پاور روم کی ریشہ دوانیوں اور ممکنہ یلغار کا مقابلہ کرنے کیلئے نبی اکرم ﷺ نے تبوک کے مقام پر جاکر لشکر کفار کا سد باب کرنے کا فیصلہ کیا جس کے نہایت دوررس نتائج ملے سلطنت روم کے حکمران لشکر اسلام سے مقابلے میں نہ آئے اور مسلمان فتح ونصرت سے ہمکنار ہوئے۔

10ہجری

حجتہ الوداع:

نبی اکرم ﷺ نے سوالاکھ صحابہ کے ہمراہ فریضہ حج ادا کیا جس کے بعد آپ نے فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ جو آج بھی پوری انسانیت کیلئے فلاح و بہبود رواداری اور باہمی الفت و محبت کا منشور ہے۔ آپ نے انسانی مساوات اور تقویٰ کی بنیاد پر فضیلت کا درس دیا ایک دوسرے کا خون، مال اور عزت حرام قرار دی باہمی جنگ و جدل اور خونریزی سے بچنے کا سبق دیا امانت و دیانت سے کام لینے غلاموں کا خیال رکھنے قرض ادا کرنے احترام خواتین نماز کی ادائیگی اور قرآن و سنت پر عمل پیرا رہنے کی تلقین کی اور یہ پیغام اخوت و مساوات دوسروں تک پہنچانے کا حکم دیا۔

خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم اللہ کو میرے بارے میں کیا گواہی دو گے سب نے بیک زبان کہا۔ ''آپ نے امانت (دین) پہنچادی، رسالت کا حق ادا کر دیا اور ہمیں نیکی کی نصیحت کی۔'' یہ سن کر آپ نے اپنی شہادت والی انگلی آسمان کی طرف کی اور لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار ارشاد فرمایا۔ ''اے اللہ گواہ رہنا''۔

11ہجری

جیش اسامہ: رومیوں سے خونریز جنگ کے بعد فتح ملی

وصال مبارک:

نبی کریم ﷺ نے جب حق تبلیغ ادا کر دیا تو پھر اپنے خالق حقیقی سے جا ملنے کی باری تھی۔ ماہ صفر کے آخر میں آپ کو ہلکا سا بخار ہوا آپ نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں رہنا پسند کیا۔ اس بخار نے زیادہ شدت اختیار کر لی تو آپ ماہ ربیع الاوّل میں اپنے دوست اور پروردگار سے جا ملے۔ آپ کی زبان پر ''بل رفیق الاعلیٰ'' یعنی

اب کوئی نہیں اعلیٰ دوست چاہیے۔ آپ کا روضہ انور ام المومنین عائشہ صدیقہ کا حجرہ مبارک ہی بنا جو آج گنبد خضراء کے نام سے جانا جاتا ہے۔

صلّی اللہ علی النبّی الامّی و علیٰ آلہٖ وبارک وسلّم

نبی کریم ﷺ پیغمبر امن وسلامتی

نائن الیون کو جب نیویارک کی بلند وبالا عمارت ٹریڈ سنٹر آناًفاناً زمیں بوس ہوئی اور امریکہ کی نخوت وتکبر سے اکڑی گردن خم ہوئی تو امریکہ اور اس کے صلیبی دوستوں نے اس کی آڑ میں دین حق اسلام کو معتوب کرنے اور اکناف عالم میں بسنے والے مسلمانوں کو مغلوب کرنے کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کا مذموم منصوبہ تشکیل دیا۔ایک طرف ان طاغوتی طاقتوں نے مسلمانوں کی نسل کشی کرنے اور ان پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کی خاطر افغانستان اور عراق پر اس صدی کی بدترین بربریت کا مظاہرہ کیا۔ ڈیزی کٹر بمبوں کے ذریعے کارپٹ بمبنگ ،لیزر گائیڈڈ میزائلوں کے ذریعے بے گناہ اور معصوم افراد کا قتل عام اور کنٹینرز میں باشرع مسلمانوں کو بند کر کے ان کو دم گھٹنے سے مارنے کے مظاہرے اور پھر عراق میں جنگی قیدیوں سے بدترین سلوک کا ارتکاب ایسے بدنما افعال ہیں جو جدید تہذیب کے نام نہاد علمبرداروں نے اپنی استعماری طاقت کے بل بوتے پر انجام دیئے ہیں۔ (دوسری طرف مغربی میڈیا جس کا کنٹرول مکمل طور پر یہودی لابی کے پاس ہے) نے تمام تر وسائل اس بات پر مرکوز کر دیئے کہ اسلام کو دہشت گردی کا مذہب ثابت کیا جا سکے اور

مسلمانوں کو جنونی، متشدد، اور متعصب ثابت کیا جائے۔ حالانکہ سچی اور مبنی برحق بات یہ ہے کہ اسلام امن و آشتی، سکون، سلامتی اور شانتی کا مذہب ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو نظام حیات لے کر آئے وہ سراسر محبت، رحمت اور امن و امان کا نظام ہے۔ ایمان لانا اور اسلام قبول کرنا، دونوں ایک ہی مفہوم ظاہر کرتے ہیں ایمان امن سے نکلا ہے جبکہ اسلام سلامتی سے بنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب بندہ اسلام کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے تو وہ خوف، ڈر، بدامنی اور اضطراب کی دنیا سے نکل کر سکون، اطمینان اور شانتی کی جنت میں آ جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ جب اس دنیا میں تشریف لائے تو جس گود میں آپ نے آنکھ کھولی وہ حصرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی تھی، آمنہ کا مصدر بھی امن ہے۔ پھر آپ جس مقدس شہر مکہ میں تولد ہوئے اسے اللہ تعالیٰ نے ''البلدالامین'' یعنی امن و امان والا شہر تسکین و راحت والی بستی'' کے نام سے یاد کیا ہے۔

نبی رحمت سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کائنات میں پیغمبر امن وسلامتی بن کر تشریف لائے۔ حضور پاک ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ بچپن سے لے کر شباب تک اور بعثت سے لے کر وصال تک آپ کی حیات جاوداں کی ایک ایک ساعت امن وسکون کے پھولوں کلیوں سے آراستہ ہے۔ اعلان نبوت سے قبل کی زندگی میں آپ ﷺ خطہ عرب میں امن و امان کے قیام اور قتل و غارت، ماردھاڑ اور بدامنی کے خاتمے کے لئے کوشاں رہے۔

جنگ فجار کے بعد آپ کی کوششوں سے عرب کے بڑے بڑے سرداروں نے ایک معاہدہ کیا۔ جسے حلف الفضول کہا جاتا ہے جس میں یہ طے ہوا کہ ہم اس وقت تک مظلوم کا ساتھ دیں گے جب تک اسے اس کا حق نہیں ملا جاتا۔ حضور پاک صاحب لولاک ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد مکے کے ظالم کفار نے آپ کے غریب و نادار اور بے سہارا

مظلوم ساتھیوں پر بے حد ظلم کئے اوران کو جبر وتشدد کا نشانہ بنایا۔ان کو مارا پیٹا گیا۔ان کو تپتی ریت میں لٹایا گیا۔کوڑے برسائے گئے، مشکیں کس دی گئیں لیکن اس کے باوجود آپ نے ان ظالم وکفار کیلئے ہدایت کی دعا مانگی۔وادیٔ طائف کے سفر کے دوران آپ ﷺ پر کون سا ظلم نہیں ڈھایا گیا، آپ پر پتھر برسائے گئے، مجنون اور بچے آپ کے پیچھے لگا دیئے گئے، زخموں سے اتنا خون بہا کہ آپ کے پاؤں خون سے تر ہو گئے، اس کے باوجود آپ نے اہل طائف کیلئے بد دعا نہ کی بلکہ ان کی خیریت وسلامتی کی دعا فرماتے ہوئے کہا ''اے اللہ! ان کو ہدایت دے، یہ میرے بارے میں کچھ نہیں جانتے''۔

ہجرت مدینہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے دو اہم کام کئے جو تاریخ انسانی میں ہمیشہ مینارۂ نور رہیں گے، ان کا مقصد یہ تھا کہ وادیٔ طیبہ میں بے سکونی، بدامنی اور فساد کا اندیشہ نہ ہو اور یہاں امن وامان اور سلامتی کا بسیرا رہے۔ پہلا کام ''مؤاخات مدینہ'' کا تھا۔ آپ نے مدینہ کے باشندوں انصار اور مہاجرین کے درمیان بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا۔ تا کہ ان کی معیشت بہتر ہو اور وہ فکر معاش سے آزاد رہیں، دوسرا کام ''میثاقِ مدینہ'' کا تھا۔ جسے دنیا کا پہلا تحریری معاہدہ کہا جاتا ہے یہ معاہدہ مسلمانوں اہل مدینہ اور یہودیوں کے درمیان قرار پایا۔اس میں ایک شق یہ بھی تھی کہ ظالم یا مجرم کے علاوہ باقی ہر شخص خواہ وہ جنگ کیلئے نکلا ہو یا گھر میں مقیم ہو، وہ امن کا حق دار ہوگا۔

امن وسلامتی اور تسکین وراحت کی دعوت دینے والے پیارے نبی ﷺ کو اپنی مدنی زندگی میں کچھ غزوات اور سرایا کا سامنا کرنا پڑا۔ان میں حقیقی لڑائیوں کی تعداد بہت کم ہے۔ غیر جانبداری اور فراخدلی سے ان کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ یہ ساری لڑائیاں آپ پر مسلط کی گئی تھیں۔ بدر کی جنگ کا مطالعہ کریں یا غزوۂ اُحد، دونوں مواقع پر کفار مکہ پوری قوت اور بھرپور اسلحہ کے ساتھ، مدینہ منورہ

پر حملہ آور ہوئے، آپ ﷺ نے صرف اپنے دفاع کی خاطر ان کا مقابلہ کیا، اسی طرح جنگ خندق کے موقعہ پر عرب کے سارے قبیلے، گروہ اور تمام باطل قوتیں متحد ہو کر صرف ایک مقصد کیلئے مدینہ منورہ پر چڑھ دوڑیں کہ اسلام کے پھلتے پھولتے شجر کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔ حضور اکرم ﷺ کو محض اپنے دفاع کیلئے باہر نکلنا پڑا۔

ایک اور حقیقت کی طرف اشارہ بھی ضروری ہے کہ حضور پاک ﷺ کی زندگی میں لڑی جانے والی تمام لڑائیوں میں مسلمانوں اور کافروں کے جتنے افراد قتل ہوئے، ان کی کل تعداد صرف چند سینکڑے ہے، جبکہ آج تہذیب نو اور حقوق انسانی کے علمبردار استعماری طاقتوں نے صرف ایک جنگ عظیم دوم کے دوران ایک کروڑ سے زائد افراد کو لقمۂ اجل بنا دیا اور معذور یا زخمی ہونے والے افراد کی تعداد دو کروڑ سے بھی زائد ہے۔ افسوس یہ ہے کہ یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ کشمیر، عراق، فلسطین، بوسنیا اور افغانستان میں روزانہ بیسیوں افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ پھر بھی دعویٰ ہے کہ ہم جمہوریت اور سلامتی کے ٹھیکیدار ہیں جبکہ مسلمان دہشت گرد، جنگجو اور شر پسند ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور دھرتی کے باشندوں کو ان کے ظلم و جبر سے محفوظ کرے، آمین۔

جنگی قیدیوں کے بارے میں انسانی رویوں اور اپنے ہی وضع کردہ قوانین کی دھجیاں جس انداز میں آج طاغوتی طاقتوں نے اڑائی ہیں۔ اس کے مقابلے میں ذرا مسلمانوں کے سلوک اور رویے کا جائزہ لیجئے۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ جنگی قیدیوں سے بہت نرمی کا برتاؤ کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر آپ نے جنگی قیدیوں کو قتل کر دینے کی تجویز ناپسند فرمائی اور ان کو موقع فراہم کیا کہ وہ تاوان ادا کر دیں یا پھر ناخواندہ افراد کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں۔ دوران جنگ جن اہم امور کا خیال رکھنے کے بارے میں آپ نے اپنے صحابۂ کرام کو تعلیمات دیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ جہاد کے

دوران عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرنا، بڑی عمر کے لوگوں کا خیال رکھنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا، کسی بستی کو تباہ نہ کرنا، بکری اور اونٹ کی کھونچیں مت کاٹنا، کھجور کے درخت نہ کاٹنا، غنیمت کے مال میں سے چوری نہ کرنا، بزدلی نہ دکھانا، سب مجاہدین ان امور کا خاص خیال رکھتے تھے۔

6 ہجری میں صلح حدیبیہ کا واقعہ آپ ﷺ کے امن پسند ہونے اور سلامتی و راحت کے داعی ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ آپ چودہ سو صحابہ کے لشکر جرار کے ساتھ مکہ معظّمہ کے جوار میں پہنچے، آپ کا مقصد عمرہ کی ادائیگی تھا، جنگ و جدل ہرگز نہ تھا، اس لئے کفار مکہ سے گفت وشنید کے بعد محض امن و سلامتی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور جنگ وجدل سے بچنے کی خاطر، حضور پاک ﷺ نے کفار سے معاہدہ کیا اور واپسی کا اعلان فرما دیا، بظاہر اس معاہدے میں مسلمانوں کا پلڑا ہلکا تھا، لیکن وقت نے ثابت کیا کہ امن و امان کے قیام اور فتح مکہ کی خاطر یہ معاہدہ بہت کارآمد ثابت ہوا، اس وقت کچھ صحابہ کرام نے جن میں حضرت عمر فاروق ؓ بھی شامل تھے، محسوس کیا کہ یہ معاہدہ مسلمانوں کی سبکی کا مظہر ہے لیکن بعد میں ان کو اپنی اس غلط سوچ پر پشیمانی ہوئی کیونکہ رسول کریم ﷺ کا فیصلہ سچا، برحق اور صحیح تھا۔

نبیٔ رحمت حضور انور ﷺ کے نقیب امن و سلامتی ہونے کا سب سے بڑا مظاہرہ فتح مکہ کے عظیم دن ہوا۔ وہ لوگ جو اعلان نبوت سے لے کر فتح مبین تک مسلسل آپ ﷺ کو ستاتے رہے، آپ ﷺ کے راستوں میں کانٹے بچھا دیتے، آپ کے جسم اقدس پر کوڑا کرکٹ گرا دیتے، آپ کو برا بھلا کہتے، آپ کے ساتھیوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے، آپ کے خاندان کو شعب ابی طالب میں مقید کر کے درختوں کے پتے کھانے پر مجبور کر دیا اور وہ جنہوں نے آپ کو مدینہ منورہ میں بھی چین سکون سے بیٹھنے نہ دیا، وہاں پر بھی جنگ و جدل کا بازار گرم کئے رکھا، وہ سب لوگ آج ندامت سے سروں کو

جھکائے، پسینے میں شرابور، لرزتے جسموں کے ساتھ حضورِ انور ﷺ کے روبرو حاضر تھے۔ دنیا کا ہر قانون اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ایسے ظالموں کا سرتن سے جدا کر دیا جائے یا ان کے مال و دولت کو لوٹ لیا جائے اور مکہ کے گلی کوچوں کو ان کے خون سے سرخ کر دیا جائے، یہ سب بجا ہوتا، لیکن قربان جائیں رحمت کے تاج والے نبی ﷺ کے آپ نے اللہ پاک کی حمد وثناء کے ساتھ اپنے خطبہ کا آغاز کیا اور اپنی عاجزی کا اظہار کرنے کے بعد فرمایا ''آج میں بھی اپنے بھائی یوسف علیہ السلام کی طرح تم سب کیلئے عام معافی کا اعلان کرتا ہوں، آج تم سے کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا، تمہارے لئے امان ہے'' رحمت کی انتہا دیکھیے کہ آپ نے اپنے پیارے چچا سیّدنا امیر حمزہ کے قاتل اور ان کا کلیجہ چبانے والی ہندہ کو بھی معاف کر دیا، دنیائے انسانیت کی تاریخ میں ایسی رحمت، بخشش اور حسن سلوک کی مثال اور کہیں نہیں ملتی۔

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ بدامنی، انتشار اور جنگ وجدل کی اہم وجوہات میں رنگ ونسل کی برتری، مال و دولت کا حصول یا اور ایک دوسرے کے حقوق غصب کر لینا شامل ہے۔ انہیں اسباب کی وجہ سے آج بھی قتل وغارت کا بازار گرم ہے۔ امن وسکون عنقا ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر جو تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا، وہ آج کی دنیا کو جنت مثال بنانے کیلئے کافی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بے شک تمہارا ربّ ایک ہے، تمہارا باپ یعنی آدم ایک ہے، سن لو! کسی عربی کو عجمی پر، کسی لال رنگ والے کو کالے پر یا کالے رنگ والے کو لال رنگ والے پر کوئی برتری نہیں، مگر تقویٰ کے سبب'' اس کے بعد امن وسلامتی کے نقیب، رحمتِ دوعالم ﷺ نے یہ خدائی فرمان جاری کیا ''تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے کیلئے ایسے حرام ہیں، جس طرح تمہارا یہ دن، تمہارا یہ مہینہ اور یہ شہر مکہ حرام (یعنی حرمت والا) ہے''۔

حرفِ آخر یہ کہ پیارے نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی، آپ کا کردار، آپ کی سیرت اور آپ ﷺ کی تعلیمات اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ آپ امن وسلامتی اور صلح وشانتی کیلئے مبعوث کئے گئے تھے اور آپ کا لایا ہوا نظامِ حیات اسلام امن، محبت، پیار، برداشت، رواداری اور رحمت کا دین ہے۔ مغربی دنیا اپنے سیاہ نامۂ اعمال کو چھپانے اور اپنے انسانیت سوز مظالم پر پردہ ڈالنے کیلئے اسلام پر دہشت گردی اور شدت پسندی کے الزامات لگاتی ہے۔ حقیقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور آنے والا وقت ثابت کرے گا کہ دنیا میں امن وسکون اور راحت واستقرار کا اجالا صرف دامنِ رحمت للعالمین ﷺ سے وابستہ ہونے سے پھیلے گا اور آپ ﷺ کی تعلیمات کو اپنا کر ہی ہم اس کائنات کو جنت کا نمونہ اور امن وامان کا گہوارہ بنا سکیں گے۔

صلّی اللہ علی النبّی الامّی و علیٰ آلہٖ وبارک وسلّم

معلّم انسانیت ﷺ

علم ایک ایسا وصف ہے جو انسان کو اپنی ذات کا عرفان اور اُسے کائنات میں موجود ہر تخلیق کی پہچان عطا کرتا ہے۔ علم لغت کے مطابق ''کسی چیز کی حقیقت کا ادراک علم کہلاتا ہے''۔(امام راغب اصفہانی، المفردات) جبکہ اصطلاحاً علم اس صنف کا نام ہے جس کے ذریعے کسی شئے کا ادراک حاصل ہوتا ہے۔

اسلام میں علم کی اہمیت مسلّمہ ہے۔ نبی کریم ﷺ پر جو وحی نازل ہوئی اس کا آغاز ان الفاظ میں ہوتا ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ٭ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَق ٭ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ٭ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ٭ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَم ٭ (العلق:5-1)

ترجمہ:۔آپ پڑھیئے اپنے ربّ کے نام کے ساتھ جس نے سب کو پیدا فرمایا۔ انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھیئے، آپ کا ربّ بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ علم کی فضیلت کا بیان اس انداز میں کیا ہے۔

قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ؕ (الزمر :9)

ترجمہ:۔ آپ فرما دیں کہ کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ اور فرموداتِ عالیہ میں علم کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ جس کی روشنی میں یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ علم مومن کا خزینہ، منزل کیلئے مینارہ نور عرفانِ حق اور عرفانِ ذات کیلئے وسیلہ ہے۔

علم کی اہمیت کے حوالے سے سرکارِ دو عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرمودات سے مزیّن ایک گلدستہ ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔ جس سے اس بات کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ صاحب علم اور علم کی قدر و وقعت کتنی زیادہ ہے۔

(1) سیّدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے'' (ابن ماجہ)

(2) سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اُسے دین کی سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے''۔

(مسند امام احمد بن حنبل :180:12)

(3) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص علم حاصل کرنے کیلئے گھر سے نکلے وہ جب تک علم حاصل کر کے واپس نہ آ جائے، اللہ کی راہ میں رہتا ہے''۔ (ترمذی، کتاب العلوم)

(4) سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک فقیہ (عالم) شیطان کے مقابلے میں ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہوتا ہے''۔

(ترمذی، کتاب العلوم)

(5) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ ''تو عالم یا متعلّم (طالب علم) کی حالت میں صبح کر، اس کے علاوہ صبح نہ کر''۔ (طبرانی: جلد اوّل: 15)

(6) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''علم حاصل کرو اور دوسروں کو علم دو''۔

(سنن الدارقطنی، کتاب الفرائض، سنن الدارمی)

(7) ایک بار نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی میں مجلس ذکر اور مجلس علم کو دیکھا تو آپ مجلس تعلیم وتعلّم میں تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے معلّم بنا کر بھیجا ہے''

(سنن الدارمی)

(8) آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''اہل علم انبیاء کرام کے نائب ہیں اور اہل علم انبیاء کے وارث ہیں''۔ (مجمع الزوائد: کتاب العلم)

(9) ایک اور حدیث مبارکہ ہے۔ ''قلیل علم کا حاصل کرنا عبادت کی کثرت سے بہتر ہے''۔ (طبرانی: الہیثمی)

(10) ایک حدیث مبارکہ میں عالم کی فضیلت اس طرح بیان کی گئی ہے ''عالم کی فضیلت عبادت گزار پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی ادنیٰ پر ہو''۔

(الجامع الترمذی)

(11) علم وحکمت کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''کلمۂ حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے تو جہاں اسے پائے لے لے''۔ (ابن ماجہ، ترمذی)

(12) سیّدنا صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اس وقت سرخ دھاریوں والی چادر اوڑھے ہوئے تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ میں علم حاصل کرنے آیا

ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طالب علم کو خوش آمدید ہو، طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں اور پھر کثرت سے اُوپر تلے آ کر جمع ہوتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔فرشتے اس علم کی محبت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں جو وہ حاصل کر رہا ہے''۔(مجمع الزوائد:1-328)

(13) سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ حضور نے ارشاد فرمایا: میں سو رہا تھا کہ مجھے دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا۔ میں نے اس میں سے اتنا پیا کہ میں اپنے ناخنوں تک اس کی سیرابی کے آثار محسوس کر رہا تھا پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دے دیا۔صحابۂ کرام نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر فرمائی، ارشاد فرمایا ''علم''۔(صحیح بخاری: کتاب العلم)

(14) سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبیٔ اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تمہارے پاس مشرق کی طرف سے لوگ علم حاصل کرنے آئیں گے، جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا۔ جناب ابوسعید خدری کے شاگرد ہارون عبدی روایت کرتے ہیں کہ جب سیّدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں دیکھتے تو فرماتے: خوش آمدید اُن لوگوں کو جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں وصیت فرمائی۔(جامع ترمذی: ابواب العلم)۔

(15) سیّدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''علماء پر بڑائی جتانے والے، بیوقوں سے جھگڑنے اور مجلس جمانے کیلئے علم حاصل نہ کرو۔ جو شخص ایسا کرتا ہے ان کیلئے آگ ہے آگ''۔(سنن ابن ماجہ)

(16) ایک حدیث کا مفہوم ہے ''علماء کی مثال ستاروں کی مانند ہے (جن سے خشکی اور

تری کے اندھیروں میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے)۔(مسند احمد)

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ معلّم انسانیت ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں علم کی ترویج وترغیب اوراہل علم کی فضیلت کیلئے کس طرح سے صحابۂ کرام کی تربیت فرمائی:

(1)مسجد:اوّلین مرکزتعلیم وتربیت:

اسلام میں مسجد کوفرزندانِ توحید کی تعلیم و تدریس اور تربیت میں ہمیشہ سے مرکزی اہمیت حاصل رہی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد سب سے پہلا جواہم کام کیا وہ مسجد نبوی کی تعمیر کا ہے۔مسجد کے قیام کے بعد پنج وقتہ نماز کیلئے صحابۂ کرام مسجد میں حاضر ہوتے اور یہاں نبی ٔکریم ﷺ کی پیاری پیاری باتوں سے فیضیاب ہوتے۔جس بات کی سمجھ نہ آتی تو اس کی وضاحت اورتشریح آقائے دوعالم ﷺ کی زبانِ اقدس سے سنتے بعد میں یہی مسجد خطّہ عرب کے دور دراز علاقوں سے آنے والے وفود کی رہائش اورتربیت کیلئے بھی استعمال کی جاتی۔

(2)صفّہ کی درسگاہ کا قیام:

نبیٔ اکرم ﷺ نے مسجد نبوی کے اندر موجود ایک جبوترے صفّہ کو ہمہ وقتی اقامتی تدریسی ادارے کےطور پراستعمال کیا۔اس طرح ایک تو مالی طور پر بے سہارا،تنہااور بے گھر صحابہ کوٹھکانہ میسرآیا تو دوسری جانب اُن کی علمی اورفکری تربیت کا بہترین وسیلہ بھی بن گیا۔ اصحابِ صفّہ ہمہ وقت براہِ راست معلّم انسانیت رہبر کائنات ﷺ سے اکتسابِ علم کرتے۔ اصحابِ صفّہ کی تعلیم وتدریس کا خصوصی اہتمام یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ نبیٔ پاک ﷺ کوعلم و ادارک سے کس قدر محبت تھی۔

(3)مدینہ منورہ کی دیگر درسگاہیں:

مسجد نبوی میں صفّہ کی اقامتی درسگاہ کے ساتھ ساتھ مدینہ منورہ میں کم از کم نو

مساجد اور ایسی تھیں جن میں بچوں کو قرآن مجید کی تدریس کی جاتی تھی۔ سیرت نگاروں کے مطابق ان مساجد کو اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے کیلئے استعمال کیا جاتا تھا۔ مسجد قبا میں بھی ایسا ہی ادارہ قائم تھا۔ جہاں نبیٔ کریم ﷺ ہر ہفتے تشریف لے جاتے اور ذاتی طور پر اس کی نگرانی فرماتے تھے۔

(4) نومسلم قبائل کی تعلیم و تربیت کا اہتمام:

اسلام کا نور جب خطّہ عرب کے دور دراز علاقوں تک پھیلا تو ضروری تھا کہ ان کی روحانی، فکری اور علمی راہنمائی کا اہتمام بھی ہو۔ اس مقصد کیلئے سرکارِ دو عالم ﷺ نے صحابہؓ کرام پر مشتمل وفود مختلف قبائل اور علاقوں میں بھیجے۔ اس حوالے سے حدیث اور سیرت کی کتب میں چند وفود کا ذکر ملتا ہے:

☆ صفر 4 ہجری میں قبائل نجد کی جانب ستّر آدمیوں پر مشتمل وفد بھیجا گیا۔ ''ان اصحاب کے ساتھ بیئرِ معونہ'' کا واقعہ پیش آیا۔

☆ دوسرا وفد واقع رجیع کے حوالے سے مذکور ہے۔ یہ بھی ایک تعلیمی مہم تھی جس میں سیّدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری کو نو صحابہ کے ہمراہ عضل و قارہ کی جماعتوں کی درخواست پر بھیجا گیا۔

☆ سیّدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کے لوگوں پر قاضی بنا کر بھیجا گیا اور ان کی ذمہ داری یہ بھی تھی کہ وہ لوگوں کو قرآن اور شریعت کی تعلیمات سے بھی آگاہ کریں۔

☆ سیّدنا عمر بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نجران کے لوگوں کی تعلیم و تربیت کیلئے بھیجا گیا۔

(5) وفود کی تعلیم و تربیت کا انتظام:

عرب کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے قبائل کے جیّد اور برگزیدہ افراد پر مشتمل وفود اور قافلے نبیٔ کریم ﷺ کی زیارت اور آپ کی تعلیم سے اکتسابِ فیض کیلئے

مدینہ منورہ حاضر ہوتے۔ ان کے آنے سے مدینہ منورہ میں ایک طرح سے چہل پہل ہو جاتی۔ اکثر وفود کو مسجد نبوی میں خیمے لگا کر ٹھہرایا جاتا، جہاں ان کی خوب آؤ بھگت ہوتی اور اوران کو موقعہ میسر آتا کہ وہ مسلمانوں کو نماز کی صورت میں عبادت کرتے ہوئے دیکھتے اور نبیٔ کریم ﷺ کی سیرت وکردار کا مشاہدہ کرتے نیز آپ کے فرمودات، ارشاداتِ عالیہ اور خطبات سے بھر پور استفادہ کرتے۔ گویا ان قبائلی وفود کو تعلیم وعرفان کا ہر ذریعہ میسر آتا۔ رسول اکرم ﷺ کے علاوہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عباد بن صامت رضوان اللہ علیہم بھی ان وفود کو قرآن وشریعت کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ سیرت کی کتابوں میں جن اہم وفود کا ذکر موجود ہے وہ اس طرح سے ہے۔

☆ قبیلہ عبدالقیس کا وفد کفر کی حالت میں آیا لیکن اسلامی تعلیمات اور نبیٔ کریم ﷺ کی شخصیت کے انوار سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ مشرف با اسلام ہونے کے بعد یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے فقہ اور قرآن کے بارے میں علم حاصل کیا کرتے تھے۔

(ابن سعد: الطبقات الکبریٰ) جلد اوّل

☆ قبیلہ بنی ہلّی کا وفد مدینہ منورہ میں آیا تو اُسے بنی حدیلہ کے مکان میں اتارا گیا۔ خاطر مدارت کے بعد رویفع بن ثابت بلوی ارکان وفد کو نبیٔ کریم ﷺ کی خدمت میں لے گئے وہاں قیام کے دوران انہوں نے دین کی تعلیم حاصل کی۔

☆ وفدِ ثقیف مسجد نبوی کے اندر خیموں میں مقیم رہے وہاں انہوں نے اسلامی تعلیمات سے استفادہ کیا اور قرآن پاک پڑھنا سیکھا اور قرآن کی تعلیم حاصل کی۔

☆ وفد غامد جنت البقیع کے علاقے میں اُترا اور اس نے سیّدنا ابی کعب سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔

☆ دیگر وفود میں وفد خولان، وفد بنی حنفیہ، مسلیمہ کذاب کا وفد، وفد بہراء، وفد بلعنبر وغیرہ شامل ہیں۔ گویا عرب کے ہر قبیلے سے وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تھا اور قرآن مجید کی تعلیمات سیکھا کرتا تھا۔

علمِ دین کے حصول کیلئے ہجرت:

فروغِ اسلام کے ابتدائی دور میں یہ ضروری تھا کہ مدینہ منورہ سے دور رہنے والے لوگ جب اسلام قبول کریں تو وہ یا تو مستقل طور پر مدینہ منورہ میں آ بسیں تا کہ اسلامی تعلیمات سے کما حقّہ، آگاہ ہو سکیں اسے بیعت ہجرت کہتے ہیں یا پھر وہ چند دن قیام کر کے واپس اپنے علاقے میں جا بسیں اسے بیعت اعرابی کہتے ہیں۔ حضرت عقبہ بن عامر الجہنی جب ایمان لائے تو وہ ترکِ وطن کر کے مدینہ منورہ آ گئے۔ اسی طرح سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسّی اشخاص لے کر آئے اور مدینہ طیبہ میں آباد ہو گئے۔
(شبلی نعمانی: سیرت النبی ﷺ)

(7) عورتوں کی تعلیم کا اہتمام:

معاشرے میں عورتوں کی تعلیم و تربیت بھی اسی قدر اہمیت کی حامل ہے جتنی کہ مردوں کی۔ بلکہ عورتیں تعلیم کی زیادہ حق دار ہیں کہ انہوں نے اولاد کی پرورش بھی کرنا ہوتا ہے۔ اور کہاوت بھی ہے کہ بچّے کی پہلی تربیت گاہ ماں کی گود ہے۔ پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ نے خواتین کی تعلیم و تدریس کا خصوصی اہتمام فرمایا۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مردوں نے آپ (کے فیض) سے ہماری نسبت زیادہ حصہ لیا ہے۔ اس لئے آپ (ہفتے میں) ایک دن ہماری تعلیم کیلئے مقرر فرمائیں۔ آپ نے اُن سے ایک دن کا وعدہ فرمایا۔ اس میں آپ عورتوں کو تعلیم دیتے اور پند و نصائح فرمایا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری: کتاب العلم)

اسی طرح آپ نے کنیزوں کی تعلیم وتربیت کا حکم بھی دیا گویا پسماندہ طبقہ بھی تعلیم میں کسی سے پیچھے نہیں رہنا چاہئے۔

نبی پاک ﷺ نے ازواج مطہرات کی تعلیم وتربیت کا خصوصی اہتمام فرمایا، سیّدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں اور ان کو لکھنے پڑھنے کی تعلیم شفا بنت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے دی تھی۔

امّ امومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقہ، دیگر دینی علوم، نیز ادب، شعر وشاعری اور طبّ میں بڑا عبور تھا اور آپ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد مدینہ منورہ میں قرآن وحدیث کا درس دیا کرتی تھیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ علومِ اسلامیہ کا ایک بڑا حصہ جو خواتین کے مسائل پر مبنی ہے وہ امہات المؤمنین کے توسط سے ہی امت تک پہنچا ہے۔

(8) اسیرانِ غزوۂ بدر سے تعلیم وتدریس کی خدمات لینا:

غزوۂ بدر میں لشکر اسلام فتح سے ہمکنار ہوا تو بہت سے کفّارِ مکہ جنگی قیدی بنا کر مدینہ منورہ لائے گئے۔ان کی تعداد ستّر تھی۔ان میں سے جو مالدار تھے اُن کو فدیہ لیکر رہائی دے دی گئی اور جو مالدار نہ تھے ان کو یہ کام سونپا گیا کہ وہ مدینہ منورہ کے دس دس بچوں کو لکھنا سکھائیں۔(طبقاتِ ابن سعد)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انہی بچوں میں شامل تھے اور وہ لکھنا سیکھ کر اتنے خوشخط ہو گئے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے اُن کو کاتبانِ وحی میں شامل فرمالیا۔تاریخ اسلام کے اس انوکھے فدیے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پیارے آقا ﷺ کے نزدیک علم وتدریس کی اہمیت مال وزر سے کسی طرح کم نہ تھی۔دوسری بات یہ کہ علم کے حصول کیلئے اگر

غیر مسلموں سے اکتساب کرنا پڑے تو اس میں بھی حرج نہیں ہے۔

الغرض تعلیماتِ مصطفوی کی روشنی میں علم وتعلیم کی اہمیت بہت زیادہ ہے اور اہل علم کا مقام ومرتبہ بہت ارفع واعلیٰ ہے۔

صلّی اللہ علی النبّی الامّی و علیٰ آلہٖ وبارک وسلّم

پیغمبر انقلاب ﷺ

نبی رحمت ﷺ کی بعثت سے قبل خطہ عرب میں گلشن انسانیت اجڑ چکا تھا ہر جانب بربادیوں کا بسیرا تھا تہذیب وتمدن کا وجود تک نہ تھا۔ اخلاقی قدریں ناپید تھیں معاشرتی طور پر عرب کا معاشرہ ذلت ورسوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں گر چکا تھا عورت بے بسی اور مظلومیت کی تصویر تھی، سوتیلی ماں وراثت سمجھی جاتی تھی اور معصوم بیٹیاں کلنک کا ٹیکہ تصور کی جاتی تھیں غلاموں کو جانوروں سے بدتر سلوک کا سامنا تھا۔ معاشرے میں قانون یا قواعد وضوابط کا نام ونشان تک نہ تھا۔ وحدت یا ایکتا کا تصور نہ تھا، جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا اصول لاگو تھا۔ معمول باتوں پر کشت وخون کے بازار گرم ہو جاتے۔ یہ سلسلہ سالہا سال تک چلتا۔ اخلاقی انحطاط کا عالم یہ تھا کہ خانہ کعبہ جیسی مقدس ترین جگہ کا طواف ننگے ہو کر کیا جاتا، اللہ کے گھر کو لات ومنات اور ہبل جیسے سینکڑوں بتوں سے پراگندہ کر دیا گیا تھا۔ شراب نوشی، قمار بازی، زنا، سود خوری جیسی لعنتیں عام تھیں۔ آخرت کی بجائے صرف اس دنیا کو ہی حاصل زندگی سمجھ لیا گیا تھا ان گھمبیر حالات میں ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ندائے حق بلند کی اور توحید کا پرچم لہرا کر عالم کفر کو اسلام کی دعوت دی۔ آپ نے اپنے

پیروکاروں کی عملی تربیت اور نظریاتی راہنمائی اس انداز میں کی کہ اندھیر نگری کے باسی روشنیوں کے سفیر بن گئے اخلاقی قدروں سے ناآشنا حسن اخلاق کے پیکر بن گئے بصیرت سے محروم اور جہالت کی مٹی میں گندھے لوگ عالم انسانیت کے امام بن گئے اور عقل وشعور کی ایسی مشعلیں روشن کر گئے جن کی ضیاپاشیوں سے ایک عالم آج بھی فیضیاب ہورہا ہے۔

خیرالبشر سیدنا محمد ﷺ نے یہ انقلاب کیسے بپا کیا اور معاشرے میں تبدیلی کیونکر لائے اس بات پر دنیا کے دانشور، مدبر اور صاحب بصیرت لوگ انگشت بدنداں ہیں۔ نبی رحمت ﷺ نے اپنے انقلاب آفریں مشن کی تکمیل کے لئے سب سے پہلے جو کام کیا وہ تھا دعوت حق پر لبیک کہنے والوں کی نظریاتی تربیت اور عقیدے کی پختگی۔ نبی کریم ﷺ نے عقیدہ توحید اور عقیدہ آخرت اس قدر راسخ کر دیا کہ آپ کے پیروکاروں کے نزدیک یہ دنیا ہیچ تھی اور بالآخر انہیں اپنے خالق حقیقی کے حضور پیش ہونا تھا سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر کس قدر ظلم وستم ہوئے، دھوپ میں تپتی ریت پر لٹایا گیا مشکیں کسی جاتیں، کوڑے لگائے جاتے لیکن ان کی زبان پر احد احد کا نعرہ جاری رہتا۔ حضرت سمیہؓ نے اپنی جان قربان کر دی لیکن کلمہ حق سے پیچھے نہیں ہٹیں۔ سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا لیکن انہوں نے یہ تک گوارا نہ کیا کہ پیارے آقا ومولا ﷺ کی شان میں کمی واقع ہو۔ صحابہ کرام نے گھر بار چھوڑ کر پہلے حبشہ اور پھر مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی لیکن اپنے عقیدہ سے پیچھے نہ ہٹے۔

صحابہ کرام کے اندر یہ راسخ العقیدگی کیسے آئی؟ اس لئے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی ایک نمونہ اور اور مثال بن کر سامنے موجود تھے۔ آپ پر کفار مکہ نے کیا کیا ظلم نہ ڈھائے راستے میں کانٹے بچھائے گئے، سجدے کی حالت میں پشت مبارک پر اوجھڑی رکھی گئی، گلے میں چادر لپیٹ دی گئی، آوارہ بچے آوازیں کستے، گالیاں دیتے، طائف کی وادی میں آپ پر پتھر برسائے گئے یہاں تک کہ آپ کے نعلین مبارک خون سے تر ہو گئے

آپ کا معاشرتی بائیکاٹ کر کے شعبِ ابی طالب میں محدود کر دیا گیا لیکن صدقے جائیں سوہنے نبی کریم ﷺ کے، آپ عزم واستقلال کا مجسمہ بنے رہے اور باطل قوتوں کے جبر و استبداد کا مقابلہ اس انداز میں کیا کہ تاریخ انسانی اس کی مثال نہ پہلے دے سکی اور نہ آئندہ کبھی ایسا ممکن ہے پیغمبر انقلاب کے عقیدے کو متزلزل کرنے کے لئے جابرانہ ہتھکنڈوں کے ساتھ ساتھ لالچ اور ترغیب کے داؤ بھی آزما گئے لیکن آپ ﷺ کا جواب آنے والے ہر انقلاب پسند شخص کے لئے مینارۂ نور ہے ہوا یوں کہ کفار مکہ کے سرداروں پر مشتمل ایک وفد حضرت ابی طالبؓ کے پاس آیا اور ان سے کہنے لگا کہ تمہارا یہ بھتیجا محمد (ﷺ) ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے اب یا تو آپ پیچھے ہٹ جائیں اور اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دیں یا پھر آپ بھی کھلم کھلا مقابلے پر آجاؤ ان کے تیور دیکھ کر حضرت ابو طالب کچھ فکر مند ہوئے انہوں نے رسول کریم ﷺ کو پاس بٹھا کر صورتحال سمجھائی اور کہا کہ آپ اپنی تبلیغ کچھ عرصے کے لئے بند کر دیں اپنے چچا کی زبان سے یہ بات سن کر سید العالمین ﷺ نے فرمایا: چچا جان! اللہ کی قسم! اگر قریش مکہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہ آؤں گا یہاں تک کہ یا تو اللہ تعالیٰ اس کام کو پورا کر دے گا یا پھر میں اپنی جان اس مشن کے لئے قربان کر دوں گا۔ جوش اور ولولہ سے بھرپور یہ تقریر سن کر ابو طالب کا دل بھی نرم پڑ گیا اور انہوں نے جوشیلے انداز سے کہا جاؤ! ''میں تمہارے ساتھ ہوں جب تک میں زندہ ہوں کوئی بندہ تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا'' الغرض نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی راہروان راہ حق کے لئے کامل نمونہ تھی۔ انہوں نے اس مشعل سے انوار کی خیرات لی اور راہ انقلاب میں تیز رو مسافر بن گئے۔

رسول انقلاب ﷺ کے فیضان نظر اور عملی تربیت کی بدولت جو مصطفائی معاشرہ وجود میں آیا اس کی بدولت افراد کا ایک نیا روپ نظر آیا مظلوم و لاچار بندوں میں باطل

قوتوں کوللکارنے کا حوصلہ آ گیا ان میں ایک نیا عزم اور ولولہ جوان ہوا جس کی بدولت وہ اپنا سب کچھ راہ حق میں قربان کرنے کے لئے دیوانہ وار تیار ہوگئے۔اس انقلاب نے اس معاشرے میں معاشرتی اصلاح اس انداز میں کی کہ اجڈ' گنوار اور ناسمجھ لوگ اپنے صالح اور نیک فطرت بن گئے کہ شراب ترک کرنے کا حکم ربی آیا تو ان سب نے پلک جھپکنے میں شراب کے مٹکے گلیوں میں انڈیل دیئے۔ پردے کا حکم نازل ہوا تو نیک طبیعت خواتین نے فوراً اپنے جسم کو چادروں میں چھپالیا اور شرم وحیا کا مظہر پردہ اپنالیا۔ جہاد کے لئے بلایا گیا تو نوجوان ، بوڑھے حتی کہ بچے جذبہ جہاد سے سرشار ہوکر ایڑیاں اٹھا اٹھا کر لشکر اسلام کا حصہ بننے کے لئے مچلنے لگے مالی قربانی کا وقت آیا تو اجرت والے مزدوروں نے پوری آمدنی دیدی' سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ساز وسامان سے لدے سینکڑوں اونٹ پیش کر دیئے اور صدیق اکبر نے تو اپنا پورا گھر بار سرکار دو عالم ﷺ کے قدموں پہ نثار کر دیا۔انصار کو مواخات کے حوالے سے مہاجرین کا بھائی بنایا تو انصار نے اپنا سب کچھ یعنی گھر بار' کھیت کھلیان' جائیداد' مال تجارت اور باغ باغیچے سب آپس میں نصف نصف بانٹ لیا۔

مصطفائی انقلاب نے صحابہ کرام کے قلوب واذہان اور روح کی گہرائیوں میں وہ انقلا بپا کیا وہ اپنے آقا ﷺ کے ایک اشارے پر اپنا گھر بار' عزیز واقارب اور آبائی وطن چھوڑ کر پردیس میں ہجرت کے لئے چل نکلے ان کی روح میں وہ حلاوت آئی کہ معافی حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو ستون کے ساتھ باندھ لیا تاکہ سوہنا محبوب ﷺ کسی طرح راضی ہو جائے جہاد کے لئے پکارا گیا تو ایک دن کا دلہا اپنی نو بیاہتا دلہن کو چھوڑ کر میدان کارزار میں جا پہنچا اور جام شہادت نوش کر کے مرتبہ شہادت پر فائز ہو گیا۔

ایک اور قابل توجہ امر یہ ہے کہ اس سارے انقلاب کو بپا کرنے کے لئے پیغمبر انقلاب ﷺ نے کسی جبر واستبداد کا سہارا نہ لیا۔لشکر کشی ہوئی نہ زباں بندی ہوئی'

پہرے لگے، نہ جیلیں معصوم بے گناہ لوگوں سے بھری گئیں۔ بس صرف پیار، محبت، الفت اور چاہت کے جام سب کو پلائے گئے اور ان کی روحوں کو راحت، تسکین اور ٹھنڈک پہنچائی گئی۔ ایسا انقلاب پہلے کبھی دیکھا گیا اور نہ تا قیامت دیکھا جائے گا۔

پیغمبر انقلاب ﷺ نے اپنی سیاسی فہم وبصیرت اور عملی جدوجہد کی بدولت جو انقلاب بپا کیا اس کے صلے میں کوئی اجر یا صلہ طلب نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے پیشرو انبیاء کی طرح اس تبلیغ وانقلاب کا اجر اپنے رب پر چھوڑ دیا انہوں نے اس دنیا میں کوئی عہدہ یا خصوصی امتیاز نہ چاہا دولت کے انبار آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دیئے جاتے لیکن آپ نے اس کے بالعکس فقر وقناعت اور سادگی کو اپنے لئے پسند کیا قیادت اور سیادت کا امتیاز ملا لیکن کوئی مسند نشینی یا سجادہ نشینی کی وصیت نہ کی اپنی اولاد اور آل کے لئے کوئی چیز مانگی تو صرف پیار، محبت، چاہت اور احترام، اپنے لئے محل یا آرائش گاہیں نہ سجائیں نہ تخت بچھائے گئے، کچی کوٹھڑیاں اور کھجور کے چھتوں والے حجرے میں زندگی بسر کی بستر تھا تو مخمل وکمخواب نہیں بلکہ کھجور کا، کھانا کھایا تو جو کا دلیا اور کبھی پیٹ بھر کر نہ کھایا۔

اس انقلاب کا نتیجہ تو دیکھیں کہ صحابہ کرام کس والہانہ انداز میں اپنے قائد اور رہبر پر نثار ہوتے تھے صرف دو احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابوحنیفہ؟؟؟؟ؓ روایت کرتے ہیں "میں نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ مکرمہ کے نزدیک ابطح کے مقام پر دیکھا آپ سرخ رنگ کے خیمے میں تشریف رکھتے تھے پھر میں نے حضرت بلالؓ کو دیکھا کہ انہوں نے حضور کا وضو کیا ہوا پانی ایک برتن میں لیا تو لوگ اس جانب دوڑ پڑے جس کو اس پانی میں سے حصہ ملا اس نے اسے اپنے منہ پر مل لیا جسے پانی نہ مل سکا اس نے اپنے دوسرے ساتھی کے ہاتھ سے نمی لیکر برکت حاصل کی۔ (بخاری ومسلم)

ایک اور حدیث شریف ہے "صلح حدیبیہ کے موقع پر عروہ بن مسعود مکے کے

کافروں کا نمائندہ بن کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے واپس کافروں کے پاس جا کر یوں کہا:

''اے میری قوم! اللہ کی قسم! میں بادشاہوں کے درباروں میں بھی گیا ہوں اور قیصر وکسریٰ اور نجاشی کے دربار بھی دیکھے ہیں مجھے اللہ کی قسم ہے میں نے ایسا بادشاہ کوئی نہیں دیکھا جس کے ساتھی اس کی تعظیم اس طرح کرتے ہوں جیسے محمدؐ کے اصحاب اس کی توقیر وعزت کرتے ہیں اللہ کی قسم! انہوں نے جب لعاب دہن پھینکا تو وہ کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پر گرا اور اس نے اسے اپنے جسم پر مل لیا جب وہ اپنے اصحاب کو کوئی حکم دیتے تو صحابہ کرام تعمیل کے واسطے بھاگ پڑتے ہیں جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے صحابہ میں جھگڑا تک ہو جاتا ہے جب وہ کلام کرتے ہیں تو صحابہ کرام اپنی آوازیں دھیمی کر لیتے ہیں اور تعظیم کی خاطر وہ آپ کی جانب تیز نظر کے ساتھ نہیں دیکھتے (صحیح بخاری)

الغرض یہ نتیجہ تھا اس انقلابی تبدیلی کا جو نبی کریم ﷺ نے عرب کے معاشرے میں پیدا کی اور پھر اس کی کرنیں پورے عالم انسانیت کو فروزاں کر گئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم انقلاب کے فیوض و برکات سے کماحقہ استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)۔

بجاہ النبی الکریم الامین المتین ﷺ

نبی اکرم ﷺ کی فصاحت و بلاغت

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو دیگر ان گنت اوصاف کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت کی صفت بھی بدرجہ اتم عطا کی تھی۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارک ہے۔"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مجھے چھ وجہ سے باقی نبیوں پر فضیلت دی گئیں۔ مجھے کلام کرنے کی تمام خوبیوں مجتمع کر کے دی گیں۔رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔ مال غنیمت میرے لیے حلال ہوا، ساری زمین میرے لئے پاک کر دی گی اور مسجد بنا دی گئی۔ مجھے سب مخلوق کی جانب نبی بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

حضور اکرم ﷺ تمام اہل عرب میں سب سے زیادہ فصاحت، بلاغت، روانی، سلاست اور شیریں لہجے میں بات کرنے والے تھے اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ آپ عربی کے خاص لہجے میں قرآن مجید کی آیات امت تک پہنچتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ قرآن مجید کی روانی اور حلاوت بھی آپ کے لہجے میں شامل تھی۔ ان خصوصیات کی بدولت آقائے دو عالم ﷺ نے بے شمار اصطلاحات اور محاورے رواج دیئے، مختلف تراکیب اور تماثیل ایجاد کیں،

فصاحت کا نیا انداز اپنایا اور کم سے کم الفاظ میں پند و نصیحت کے سمندر سمو دیئے، ایک بار بنونہد کے لوگ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، باہمی گفت وشنید ہوئی۔ وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے نوری لبوں سے شیریں مقالی سن کر بے حد حیران ہوئے۔ ایسی گفتگو انہوں نے پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ وہ عرض کرنے لگے۔ ''اے اللہ کے نبی! ہم ایک ماں باپ کی اولاد ہیں۔ ہم نے ایک ہی خطے میں پرورش پائی ہے۔ پھر کیا بات ہے کہ آپ ایسی عربی میں گفتگو کرتے ہیں جس کی لطافتوں کو ہم میں سے اکثر سمجھ نہیں سکتے۔ آپ نے جواب میں جو کچھ کہا اس کا مفہوم یوں ہے۔ ''اللہ تعالیٰ نے خود میری لسانی تربیت فرمائی ہے اور میں نے قبیلہ بنوسعد (کے فصاحت آمیز ماحول) میں پرورش پائی ہے۔ (المواہب اللدنیہ)۔

آپ کا ہر لفظ ہے معجزہ نما و دلکشا، کچھ عجب روح بلاغت آپ کو بخشی گئی۔

اسی طرح ایک بار ایک ملاقاتی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سوال جواب ہوا۔ گفتگو اتنی فصیح اور شستہ تھی کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پکار اٹھے۔ ''یا رسول اللہ! میں عرب میں گھوما پھرا ہوں اور فصحائے عرب کا کلام سنا ہے لیکن آپ سے بڑھ کر فصیح کلام کسی اور سے نہیں سنا۔'' یہاں بھی حضور اکرم نبی نے وہی بات دہرائی۔ میرے رب نے مجھے ادب (کلام) سکھایا ہے اور بنی سعد میں میری تربیت ہوئی ہے۔'' (المواہب اللدنیہ)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''میری فصاحت میں کیا چیز مانع آسکتی ہے، قرآن مجید میری زبان میں نازل ہوا جو سمجھی ہوئی عربی زبان ہے''۔ پھر ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا: "میں افصح العرب ہوں، میں قبیلہء قریش سے تعلق رکھتا ہوں اور میری تربیت بنوسعد کے ماحول میں ہوئی ہے"۔ (قاضی عیاض: الشفا)

فصاحت و بلاغت میں اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہونے کے باوجود نبی کریم بے تکان بولنے والے نہ تھے یا لمبے لمبے خطابات نہ کرتے تھے۔ بلکہ آپ کی گفتگو میں اعتدال

اور میانہ روی والی ہوئی تھی۔ حضرت ام معبد رضی اللہ عنہ نے پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کے انداز تکلم کا جو نقشہ بیان کیا ہے وہ کچھ یوں ہے۔ ’’آپ کی زبان میں شیرینی تھی، آپ ہر بات واضح طور پر بیان کرتے تھے۔ نہ قلیل الکلام تھے اور نہ بہت کثرت سے کلام کرنے والے آپ کی گفتگو گویا لڑی میں پروئے ہوئے موتی تھے، آپ کی آواز بہت واضح تھی اور اس میں خوبصورت نغمگی پائی جاتی تھی۔ (قاضی عیاض: الشفاء)

الغرض ان چار عناصر نے مل کر نبی کریم ﷺ کی گفتگو اور اسلوب بیاں کو منفرد اور ممتاز کر دیا تھا یعنی:

(1) عرب کے افضل ترین قبیلہ قریش سے نسبی تعلق،

(2) عرب کے فصیح لہجے کے حامل کھلے صحرائی ماحول میں مقیم قبیلہ بنو سعد میں نشو ونما،

(3) آپ کے سینہ اطہر اور زبان اقدس پر قرآن مجید کا نزول

(4) اور خود اللہ تعالیٰ کا آپ کو ادب سکھانا۔

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ کی صفاحت و بلاغت آپ ﷺ کا معجزہ تھی اور آپ کا انداز تکلم اور اسلوب بیان عطیہ خداوندی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس دور کی ضروریات اور حالات کو پیش نظر رکھ کر زبان نبوت کو پاکیزگی، شائستگی، نفاست، طہارت اور سلاست کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت کے تمام ارفع و اعلیٰ اوصاف عطا کئے تھے اور آپ کے لہجے کو انتہائی شیریں اور میٹھا بنایا تھا کیونکہ آپ کی بعثت کے وقت عرب کا خطہ خطاب، صفاحت اور شعر وادب میں اپنی روایات کی معراج کو پہنچا ہوا تھا۔ عرب میں بڑے بڑے خطیب اور مقرر ہو گزرے تھے شاعری تو اہل عرب کی گھٹی میں ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ اپنے نبیوں کو معجزے بھی زمانے کی ضروریات اور حالات کے مطابق دیتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادوں گروں کا دور تھا

لہٰذا آپ کو ید بیضا اور عصاء مبارک کا معجزہ دیا گیا۔حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں حسن و جمال کا چرچا تھا تو آپ کو نہایت حسین وجمیل بنا کر بھیجا گیا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور طب و جراحت کے کمالات کا عہد تھا۔لہذا آپ کو اعجاز مسیحائی یعنی جذام اور اندھے پن کو دور کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا کیا گیا۔اسی طرح بعثت مصطفیٰ سے پہلے کا جو زمانہ ہے وہ شعروادب اور فصاحت و بلاغت کے عروج کا زمانہ ہے۔لہذا اللہ تعالیٰ نے لسانِ مصطفیٰ ﷺ کو برہان ربانی بنا دیا۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ دربار رسالت کے مشہور شاعر اور نعت گو تھے۔انہوں نے ایک شعر میں فرمایا ہے:

ترجمہ:۔''اگر آپ کے پاس اعجاز قرآنی کی واضح نشانیاں نہ بھی ہوتیں تو آپ کی خطیبانہ خوبی ہی مجھے حقیقت حال کی خبر دے دیتی۔''(البیان)

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرمائی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوسرے لوگوں کی مانند جلدی جلدی نہیں بولتے تھے۔آپ کی باتیں سننے والا با آسانی انہیں حفظ کر سکتا تھا۔(الترمذی)

ایک اور حدیث میں روایت ہے کہ عام گفتگو میں نبی کریم ﷺ اپنی بات کو تین تین مرتبہ دہراتے تھے تا کہ سننے والا آپ کے الفاظ کو ذہن نشین کر سکے یہاں تک کہ اگر کوئی سامع آپ کی گفتگو کے الفاظ گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔آپ کا کلام ہمیشہ سادہ اور بے ساختہ ہوتا تھا جس میں ترتیب اور سلیقہ تھا۔(صحیح البخاری)

اکابر علماء اور فقہاء نے نبی کریم ﷺ کی فصاحت و بلاغت اور انداز تکلم کی حلاوت کے حوالے سے بہت خوبصورت باتیں لکھی ہیں۔جن میں ہم دو بڑے علماء کی آراء درج کرتے ہیں۔قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ سیرت مصطفیٰ کے حوالے سے جانا پہچانا نام ہے

انہوں نے ایک کتاب الشفابتعریف حقوق المصطفی ﷺ تحریر کی ہے۔اس میں وہ لکھتے ہیں۔''جہاں تک فصاحت لسانی اور بلاغت زبانی کا تعلق ہے تو نبی کریم ﷺ اس میدان میں افضل ترین مقام کے مالک تھے۔صفاحت میں آپ کا مقام کسی سے پوشیدہ نہ تھا۔ طبیعت کی سلاست وروانی، معانی پیدا کرنے کا کمال، جامع اور مختصر جملے بولنا، ستھرے اور چمک دمک والے الفاظ، صحت معانی اور ہر بات بے ساختہ اور بے تکلف بولنا آپ کی فصاحت و بلاغت کا حصہ تھا۔آپ کو جوامع الکلم عطا کئے گئے انوکھی حکمت سے بھرپور باتیں آپ کے خصائص میں سے تھیں اور آپ کو عرب کی تمام زبانوں (اور لہجوں) کا علم دیا گیا۔(قاضی عیاض: الشفا)

حجتہ الاسلام امام ابوحامد الغزالی رحمتہ اللہ علیہ نے نبی آخرالزمان سید انس وجاں محمد مصطفیٰ ﷺ کی فصاحت اور اسلوب بیاں کے حوالے سے لکھا ہے۔''آپ سب سے زیادہ فصیح تھے آپ کا کلام سب سے زیادہ شیریں تھا اور آپ فرماتے تھے کہ میں افصح العرب یعنی عرب میں سب سے زیادہ فصاحت سے بات کرنے والا ہوں۔اہل جنت آپ کی زبان میں گفتگو کریں گے۔آپ بیکار بات نہ کرتے تھے۔یوں لگتا تھا کہ آپ کا کلام موتی ہیں جو لڑی میں پرودیئے گئے ہیں..................اختصار کے ساتھ آپکا کلام حسب ضرورت جامع بھی ہوتا تھا۔جس میں نہ فالتو بات ہوتی نہ کوئی نقص۔یوں لگتا تھا جیسے الفاظ ایک دوسرے کے پیچھے چلے آرہے ہوں۔(امام غزالی: احیاءعلوم الدین)

جدید عربی ادب کے نامور اسکالر علامہ مصطفیٰ صادق الرافعی نے اپنی کتاب اعجاز القرآن میں فصاحت نبوی ﷺ کی پانچ خوبیاں بیاں کی ہیں جو مختصراً ہم یہاں درج کرتے ہیں:

(1) کتاب اللہ کے بعد عربی فصاحت و بلاغت کی تاریخ میں کوئی ایسا خطیب نہیں ہوا جو

آپ ﷺ کا ہم پلہ ہو سکے۔گویا قرآنی بلاغت کے بعد بلاغت نبوی کا ایک اعلیٰ اور منفرد مقام ہے۔

(2) کلام مصطفیٰ ﷺ میں مختصر لفظوں میں کثرت معانی کا رنگ موجود ہے۔یعنی کوزے میں دریا بند ہے۔

(3) آپ کے کلام میں کوئی ابہام، شک یا مغالطہ اور غلط فہمی نہ ہوتی تھی۔لفظ و معنی میں ایسی پختگی اور وضاحت ہوتی کہ سننے والا کوئی مشکل محسوس نہ کرتا۔

(4) آپ کو گفتگو میں اعتدال اور توازن پایا جاتا تھا گویا فالتو اور فضول بات ہرگز نہ کرتے۔

(5) آپ کی گفتگو سننے کے بعد سامع کے دل میں کوئی تشنگی، طلب سوال یا شک وشبہ باقی نہ رہتا اور اس کی مکمل تسلی ہو جاتی۔

ہم حصول برکت کیلئے یہاں کچھ احادیث عربی متن کے ساتھ پیش کرتے ہیں جن میں کم لفظوں میں معانی کا سمندر سمو دیا گیا ہے۔

المَرءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

اَسْلِمْ تَسْلِمْ

تم اسلام لاؤ تو سلامتی پاؤ گے

اِنّمَا الاعمالُ بالنِّیاتِ

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے

الحربُ خُدعَۃٌ

جنگ چالوں سے لڑی جاتی ہے

المَجَالِسُ بِالْاَمانِۃِ

مجالس کیلئے امانت (راز داری) لازم ہے

تَرْکُ الشَّرِ صَدَقَۃٌ

برائی سے باز آنا بھی صدقہ ہے۔

سیّدُ الْقَومِ خَادِمُھُمْ

قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے

کُلُ ذِیْ نِعْمَۃٍ مَحْسُوْدٌ

ہر نعمت پانے والے سے حسد کیا جاتا ہے

اَلْکَلِمَۃُ الطَّیِّبَۃُ صَدَقَۃٌ

حسن گفتار بھی ایک صدقہ (نیکی) ہے

مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمْ

جو مخلوق پر رحم نہیں کرتا اس پر (اللہ کی طرف سے بھی) رحم نہیں کیا جائے گا۔

نبی کریم ﷺ کی فصاحت و بلاغت کی ایک مثال سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ ایک حدیث مبارکہ میں کس قدر خوبصورتی نظر آتی ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک بار سوال کیا کہ آپ اپنے مسلک یعنی طریقۂ کار کی وضاحت فرمائیں آپ کا جواب ملاحظہ ہو۔فرمایا: ''عرفان میرا سرمایہ ہے، عقل میرے دین کی اصل ہے۔محبت میری بنیاد ہے، شوق میری سواری ہے، ذکر الٰہی میرا مونس ہے، اعتماد میرا خزانہ ہے' حزن (غم) میرا ساتھی ہے، علم میرا ہتھیار ہے، صبر میرا لباس ہے۔خدا کی رضا میری غنیمت ہے، عاجزی میرے لیے وجہ افتخار ہے، زہد میرا پیشہ ہے، یقین میری طاقت ہے، صدقہ میرا سفارشی ہے، طاعت میرا بچاؤ ہے جہاد میرا کردار ہے، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ (قاضی عیاض: الشفاء)

اپنے کلام اور گفتگو کی وضاحت میں مثالوں کا سہارا لینا کمال فصاحت و بلاغت کی علامت ہے۔ نبی اکرم ﷺ میں یہ صفت بدرجہ اتم موجود تھی۔ ایک روایت ملاحظہ ہو:

''مجھے خدا نے ہدایت اور علم کا جو سرمایا عطا کیا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے زمین پر موسلا دھار بارش ہو، پھر اس زمین کا ٹکڑا جو بہت زرخیز ہے، اس نے پانی کو پوری طرح جذب کرلیا اور اس میں مرجھایا ہوا سبزہ فوراً تروتازہ ہوگیا۔ اور نئی بوٹیاں کثرت سے اگ آئیں۔ پھر زمین کا کچھ سخت حصہ ایسا بھی تھا جس نے پانی کو اندر جمع کر رکھا۔ اور اللہ نے اس کو لوگوں کیلئے سیراب کیا۔ پھر یہ پانی ایک اور قطعہ پر برسا جو چٹیل میدان تھا۔ اس نے نہ اس پانی کو جمع کر کے رکھا اور نہ تروتازگی دکھائی پس اس میں پہلی مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے علم و دین میں سوجھ بوجھ پیدا کی اور جو کچھ ہدایت دے کر مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا، اس سے اسے فائدہ پہنچا، اس نے خود علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا۔ دوسری مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اس دعوت کو سن کر سر نہیں اٹھایا اور نہ اللہ کی اس ہدایت کو قبول کیا جو میرے ذریعے بھیجی گئی۔

آخر میں ہم چند احادیث تحریر کرتے ہیں جن میں حکمت کے موتی پرو دیئے گئے ہیں۔

* اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور سب سے پہلے اسے دو جس کی تم پر ذمہ داری آتی ہے۔
* سب انسان کنگھی کے دانوں کی طرح برابر ہیں۔
* بھلائی تلوار میں ہے، بھلائی تلوار کے ساتھ رہتی ہے، اور بھلائی تلوار کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ (تلوار یا قوت سراسر بھلائی ہے)

* جومصیبت میں بال منڈوائے، واویلا کرے یا کپڑے پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں۔
* میری امت کا معاملہ اس وقت تک درست رہے گا جب تک وہ امانت کو مال غنیمت اور خیرات وزکوٰۃ کوتاوان تصور نہیں کریں گے۔
* اللہ پر ایمان کے بعد سب سے بڑی عقلمندی کی بات لوگوں کا دل رکھنا ہے۔
* مشورہ کر لینے کے بعد کبھی کوئی انسان تباہ نہیں ہوگا۔
* راستوں میں مت بیٹھو۔ اگر بیٹھنا ہی ہوتو پھر نظریں جھکا کر رکھو، سلام کا جواب دو، بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھاؤ اور کمزور کی مدد کرو۔
* اگر انسان کے پاس سونے کی دو وادیاں بھی ہوں تو وہ تیسری وادی کا طلب گار بن جائے گا۔
* انسان کا پیٹ تو صرف قبر کی مٹی ہی بھرتی ہے۔ اور جو توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرے گا۔
* اپنے محبوب سے قدرے ہلکی محبت کر، ہوسکتا ہے وہ کسی دن تیرا مبغوض بن جائے۔ (جذبہ محبت میں اعتدال مناسب ہے)۔
* تم میں سے اچھے لوگ وہ ہیں جو تم میں سب سے زیادہ خوش اخلاق ہیں۔
* جب کسی قوم کا معزز آدمی تمہارے پاس آئے تو اس کی عزت کرو۔
* متکبر کے ساتھ تکبر کرنا صدقہ ہے۔
* عقلمند آدمی محبت کرنے والا ہوتا ہے اور لوگ اس سے انس رکھتے ہیں۔
* چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔
* حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے۔
* مومن ایک سوراخ سے دو، بار نہیں ڈسا جاتا۔

* مومن دھیما اور نرم مزاج ہوتا ہے۔ وہ ایک خوددار اونٹ کی طرح ہے کہ اگر اسے باندھ دیا جائے تو مطیع ہو جاتا ہے اور اگر چٹان پر بٹھایا جائے تو بیٹھ جاتا ہے۔
* عورت کی مثال ٹیڑھی پسلی کی سی ہے، اگر تم اسے سیدھا کرنے لگو گے تو اسے توڑ دو گے اور اگر اس کی دلداری کرو گے تو اس سے فائدہ اٹھاؤ گے۔
* لوگ تین چیزوں میں برابر کے شریک ہیں۔ پانی، چارا، آگ
* اپنے گھر میں جو چین سے رہ رہا ہو، جسمانی صحت نصیب ہو، ایک دن کی خوراک بھی میسر ہو تو گویا اس کیلئے دنیا کا سب کچھ جمع کر دیا گیا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے اور میٹھے محبوب نبی سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارفع مقام پہچاننے، آپ کی محبت کی شمع اپنے دل میں فروزاں کرنے اور آپ کے ارشادات عالیہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

....

عشق رسول ﷺ

محبت ایک ایسا جذبہ ہے کہ اس کی لذت ہمارا ہر ہر مشام جاں محسوس کرتا ہے اس کی حلاوت روح کی گہرائیوں میں اپنا اثر ونفوذ چھوڑتی ہے محبت ایک چنگاری ہے جو کسی کے

دل میں روشن ہوتی ہے تو اس کی حدت سے جسم کے رگ پئے میں حرارت سی دوڑنے لگتی ہے یہ ایک کلی کی مانند ہے جو کسی کے باطن میں چٹکتی ہے تو اس کی خوشبو جسم کے ایک ایک خلیے میں مہکتی محسوس ہوتی ہے محبت ایک ستارہ کی مانند ہے جو دل کے ظلمت کدے میں ٹمٹاتا ہے تو اس کا آسمان ہستی روشن روشن ہو جاتا ہے محبت باد بہاری کا جھونکا ہے اجالوں کی نقیب ہے خوشبوؤں کی مہکار ہے اور محبت ناامید و ناتواں وجود میں زندگی کی شراب طہور بن کر اسے حیات جاوداں بخشتی ہے۔

یہی محبت جب جذبوں کی شدت اور چاہتوں کی بہتات سے عشق کا روپ دھارلے تو پھر چنگاری سے شعلہ جوالہ بن جاتی ہے اور زندگی کی حدت میں گرمائش اور حرارت نکتہ انتہا تک پہنچ جاتی ہے محبت کی کلیاں عشق سے وجود آشنا ہو کر روح کو خوشبوؤں کا مسکن بنا دیتی ہے محبت کا ستارہ عشق کی دولت سے متعارف ہو جائے تو روح کی اندھیر نگری میں کہکشاں کا سماں ہوتا ہے اور شب تار بھی دن روشن کی طرح پرنور دکھائی دیتی ہے محبت باد بہاری کا جھونکا ہے تو عشق بہاروں کا مسکن ہے جہاں بہاریں اپنی تمام تر رعنائیوں' گلکاریوں اور خوشبوؤں سمیت بسیرا کئے ہوتی ہیں۔

عشق جذبہ جنوں ہے جو اپنے وجود سے بیگانہ کر کے محبوب کی ہستی کا دست نگر بنا دیتا ہے عشق ایک لگن ہے جس میں محبوب ہی ہر کار زیست کا مدعا اور مقصود اول محسوس ہوتا ہے عشق ایک کشش ہے جو دل کے ہر نہاں خانے میں شورش بپا کر دیتی ہے اور تسکین و قرار نا پید ہو جاتا ہے عشق ایک بندھن ہے جو چاہتے نہ چاہتے ہوئے وجود کو محبوب کی اداؤں سے وابستہ کر دیتا ہے کہ وجود آنکھیں بند کئے دل کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسی کی جانب کھنچا چلا جاتا ہے عشق روشنی کا ہالا ہے جو شب تار حیات میں اجالوں کی نوید دیتا ہے عشق و متاع گراں اور انمول تحفہ ہے جس کی قدر و قیمت عاشق کے نزدیک دنیا و متاع دنیا بلکہ لوح و قلم

سے بھی زیادہ ہے۔

یہ جذبہ عشق جب اپنا رخ مجاز سے حقیقت کی جانب موڑ لیتا ہے تو پھر معاملہ ہی اور ہو جاتا ہے اور جب عشق حقیقی کا مرکز و محور وہ ذات ہو جو مقصود کائنات ہے بلکہ محبوب خالق کائنات ہے تو پھر اس کی لذت اور حلاوت کا اندازہ کیونکر کیا جا سکتا ہے جس جذبہ عشق کی منزل سید العالمین، شفیع المذنبین، حبیب رب العالمین، سرور کائنات، نوشہ بزم وجود، مقصود تخلیق کون و مکاں، منبع جودوکرم، ساقی کوثر، صاحب اسریٰ، سیاح لامکاں، سید انس و جاں سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی ارفع و اعلیٰ اور مقدس و مطہر ہستی ہو تو پھر عشق اپنی معراج پا لیتا ہے ایسا عشق امر ہو جاتا ہے۔

عشق رسول ﷺ کا جذبہ ہی ایمان کی اساس ہے دین کی روح اور اسلام کا مقصود و مطلوب ہے اقبالؒ نے فرمایا ہے۔

مغز قرآں ، روح ایماں ، جان دیں
ہست حبّ رحمتہ للعالمین

کسی کی ذات سے عشق بسا اوقات اس کے حسن و جمال کی وجہ سے کیا جاتا ہے کبھی عشق محبوب کی جاہ وحشمت اور منصب و اقتدار کی وجہ سے ہوتا ہے اور کہیں عشق محبوب کی روحانی رفعت و عظمت اور اللہ تعالیٰ سے قرب اور وابستگی کی وجہ سے ہو جاتا ہے اور اوصاف بھی ہو سکتے ہیں جو محبت حقیقی کو اپنی جانب مائل کرتے ہیں اور اس کے اندر آتش عشق کو الاؤ کی صورت دھکارتے ہیں ان سب اوصاف کو اپنی اعلیٰ و برتر اور جامع صورت میں اگر مجتمع کر دیا جائے تو وہ ہمارے پیارے آقا و مولا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات والا صفات میں نکتہ کمال تک موجود ہیں حسن و جمال کا بیان ہو تو آپ کی ذات کائنات کی سب سے حسین و جمیل اور خوبصورت ترین ذات ہے اور آپ کے جمال بے مثال کی حسن نظر ایک

جھلک دیکھ لینے والا آپ کا غلام بے دام بن جاتا تھا آپ کے نورانی زلف ورخسار اور چہرہ والضحیٰ کا ذکر ایک محترم خاتون کی زبانی سنیئے' یہ ہیں حضرت ام معبدؓ فرماتی ہیں آپ ﷺ کا پاکیزہ چہرہ' کھلا نکھرا' خوبصورت عادات' پیٹ آگے کو نہ بڑھا ہوا اور نہ سر کے بال گرے ہوئے سوہنا من موہنا' حسن و جمال والا چہرہ' آنکھیں سیاہ اور بڑی بڑی' بال لمبے اور گھنے' آواز میں بھاری پن' لمبی گردن' سرمہ لگی آنکھیں باریک اور ابرو جڑے ہوئے' سیاہ گرہ دار زلفیں' خاموش طبع' دبدبے والے' دور سے دیکھنے والوں کیلئے خوبصورت اور دل میں اتر جانے والے قریب سے بہت شیریں اور پیارے گفتگو میں اک شیرینی' واضح الفاظ' کلام الفاظ کی کمی بیشی سے مبرا' تمام گفتگو ایسے جیسے موتیوں کی لڑی ہو اوسط قد اتنا کہ دور سے چھوٹا نہ لگے نہ اتنا لمبا کہ دور سے برا لگے بلکہ خوبصورت درخت کی نرم نازک شاخ جیسا ....(زادالمعاد: جلد ا)

آپکا چہرہ انور کتنا تابدار اور پر انور تھا ملاحظہ کیجئے' حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ کے سامنے والے دو دانتوں کے درمیان خالی جگہ تھی جب آپ کلام کرتے تو ان کے اندر درمیان میں سے نور نکلتا تھا (مشکوۃ) حضرت کعب بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ جب خوش ہوتے تو آپ کا نورانی چہرہ یوں منور ہو جاتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو ہمیں آپ کی خوشی کا پتہ چل جاتا تھا (مسلم بخاری) ایسے پیکر حسن و جمال سے عشق کرنا عین فطرت کا تقاضا ہے۔

انہیں خلق کر کے نازاں ہوا خود ہی دست قدر
کوئی شاہکار ایسا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

جہاں تک جاہ وحشمت اور منصب و اقتدار کا تعلق ہے تو آپ کی شان واقعت کے آگے قیصر و کسریٰ بھی ہیچ تھے عرب کا ایک بڑا علاقہ آپ کے اطاعت گذاروں اور عاشقان باصفا پر

مشتمل تھا آپ کے جانثار ساتھی آپ پر پروانہ وار جان چھڑکتے تھے آپ کا ادب واحترام، چاہت تمکنت کسی بھی دنیاوی بادشاہ یا فرمانروا سے بدتر اور منفرد تھی کفار کے ایک سردار عروہ بن مسعود نے آپ کے لئے صحابہ کرام کی لگن اور چاہت کا ذکر اس انداز میں کیا ہے۔

''اے میری قوم! اللہ کی قسم میں شہنشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں اور میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کا دربار بھی دیکھا ہے اللہ کی قسم ہے کہ میں ایسا کوئی بادشاہ نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی ایسے تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد کے اصحاب ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم، انہوں نے جب بھی لعاب دہن باہر نکالا تو وہ کسی نہ کسی صحابی نے ہاتھ پر لیا اور اسے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا جب وہ اپنے صحابہ کو کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ تعمیل کیلئے جلدی کرتے ہیں جب وہ وضو کرتے ہیں تو صحابہ کرام میں وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے جھگڑے تک نوبت پہنچ جاتی ہے جب وہ بات کرتے ہیں تو صحابہ کرام اپنی آوازوں کو پست کر لیتے ہیں اور تعظیم و توقیر کے سبب وہ ان کی طرف تیز نگاہوں سے نہیں دیکھتے (صحیح بخاری، کتاب الشروط)

روحانی عظمت و رفعت کی بات کی جائے تو کائنات کا کوئی دوسرا وجود آپ کی مثال نہیں آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں جو عالم انسانیت کی رہبری کیلئے تشریف لائے آپ کی نبوت صرف ایک دور یا ایک علاقہ یا بستی تک محدود نہیں بلکہ آپ تمام عالمین کیلئے نبی بن کر تشریف لائے حدیث پاک میں ہے حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں مجھے باقی نبیوں پر چھ وجوہ سے فضیلت دی گئی

(1) مجھے کلام کرنے کی سب خوبیاں عطا کی گئیں

(2) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی

(3) مال غنیمت میرے لئے حلال ہوا
(4) ساری زمین میرے لئے مسجد بنادی گئی
(5) مجھے سب مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا
(6) اور مجھ پر نبوت ختم کردی گئی۔(؟؟؟؟)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنی عظمت بخشی ہے کہ جہاں جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ہے وہاں وہاں تک آپ رحمت ہیں کہ اللہ رب العالمین ہے تو آپ کو رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجا ہے آپ کو اسریٰ کی نعمت دی گئی یعنی رات کی تاریکی میں اللہ تعالیٰ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا اور آپ کو تمام انبیاء کرام کی امامت کا شرف ملا آپ کو معراج کی سعادت ملی اور لا مکاں میں خالق کائنات کا دیدار نصیب ہو وہاں قاب قوسین کی نعمت سے بہرہ مند ہوئے حشر کے دن آپ کی شان وعظمت مزید اجاگر ہوگی جب آپ مقام محمود پر فائز ہونگے اور تمام کائنات آپ کی شفاعت کی طلبگار ہوگی جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام عطا کیا اور مجھے دیدار عطا کیا اور مجھے مقام محمود اور حوض کوثر کی فضیلت عطا کی گئی۔

الغرض آپ ان گنت خوبیوں کے مالک اور اوصاف حمیدہ کے حامل ہیں اور رفعت وعظمت میں کائنات میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا اور نہ کبھی ہوگا تو پھر ایسی فقید المثال' یکتا و واحد ذات سے محبت اور عشق ہو جانا عین تقاضا فطرت ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اس دولت سے بخوبی مالا مال تھے وہ محبت کی حلاوت محسوس کرتے تھے اور عشق کی شرابِ طہور سے خوب لطف اندوز ہوتے تھے وہ آپ کی ظاہری حیات طیبہ میں تو خوب دیدارِ رخ

جاناں کے جام پیتے اور اپنی بے قرار روح کی پیاس بجھاتے تھے لیکن جب انہیں خیال آتا کہ آپ کس قدر ارفع واعلیٰ شان کے حامل ہیں تو پھر یہ احساس ان کو بیقرار کر دیتا کہ اخروی دنیا میں ہم کیسے اس دولتِ دیدار حسن مصطفیٰ ﷺ سے فیضیاب ہونگے ایک صحابی نے اس بات کا اظہار کر ہی دیا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا۔''یا رسول اللہ آپ یقیناً میرے نزدیک میری جان اور میری اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں ۔ میں اگر اپنے گھر میں رہتا ہوں جب بھی لیکن جس وقت آپ یاد آ جاتے ہیں تو جب تک آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کو دیکھ نہ لوں قرار نہیں آتا لیکن اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد جنت میں داخل ہوکر آپ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ بلند مقام میں ہونگے اور میں نیچے درجے میں ہونے کے سبب اندیشہ کرتا کہ کہیں آپ کو نہ دیکھ سکوں ۔(یعنی میرے لئے آپ کا دیدار کرتے رہنا ممکن نہ ہوگا) یہ سن کر حضور اکرم ﷺ خاموش رہے اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر حاضر ہوئے ۔

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو یہ لوگ جنت میں انہیں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا یعنی انبیاء، صدیق، شہید اور نیک لوگ اور یہ لوگ کتنے اچھے ساتھی ہیں ۔(النساء:٦٩)

اللہ اللہ یہ آیت سن کر صحابہ کرام کے چہرے کتنے کھل اٹھے ہونگے اور ان کی آنکھوں میں کتنی چمک آئی ہوگی، اس کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

صحابہ کرام کو عشق مصطفیٰ ﷺ کی دولت سے خوب نوازا گیا تھا ان کے عشق کی روایت کتب احادیث اور تفاسیر میں بکثرت ملتی ہیں ہم کچھ منتخب روایات و واقعات یہاں پیش کرتے ہیں تا کہ ان کی سنت پر چل کر ہمارے قلوب میں بھی اس عشق کی جلوہ گری ہو

ہماری روح کی تاریکیاں اجالوں میں بدل جائیں اور ہماری دنیاوعقبیٰ فلاح وکامرانی سے ثمر آور ہو۔آمین

☆ جنگ احد میں ایک صحابیہ کے تین قریبی عزیز یعنی باپ، بھائی اور شوہر شہید ہو گئے اسے اس خبر کی اطلاع ہوئی تو وہ جبل احد کی طرف بھاگی اور لوگوں سے صرف ایک ہی سوال پوچھتی کہ بتاؤ رسول ﷺ کیسے ہیں جب اسے بتایا گیا کہ نبی کریم ﷺ خیریت سے ہیں تو بولی کہ مجھے آپ کے چہرہ انور کی زیارت کرادو آپ کو دیکھ کر وہ بولی۔ کُلُّ مصیبة بعدک جَلَلٌ (یعنی ہوتے ہوتے ہر مصیبت ہیچ ہے۔(سیرت ابن ہشام)

بڑھ کر اس نے رخ اقدس کو جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے پھر ہیچ میں سب رنج و الم
میں بھی اور باپ بھی، شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

☆ غزوہ تبوک کیلئے نبی کریم ﷺ کی قیادت میں لشکر اسلام روانہ ہوا تو ایک صحابی حضرت عبداللہ بن خیثمہ رضی اللہ عنہ نہ جاسکے ان کی دو بیویاں تھیں جو بہت خوبصورت تھیں انہوں نے اس روز خوب اہتمام سے کھانا تیار کیا خس کا نرم فرش تیار کیا اور اس پر کھانا چن دیا۔حضرت عبداللہ نے جونہی اس اہتمام کو دیکھا تو کہا سبحان اللہ! رسول اللہ ﷺ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے گناہوں سے منزہ اور پاک پیدا کیا ہے وہ تو اس شدید گرمی کے موسم میں کفار سے جہاد کیلئے تشریف لے جائیں اور عبداللہ گھر میں بیٹھ کر طرح طرح کے کھانے کھائے اور اپنی بیویوں سے مباشرت کرے۔ایسا نہیں ہوسکتا خدا کی قسم! میں جب تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں نہ پہنچوں اپنی بیویوں

سے بات چیت نہ کروں گا وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر نکلے' بیویوں نے کوشش کی کہ ان سے بات کریں لیکن انہوں نے گفتگو نہ کی حضرت عبداللہ سرعت رفتاری سے چلتے ہوئے مقام تبوک تک پہنچے صحابہ کرام نے دیکھا کہ ایک اونٹ سوار نہایت تیز رفتاری سے چلا آ رہا ہے تو انہوں نے رسول کریم ﷺ کو اطلاع دی دلوں کے بھید جاننے والے اور دور و نزدیک کے پہچاننے والے رسولا نے کہا کہ وہ عبداللہ بن خیثمہ ہونگے اونٹ سوار نزدیک آیا تو وہ عبداللہ ہی تھے انہوں نے آپ کی خدمت میں پہنچ کر سلام پیش کیا آپ نے فرمایا۔

''کیا ہی اچھی بات ہے تم فانی ناز و نعمت کو چھوڑ کر رضائے حق میں کھو گئے جو تمہارے لئے بہتر ہے۔'' (شواہد النبوۃ)

☆ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی کہتے ہیں کہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں رہا کرتا تھا آپ کے لئے وضو کا پانی لایا کرتا اور دیگر خدمت بھی بجالاتا تھا آپ نے ایک دن مجھ سے فرمایا۔ **سل یا ربیعة!** سوال کراے ربیعہ۔ میں نے عرض کیا: **اسئلک مرافقتک فی الجنة** (ترجمہ) میں آپ سے جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں آپ نے فرمایا یہ تمہارے لئے ہے کچھ اور بھی؟ حضرت ربیعہ نے عرض کیا میرا مقصود تو یہی ہے آپ ﷺ نے فرمایا تو کثرت سجود سے میری مدد کر۔ (مشکوۃ، مسلم: کتاب الصلوۃ)

☆ حضرت زید بن حارثؓ زمانہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ ننھیال جا رہے تھے قبیلہ بنو قیس نے وہ قافلہ لوٹا اور بچوں کو غلام بنا لیا انہوں نے زید کو مکہ مکرمہ لا کر بیچا حکیم ابن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ کیلئے خرید لیا وہ آپ کی خدمت میں رہنے لگے جب حضرت خدیجہ کا نکاح حضور اکرم ﷺ سے ہوا تو انہوں نے زید کو آپ کی خدمت

کے لئے ہدیہ کر دیا ادھر حضرت زید کے والدان کی جدائی میں تڑپتے اور روتے رہتے تھے اور شہر شہر قریہ قریہ ان کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ان کے اشعار بہت دردناک تھے کچھ اشعار کا ترجمہ پیش ہے۔''جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو مجھے زید ہی یاد آتا ہے اور جب بارش برسنے لگتی ہے تو مجھے اسی کی یاد ستاتی ہے اور جب ہوائیں چلنے لگتی ہیں تو بھی اسی کی یاد کی آتش کو بھڑکاتی ہیں ہائے میرا غم اور فکر کس قدر طویل ہوگئی ہے میں اسکی تلاش اور کوشش میں ساری دنیا میں اونٹ کی تیز رفتاری کو کام میں لاؤں گا اور دنیا کا چکر لگانے سے نہ اکتاؤں گا میں ساری زندگی اسی میں گذار دوں گا الغرض وہ اس طرح کے اشعار پڑھتے رویا کرتے اور زید کو ڈھونڈا کرتے تھے اتفاق سے ان کی قوم کے چند افراد کا حج کی خاطر مکہ مکرمہ آنا ہوا انہوں نے حضرت زید کو پہچان لیا ان کے والد کے تڑپنے کا حال بیان کیا ان کے اشعار سنائے اور ان کے فراق کی داستان بیان کی حضرت زید نے تین اشعار کہہ کر پیغام بھیجا کہ میں یہاں مکہ مکرمہ میں ہوں قوم کے افراد نے واپس پہنچ کر حضرت زید کے والد کو وہ اشعار سنائے اور بیٹے کے ملنے کی خوشخبری سنائی زید کے والد اور چچا فدیہ کی رقم لیکر مکہ مکرمہ پہنچے تاکہ اپنے بیٹے کو آزاد کرا سکیں وہ حضور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا۔''اے ہاشم کی اولاد اور اپنی قوم کے سردار۔تم لوگ حرم کے رہنے والے ہو اور اللہ کے گھر کے ہمسائے ہو تم خود قیدیوں کو رہا کراتے ہو بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہو ہم اپنے بیٹے کی محبت میں تمہارے پاس پہنچے ہیں ہم پر احسان فرماؤ اور کرم کردو۔فدیہ قبول کرو اور اسے رہا کردو بلکہ مطلوبہ فدیہ سے بھی زیادہ لے لو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بس اتنی سی بات ہے انہوں نے کہا کہ بس یہی عرض ہے آپ نے فرمایا اس کو بلا لو اور اسی سے پوچھ لو اگر وہ تمہارے ساتھ جانے پر رضامند ہو تو پھیر بغیر ہدیہ ہی کے تمہاری نذر

ہے ہاں اگر وہ نہ جانا چاہتا ہوتو پھر میں ایسے شخص پر جبر نہیں کرسکتا جو خود نہ جانا چاہتا ہو انہوں نے کہا کہ آپ نے تو ہمیں طلب سے بھی زیادہ نوازا ہے یہ بات خوشی سے منظور ہے حضرت زید کو بلایا گیا آپ نے فرمایا تم ان افراد کو پہچانتے ہو عرض کیا جی ہاں یہ میرے باپ ہیں اور یہ میرے چچا ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ تمہیں میرے حسن سلوک کا بھی علم ہے اب تمہیں اختیار ہے کہ میرے پاس رہو یا ان کے ساتھ چلے جاؤ حضرت زید نے عرض کیا: حضور میں آپ کے مقابلے میں کس کو پسند کرسکتا ہوں آپ میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی۔ انہوں نے کہا کہ زید تم اپنے باپ چچا اور گھر والوں کے مقابلے میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو۔ حضرت زید نے کہا: ہاں میں نے ان میں ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلے میں کسی چیز کو پسند نہیں کرسکتا۔ حضور نے جب یہ جواب سنا تو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ زید کے باپ اور چچا بھی یہ منظر دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خوشی سے چھوڑ کر چلے گئے۔

☆ حضرت ابوذر غِفاریؓ قبیلہ غفار سے تعلق رکھتے تھے آپکا جذبہ عشق رسول ﷺ پہلے دن سے ہی عروج و کمال کی انتہا کو چھو رہا تھا۔ آپ کو دعوت اسلام کا پتہ چلا تو اپنے بھائی کو مکہ مکرمہ بھیجا کہ تحقیق کر کے بتاؤ کہ حضرت محمد ﷺ کیا پیغام دیتے ہیں وہ جب مکہ مکرمہ سے ہو کر واپس آپ کے پاس آئے تو کہنے لگے کہ میں نے ایسا کلام سنا ہے جو نہ تو شعر ہے نہ کاہنوں کی خبریں میں نے ان کو اعلیٰ اخلاق اور اچھی عادات کی تلقین کرتے ہوئے سنا ہے حضرت ابوذر کی تسلی نہ ہوئی اور وہ بذات خود اس پیغام کو سننے کیلئے مکہ مکرمہ حاضر ہوگئے۔ یہاں حالات کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے انہوں نے خاموشی سے حالات کا جائزہ لینا شروع کیا اسلام لانے والوں پر کفار مکہ کے چرچے عام تھے

اس لئے کسی سے حضور سیدنا محمد ﷺ کے بارے میں دریافت نہ کیا شام ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس اجنبی مسافر کو اپنے گھر لے آئے لیکن اس سے اس کی آمد کا مقصد نہ پوچھا اگلا دن بھی ایسے گذر گیا رات کو پھر حضرت علیؓ ان کو اپنے ساتھ لے آئے تیسرے دن پھر یہی ہوا بالآخر اس دن حضرت علی نے ان کی مکہ آمد کا مقصد دریافت کرلیا۔ انہوں نے وعدہ لینے کے بعد اپنا مقصد بتایا تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں اور صبح جب میں جاؤں گا تو تمہیں ان کی خدمت اقدس میں لے چلوں گا لیکن مخالفت کا زور ہے اس لئے جب تم میرے ساتھ چلو تو یہ احساس نہ ہونے دینا کہ تم میرے ہمراہ کہیں جا رہے ہو۔ اگلی صبح جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے تو آپ سے گفتگو کے بعد وہ مطمئن ہو گئے اور اسی وقت مسلمان ہو گئے نبی مکرم ﷺ نے ان کی تکلیف کے خیال سے کہا کہ چپکے سے اپنے قبیلے میں واپس چلے جاؤ اور جب کفار کا زور ٹوٹ جائے اور اسلام کو غلبہ ہو تو واپس چلے آنا لیکن حضرت ابوذر غفار عرض کیا کہ یارسول اللہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ان کفار کے درمیان اونچی آواز سے یہ کلمہ پڑھوں گا۔

چنانچہ اسی وقت مسجد حرام میں تشریف لے گئے اور بلند آواز سے کلمہ توحید پڑھا پھر کیا تھا۔ کفار مکہ جمع ہو گئے اور ان کو مارنا شروع کیا اتنا مارا کہ مرنے کے قریب ہو گئے حضرت عباس جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے ان کے اوپر لیٹ گئے اور کہا کہ قبیلہ غفار کے اس شخص کو قتل کر کے تم اس قبیلے کی دشمنی مول لو گے اور تمہارا قافلہ تجارت جو ادھر سے ہو کر شام کی طرف جاتا ہے اسے کیسے بحفاظت پہنچا سکو گے؟ تب ان کی سمجھ میں بات آئی اور انہوں نے حضرت ابوذر غفاری کو چھوڑ دیا اگلے دن پھر ایسا ہی ہوا انہوں

نے حرم شریف میں جا کر با آواز بلند کلمہ توحید بلند کیا تو کفار نے پھر ان کو شدید زدوکوب کیا حضرت عباس نے پھر ان کو کفار کے ظلم وستم سے بچایا پھر حضرت ابوذر غفاری ہمیشہ تبلیغ اسلام کیلئے مصروف عمل رہے۔

☆ روایات میں آتا ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کے وصال کی خبر آپ کے ایک موذن عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے سنی تو وہ اس قدر غمزہ ہوئے کہ نابینا ہونے کی دعا کرنے لگے کہ اب میرے آقا کے پردہ فرمانے کے بعد میرے لئے دنیا قابل دید نہ رہی آپ اسی وقت نابینا ہو گئے لوگوں نے کہا کہ تم نے یہ دعا کیوں مانگی انہوں نے کہا نگاہ کی لذت تو آنکھوں میں ہے لیکن سرکار دو جہاں ﷺ کے بعد اب میری آنکھیں کسی کے دیدار کا ذوق ہی نہیں رکھتیں۔(شواہد النبوۃ)

☆ ایک دن نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے ان کا چہرہ اترا ہوا اور رنگ زرد پیلا تھا نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ یارسول اللہ کوئی جسمانی تکلیف تو نہیں ہے مگر بات یہ ہے کہ جب آپ رخ انور آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے تو دل بے تاب ہو جاتا ہے فوراً آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہو جاتا ہوں اور یوں دل کو قرار آ جاتا ہے مگر اب یہ سوچ کر بہت بے چین ہوتا ہوں کہ جنت میں آپ کا مقام بہت ارفع واعلیٰ ہوگا جبکہ ہم کسی گوشے میں ہونگے اگر مجھے روئے تاباں کی زیارت نہ ہوئی تو میرے لئے جنت کی ساری لذتیں ختم ہو جائیں گی اور فراق وہجر کا یہ جانکاہ صدمہ تو ناقابل برداشت ہوگا حضور سید العالمین ﷺ یہ بات سن کر خاموش ہو گئے یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام مژدہ لیکر حاضر ہوئے کہ اطاعت گزار عاشقان رسول ﷺ کو جدائی کا یہ صدمہ نہیں پہنچائیں گے بلکہ ان کو اپنے محبوب ﷺ کی معیشت میسر ہوگی (ضیاء القرآن بحوالہ

قرطبی یا قرطبی بحوالہ ضیاء القرآن؟؟؟)

☆ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بہت پیارے صحابی تھے ان کو آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر رہ کر آپ کی خدمت کرنے کا موقع ملا جب حضور ﷺ نے وصال فرمایا تو ان کی دنیا اندھیری ہوگئی آپ کی یاد ہر وقت انہیں ستاتی رہتی آپ کی باتیں ہر وقت حضرت انس کے پیش نظر رہتیں ہر مجلس میں میں آپ کا ذکر کرکے آب دیدہ ہوجاتے شدت جذبات سے آواز بھر جاتی کئی بار ایسا ہوتا کہ آقائے کریم ﷺ کی یاد زیادہ تڑپاتی تو فوراً گھر آتے اور آپ کے تبرکات کی زیارت کرکے دل وجاں کو سکون بخشتے۔ ایک دن وہ سرورِ دوعالم حضور اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کررہے تھے:

''میں نے کبھی کوئی ریشم رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم محسوس نہیں کیا اور نہ کبھی کوئی ایسی خوشبو سونگھی جو نبی کریم ﷺ کے بدن مبارک سے زیادہ معطر ہو

اس طرح حلیہ انور بیان کرتے کرتے فرط محبت سے اتنے بے قرار ہوگئے کہ گریہ طاری ہوگیا اور زبان پر بے اختیار یہ الفاظ آگئے۔

''قیامت کے دن رسول ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی تو عرض کرونگا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا ادنیٰ غلام انس حاضر ہے حضور اکرم ﷺ سے بے پناہ محبت اور عقیدت کا یہ اثر تھا کہ انہیں اکثر خواب میں سیدالانام ﷺ کی زیارت نصیب ہوجاتی تھی اللہ اس کے رسول ﷺ ان کو دنیا کی ہر شے سے پیارے تھے۔''

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین باتیں ایسی ہیں جو کسی شخص میں پائی جائیں تو گویا اس نے ایمان کی حلاوت پائی ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کو ساری دنیا سے عزیز تر ہوں دوسری یہ کہ جس سے محبت کرے

اللہ کی خاطر کرے تیسرے یہ کہ اسلام لانے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جانے کو ایسا ناپسند کرے جیسا آگ میں پڑ جانے کو کرتا ہے۔(بخاری شریف)

☆زاہر نام کے ایک صحابی تھے جو بدوی تھے اور بظاہر خوش شکل نہ تھے (رضی اللہ عنہ) وہ اپنے گاؤں سے جب نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں آتے تو جنگل کے پھل سبزی وغیرہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لاکر پیش کیا کرتے جب وہ رخصت ہوتے تو نبی اکرم ﷺ شہر کی چیزیں کپڑے وغیرہ ان کو دے دیا کرتے تھے۔حضور کو ان سے محبت تھی اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ زاہر ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اس کے شہری۔ایک دن نبی کریم ﷺ بازار کی جانب نکلے تو دیکھا کہ حضرت زاہر رضی اللہ عنہ اپنا سامان وغیرہ بیچ رہے ہیں۔آپ نے پیچھے سے جا کر اپنا دست مبارک ان کی آنکھوں پر رکھا اور ان کو گود میں لے لیا۔وہ بولے کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو جب انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو حضور انور ﷺ تھے وہ اپنی آنکھوں اور بھی حضور پاک کے سینے سے لپٹانے لگے تا کہ اور برکت حاصل ہو حضور نے فرمایا''کوئی ہے جو ایسے غلام کو خرید لے''۔ وہ بولے یارسول اللہ اگر آپ بیچتے ہیں تو مجھے کم قیمت پائیں گے۔حضور نے فرمایا''تو خدا کے نزدیک بہت قیمتی ہے''۔(شمائل ترمذی)

صحابہ کرام کو نبی اکرم ﷺ سے بے حد محبت تھی اور وہ آپ کے ادنیٰ سے اشارے پر اپنی جان قربانی کرنے کے لئے تیار رہتے تھے اس حوالے سے ایک ممتاز صحابی عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کا واقعہ قابل ذکر ہے قبیلہ ہذیل کے سپاہی خالد بن سفیان کی سرکردگی میں مقام نخلہ میں جمع ہو رہے تھے تا کہ حضور اکرم ﷺ سے جنگ کی جائے آقائے دوعالم ﷺ نے فتنے کی جڑ خالد بن سفیان کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا اس مقصد کیلئے آپ نے عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا اور انہیں حکم دیا کہ جا کر خالد بن سفیان کو قتل

کر کے اس فتنہ کو وہیں پر ختم کر دو حضرت عبداللہ نے اجازت چاہی کہ اگر کوئی فریب اور دھوکہ سے بات کرنا پڑے تو کر لی جائے؟ آپ نے اجازت دی کیونکہ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا کہ ہزاروں کے لشکر میں گھرے ہوئے سپہ سالار کو قتل کیا جا سکے۔

حضرت عبداللہ تلوار قائل لئے ہوئے تیزی سے مقام نخلہ پر پہنچے عصر کا وقت تھا وہاں دشمنوں کا ہجوم تھا ان کی نگاہ اپنے دشمن خالد بن سفیان پر تھی جو لشکر کے درمیان میں ایک میں خوبصورت عورتوں کے درمیان موجود تھا حضرت عبداللہ کسی طرح وہاں پہنچنے میں کامیاب ہو گئے خالد نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو حضرت عبداللہ نے جواب دیا کہ میں عرب کا ہی ایک باشندہ ہوں سنا ہے کہ تم نے اس سے (حضور اکرم ﷺ) سے لڑنے کا منصوبہ بنایا ہے میں بھی اسی مقصد کیلئے آیا ہوں۔ خالد نے کہا کہ ہاں ہاں میرا بھی یہی خیال ہے اب ہم جلد ہی مدینہ پر حملہ کر کے فتح حاصل کر لیں گے۔ خالد اپنی عورتوں سے توجہ ہٹا کر حضرت عبداللہ سے باتیں کرنے لگا حضرت عبداللہ کا باتیں کرنے کا انداز بہت خوبصورت اور دلکش تھا۔ باتوں باتوں میں حضرت عبداللہ نے نشانہ تا کا خالد بن سفیان کو پتہ بھی نہ چلا کہ آپ نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور اس کا سر قلم کر دیا۔ عورتوں نے کٹا ہوا سر دیکھا تو ان کی چیخیں نکل گئیں۔ سبھی لوگ خالد بن سفیان کی لاش کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حضرت عبداللہ کو موقعہ مل گیا اور وہ چپکے سے وہاں سے نکل لئے جب خالد کے لشکری قاتل کو تلاش کرنے لگے تو حضرت عبداللہ بہت دور نکل چکے تھے صبح جب خالد کی لاش کو دفنایا جا رہا تھا تو اس وقت تک اس کے گرد جمع ہونے والے لوگ تتر بتر ہو چکے تھے اور یوں یہ فتنہ اپنی موت آپ مر گیا۔

ادھر حضرت عبداللہ بن انیس خوشی سے مدینہ منورہ چلے آ رہے ہیں کہ آ کر آقائے کریم ﷺ کو اپنی کامیابی اور حضور اکرم ﷺ کی خواہش پوری ہونے کی خوشخبری

سنائیں وہ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے حضور اکرم صحابہ کے جھرمٹ میں موجود تھے آپ نے عبداللہ کا چہرہ دیکھ کر فوراً کہا: ''عبداللہ کا چہرہ کامیاب ہے''۔حضرت عبداللہ نے عرض کیا آپ کا چہرہ مبارک کامیاب ہے میں نے اس دشمن کو قتل کر ڈالا حضور اکرم نے فرمایا۔تم نے سچ کہا اس وقت حضرت عبداللہ نے یہ اشعار پڑھے۔ترجمہ:

میں اس سے اس وقت کہہ رہا تھا جب تلوار اس کا سر چاٹ رہی تھی کہ میں عبداللہ بن انیس شہسوار ہوں کوئی محتاج نہیں۔ اور میں نے کہا مجھ جیسے دین مصطفیٰ ﷺ پر قائم رہنے والے صاحب عزت شخص کا ایک وار ہی کافی ہے۔اور میرا حال تو یہ ہے کہ جب نبی ﷺ کسی کافر کو انجام تک پہنچانے کا ارادہ فرماتے ہیں تو میں اس کی طرف زبان سے اور ہاتھ سے پیش قدمی کرتا ہوں۔

تبلیغ اسلام کے ابتدائی ایام میں تبلیغی مشن رازداری سے چل رہا تھا مسلمان چھپ کر ہی عبادت کیا کرتے تھے لیکن جب انکی تعداد ۳۹ انتالیس ہوگئی تو حضرت صدیق اکبرؓ کی ترغیب پر وہ بیت اللہ شریف میں آ کر عبادت کرنے لگے یہ بات مکہ کے سرداروں کو قطعاً گوارا نہ تھی اس لئے انہوں نے مسلمانوں کو خوب تشدد کا نشانہ بنایا غریب اور نادار مسلمان تو ایک طرف انہوں نے ابوبکر صدیق جیسے صاحب حیثیت فرد کو بھی نہ بخشا۔

اوران کو اتنا مارا کہ وہ نیم بیہوش ہو گئے ان کے قبیلے کے افراد ان کو اٹھا کر لائے حضرت ابوبکر صدیق کو جونہی ہوش آیا انہوں نے کچھ بھی کھانے پینے سے انکار کر دیا اور صرف اتنا ہی پوچھا کہ یہ بتاؤ میرے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ تو خیریت سے ہیں نا۔ان کی والدہ ان کی یہ حالت دیکھ کر بہت پریشان ہوئیں اور وہ حضرت عمر کی بہن جو اس وقت تک پوشیدہ مسلمان تھیں ان کے پاس چلی گئیں اس خاتون نے آ کر بتایا کہ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ

خیر و عافیت سے ہیں اور حضرت ارقم کے گھر تشریف رکھتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ کچھ پیوں گا جب تک حضور انور ﷺ کی زیارت نہ کرلوں ان کی والدہ بہت بے قرار تھیں انہوں نے رات کے اندھیرے کے پھیلنے کا انتظار کیا اور اپنے بیٹے کولیکر ارقم کے گھر پہنچ گئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق حضور اکرم سے لپٹ کر رونے لگے اور خود حضور اور دیگر مسلمان بھی ان کی حالت دیکھ کر رونے لگے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے سرکار دوعالم ﷺ سے درخواست کی کہ میری والدہ کی ہدایت اور ایمان کیلئے دعا فرما دیں آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو وہ بھی اسی وقت مسلمان ہوگئیں۔ (تاریخ خمس)

مدینہ منورہ کے رہنے والے ایک یہودی اور ایک منافق کے درمیان کسی بات پر جھگڑا پیدا ہوگیا یہودی چاہتا تھا کہ اس مقدمے کا فیصلہ نبی کریم ﷺ کریں وہ حضور کی خدمت میں پیش ہوگیا آپ نے ساری بات سن کر فیصلہ اس یہودی کے حق میں کر دیا منافق یہودی سے کہنے لگا کہ میں تو عمر کا فیصلہ قبول کروں گا یہودی نے کہا کہ تم عجیب آدمی ہو لوگ تو چھوٹی عدالت سے بڑی کی طرف جاتے ہیں تم بڑی سے چھوٹی عدالت کی طرف جا رہے ہو جب تمہارے نبی ﷺ فیصلہ دے چکے تو پھر عمر کے پاس جانے کی بھلا کیا ضرورت ہے۔ مگر وہ منافق نہ مانا اور اس یہودی کولیکر حضرت عمر کے پاس آ گیا اور فیصلہ چاہا۔ یہودی نے کہا کہ جناب پہلے یہ بات جان لیجئے کہ فیصلہ تو آپ کے نبی کر چکے ہیں لیکن اس نے تسلیم نہیں کیا ہے حضرت عمر نے اس منافق سے تصدیق چاہی کہ آیا یہ یہودی صحیح کہہ رہا ہے منافق نے ہاں میں جواب دیا حضرت عمر نے کہا کہ ٹھہرو میں ابھی آیا اور تمہارا فیصلہ کرتا ہوں آپ اندر گئے اپنی تلوار لیکر آئے اور اس منافق کی گردن تن سے جدا کرتے ہوئے کہا کہ جو حضور اکرم ﷺ کا فیصلہ نہ مانے اس کا فیصلہ یہ ہے۔

حضور ﷺ تک یہ واقعہ پہنچا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ عمر کی تلوار کسی مومن پر نہیں اُٹھتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔ ترجمہ: ''تیرے رب کی قسم! یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہوسکتے جب تک تمہیں (اے اللہ کے رسول) اپنا حکم (منصب) نہ مانیں اور تمہارا فیصلہ تسلیم نہ کریں۔

صلح حدیبیہ کے بعد جب مکہ کے لوگ مدینہ طیبہ آزادانہ آنے جانے لگے تو ابوسفیان بھی اپنی بیٹی ام المومنین سیدہ ام حبیبہ سے ملنے کاشانۂ نبوت میں آئے وہ اپنی بیٹی کے گھر گئے اور بستر پر بیٹھنے لگے تو ام المومنین نے کہا ٹھہرو اور فوراً بستر سمیٹ دیا اور کہا کہ یہ حضور اکرم ﷺ کا پاک بستر ہے اور تم مشرک ہو اس لئے ناپاک ہو تم اس بستر پر نہیں بیٹھ سکتے۔ ابوسفیان کو اس بات پر بڑا رنج ہوا لیکن ام المومنین ام حبیبہ نے باپ کی محبت پر اپنے نبی کریم ﷺ کی محبت اور عظمت کو فوقیت دی۔

حضرت حنظلہ بن ابی عامرؓ ایک نوجوان صحابی تھے غزوہ احد کے ایام میں ان کی شادی ہوئی تھی جس دن دلہن کو بیاہ کر گھر لائے اور شب عروسی گذار رہے تھے باہر جنگ کیلئے تیاری کا اعلان ہوا۔ حضرت حنظلہ ؓ اپنی نئی نویلی دلہن اور لذت شب عروسی کو چھوڑ کر جہاد کیلئے فوراً تیار ہوگئے۔ انہیں جوش وجذبہ میں غسل کرنا بھی یاد نہ رہا۔ غزوہ احد میں وہ بے جگری سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے جنگ کے اختتام پر جب شہداء کی لاشیں جمع کی گئیں تو حضرت حنظلہؓ کی لاش نہ ملی نبی اکرم ﷺ نے یکا یک آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور فرمایا کہ حنظلہ کی لاش کو فرشتے آسمان پر غسل دے رہے ہیں۔ عشق رسول ﷺ کی فراوانی نے حضرت حنظلہ کو غسیل ملائکہ بنادیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آپکا ایک کرتا، ایک تہبند، ایک چادر اور چند موئے مبارک (بال) تھے انہوں نے وفات کے وقت وصیت کی کہ یہ کپڑے کفن میں

لگائے جائیں اور موئے مبارک منہ اور ناک میں بھر دیئے جائیں۔(نزہتہ الابرار)۔

ام المؤمنین سیدہ ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے آپ کے چند بال بطور یادگار محفوظ رکھے ہوئے تھے جب کوئی شخص بیمار ہوتا تو وہ پانی کا برتن بھیج دیتا وہ اس میں بالوں کو دھو کر واپس کر دیتیں جس کو وہ پی جاتا یا غسل کر لیتا اور اسے شفا نصیب ہو جاتی۔(بخاری شریف)

کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصافِ حمیدہ!

(فضائل مصطفیٰ ﷺ)

ہم مسلمان اپنے مقدر کی خوش بختی پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے کہ ہمیں ایسے نبی ﷺ کی اُمّت میں پیدا کیا گیا جو لامحدود اوصاف اور کمالات سے متصف ہے۔آپ ﷺ نورِ اوّل ہیں تو خاتم النبین بھی ہیں۔آپ ﷺ باعث تخلیقِ کائنات ہیں تو کائنات کے ہر وجود کیلئے رحمت بھی ہیں۔آپ ﷺ صاحب کوثر و سبیل ہیں تو امتِ مسلمہ کی شفاعت کا سہرا بھی آپ کے سر پر ہے۔آپ ﷺ سب عالمین کیلئے ڈرسنانے والے اور خوشخبری دینے والے ہیں تو تمام انبیاء و رُسل کے قائد اور امام بھی ہیں۔آپ کو معراج کا شرف اور دیدارِ الٰہی کی نعمت سے نوازا گیا تو حبیبِ خدا کا مقام بھی آپ کو ملا۔ آپ ﷺ کی ذات گنہگاروں اور بے سہاروں کیلئے آسرا اور سہارا ہے تو آپ ﷺ کے

وجود کی برکت سے یہ دنیا عذابِ الٰہی سے محفوظ و مامون ہے۔ آپ تمام امتوں کیلئے شاہد یعنی گواہ ہیں تو پوری امت کے احوال سے آگہی بھی رکھتے ہیں۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو لامحدود انعامات، اعزازات اور فضائل سے نوازا ہے۔ ہم ان میں سے کچھ خصوصی امتیازات کا ذکر یہاں اس انداز میں کر رہے ہیں کہ وہ صرف قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ پر مشتمل ہے۔ گویا یہ ایسی سیرت ہے جو قرآنی آیات اور احادیث کے حوالہ جات سے ترتیب دی گئی ہے اور ایسے نکات کو بھی پیش کیا گیا ہے جو ہماری روزمرّہ کی علمی الجھنوں کو بھی سلجھا سکتے ہیں نیز آپ کی شان و عظمت قارئین کے قلوب میں جاگزین کرنے کی بھی ایک منفرد کاوش ہے۔

باعث تخلیق کائنات:

سیدنا عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ سیّدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السّلام سے خطا ہوئی تو انہوں نے (اللہ کی بارگاہ میں) عرض کیا؟ اے ربّ، میں تجھ سے محمد ﷺ کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے معاف کردے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے محمد کو کس طرح پہچان لیا حالانکہ میں نے انہیں ابھی پیدا بھی نہیں کیا۔ حضرت آدم علیہ السّلام نے عرض کیا۔ ''اے ربّ! جب تو نے مجھے پیدا کیا اور اپنی روح میرے اندر پھونکی، میں نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے ہر ستون پر:
''لاَ اِلٰـهَ إلاّللّٰه مُحَمّدٌرَّسُولَ اللّٰه '' لکھا ہوا دیکھا۔ میں سمجھ گیا کہ تیرے نام کے ساتھ تو اسی کا نام ہوسکتا ہے جو تجھے سب سے زیادہ پیارا ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم، تو نے سچ کہا، مجھے ساری مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہی ہیں، اب جبکہ تم نے ان کے وسیلہ سے دعا مانگی ہے تو میں نے تجھے معاف فرمادیا اور اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

(مستدرک للحاکم، بیہقی (دلائل النبوۃ)، ابن عساکر، ابن تیمیہ)

میلادِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے عرض کیا۔ ’میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں‘ آپ اس وقت کہاں تھے جب حضرت آدم علیہ السّلام جنت میں تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ مسکرانے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دانت مبارک نظر آنے لگے۔ پھر فرمایا: میں ان (حضرت آدم علیہ السّلام) کی پشت میں تھا اور اپنے باپ حضرت نوح علیہ السّلام کی پشت میں مجھے کشتی پر سوار کرایا گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی پشت میں (میرا نور) ڈالا گیا۔ میرے والدین (آباؤ اجداد) کبھی بھی بغیر نکاح کے نہیں ملے۔ اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ پاک صلبوں سے پاک رحموں میں منتقل کرتا تھا۔ تورات و انجیل میں میرے ذکر کی خوشخبری سنائی گئی۔ ہر نبی نے میری صفات بیان کیں۔ میرے نور کی وجہ سے صبح روشن ہوئی اور بادل میری وجہ سے سایہ کئے ہوئے ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء حسنیٰ میں سے نام عطا کیا۔ سو وہ عرش والا محمود ہے اور میں محمد ہوں اور (اللہ تعالیٰ نے) میرے لئے حوض کوثر کا وعدہ کیا ہے اور یہ کہ مجھے سب سے پہلے شفاعت کرنے والا بنایا اور میں ہی وہ ہوں گا جس کی شفاعت قبول کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی امّت کے بہترین زمانے میں پیدا فرمایا۔ میری امّت کے لوگ اللہ کی ثناء بیان کرنے والے ہیں وہ نیکی کا حکم دینے والے اور بدی سے روکنے والے ہیں۔

(ابن عساکر، ابن کثیر، امام السیّوطی)

نورِ مصطفیٰ ﷺ:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ (المائدہ:15)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب'

سیّدنا جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا۔'' یارسول اللہ ﷺ: میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا: اے جابر! بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔ اس وقت لوح وقلم، جنّت و دوزخ، فرشتے، آسمان و زمین، سورج وچاند، جن وانسان کچھ بھی نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے بنائے۔ پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا اور چوتھے کے چار حصے کئے''۔

(امام عبدالرزاق۔ مصنف)

ازل سے نبی:

حضرت مسیرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا'' آپ کو نبوت کب ملی؟ آپ نے فرمایا۔ (میں اس وقت بھی نبی تھا) جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا اور پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور اسے اس نے سات آسمان میں تقسیم کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عرش کو تخلیق کیا اور اس کی پیشانی پر لکھا۔ محمد رسول اللہ، خاتم الانبیاء'' (محمد مصطفیٰ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں)''۔

ابن تیمیہ (قاعدہ جلیلہ فی التوسل والوسیلہ 291/2,131/1)

میثاق انبیاء کرام:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ.

(آل عمران:81)

ترجمہ:۔ اور اے محبوب! وہ وقت یاد کریں) جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر تمہارے پاس وہ (سب سے عظمت والا) رسول تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے۔ فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اقرار کر لیا، فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں''۔

آپ کا نسب پاک اور اعلیٰ ہے:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے کنانہ کو عظمت بخشی، کنانہ میں سے قریش کو منتخب کیا اور قریش میں سے بنی ہاشم کا انتخاب کیا اور بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا''۔ (مشکوۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ راوی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے والدین (آباؤاجداد) کبھی بھی بغیر نکاح کے نہیں ملے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمیشہ پاک صلبوں سے پاک رحموں میں منتقل کرتا رہا۔

(ابن عساکر، ابن کثیر، امام السّیوطی)

نوید مسیحا (حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی بشارت):

وَ مُبَشِّرًام بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ (الصّفّ:6)

ترجمہ:۔ (عیسیٰ بن مریم نے کہا) اور اس رسول کی بشارت سناتا ہوں، جو میرے بعد تشریف لائیں گے اور ان کا نام احمد ہوگا۔

حدیث مبارک:۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ روایت کرتے ہیں۔ تورات و انجیل میں میرے

ذکر کی خوشخبری سنائی گئی۔ ہر نبی نے میری صفات بیان کیں۔ میرے نور کی وجہ سے صبح روشن ہوئی اور بادل میری وجہ سے سایہ فگن ہے۔

(ابن عساکر، ابن کثیر، امام السیّوطی)

دعائے خلیل کا ثمر:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْم. (البقرہ:129)

ترجمہ:۔ اے ہمارے ربّ! ان میں انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول مبعوث فرما جو ان میں تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے (دانائے راز بنادے) اور ان کے (دلوں) کو خوب پاک صاف کر دے، بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

یوم میلاد: اللہ کا فضل عظیم:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ

(یونس:58)

ترجمہ:۔ فرما دیجئے: (یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے باعث ہے (جو بعثت محمدی ﷺ کے ذریعے تم پر ہوا ہے) پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اس پر خوشیاں منائیں یہ اس (مال و دولت) سے کہیں بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں۔

حدیث:۔ ابولہب کے مرنے کے ایک سال بعد حضرت عباسؓ نے خواب میں اسے بہت برے حال میں دیکھا۔ کیونکہ اس نے اعلان نبوت کے بعد حضور ﷺ کو بہت دکھ پہنچائے تھے۔ اس نے خواب میں کہا؟ موت کے بعد مجھے کوئی سکھ نہیں ملا۔ سوائے اس کہ ہر پیر کے دن ثویبہ کو آزاد کرنے کے صلے میں مجھے تھوڑا سا پانی مل جاتا ہے۔ جو میں انگلیوں میں سے

چوس لیتا ہوں اور اس طرح میرے عذاب میں کمی ہو جاتی ہے ۔(بخاری شریف)
(حضور اکرم ﷺ کی پیدائش پر خوش ہو کر اُس نے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا)۔

آمدِ مصطفیٰ ﷺ نعمت عظمیٰ ہے:

اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ (المائدہ:114)

ترجمہ:۔ اے اللہ: اے ہمارے ربّ! ہم پر آسمان سے خوان نعمت نازل فرما دے کہ اس (کے اترنے کا دن) ہمارے لئے عید ہو جائے، ہمارے اگلوں کیلئے بھی اور ہمارے پچھلوں کے لیے اور وہ خوان تیری طرف سے نشانی ہو۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِم

(آل عمران:164)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہیں میں سے (عظمت والا) رسول ﷺ بھیجا۔

خود اللہ تعالیٰ آپ کا معلّم اور استاد ہے:

اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۙ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۙ. (الرحمن:1تا4)

ترجمہ:۔ وہ رحمٰن ہی ہے جس نے (خود رسول عربی ﷺ) کو قرآن سکھایا۔ اُسی نے (اس کامل) انسان کو پیدا فرمایا۔ اُسی نے اِسے (یعنی نبی برحق کو ما کان و ما یکون کا) بیان سکھایا۔

درِّ یتیم:

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى. ص (الضحیٰ:6)

ترجمہ:۔ (اے حبیب) کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر اس نے آپ کو (معزز و مکرم)

ٹھکانہ دیا۔(کیا اس نے آپ کو(مہربان)نہیں پایا پھر اس نے(آپ کے ذریعے) یتیموں کوٹھکانہ دیا۔

حدیث مبارک:۔ نبی اکرم ﷺ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے اور دونوں میں کچھ کشادگی رکھتے ہوئے فرمایا۔''میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح(قریب قریب)ہوں گے''۔(صحیح بخاری)

آپ مکّی اور قریشی ہیں:

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ. (التوبہ:128)

ترجمہ:۔ بے شک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) تشریف لائے۔تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔(اے لوگو)وہ تمہارے لئے (بھلائی اور ہدایت کے)بڑے طالب اور آرزومند رہتے ہیں(اور)مومنوں کیلئے نہایت (ہی)شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔

امّ المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ کا مقام:

سیّدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔اور کہا۔اے محمد! یہ خدیجہ جو آپ کیلئے بہترین کھانا لے کے آ رہی ہیں، یہ جب آ جائیں تو انہیں ان کے ربّ کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہہ دینا اور ان کو یہ خوشخبری سنا دینا کہ ان کیلئے جنت میں موتیوں سے بنا ہوا ایک گھر ہے۔جہاں نہ کوئی شور ہوگا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی۔(بخاری شریف)

محبت الٰہی میں سب سے آگے اور خود رفتہ:

وَ وَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی. (الضحیٰ:7)

ترجمہ:۔ اور اس نے آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ اور گم پایا تو اس نے مقصود تک پہنچا دیا۔

(جب نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک 40 سال ہوئی تو آپ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مگن رہنے کیلئے غارِ حرا میں تشریف لے جاتے تھے۔ غارِ حرا مکّہ مکرمہ سے کچھ فاصلے پر جبل نور نامی پہاڑ پر ایک قدرتی غار ہے، جس کا رخ خانہ کعبہ کی جانب ہے۔ نزول وحی سے کچھ عرصہ قبل حضور اکرم ﷺ شعبان اور رمضان کے مہینے اسی غار میں گزارا کرتے تھے اور کائنات میں غور وفکر فرماتے۔ گویا آپ اپنی منزل یعنی خالق کائنات کی محبت میں وارفتہ ہو کر خود ہی آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقصود و مطلوب عطا کر دیا۔

پہلی وحی کا نزول:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ج خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ج اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ لا الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ لا عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ط (العلق: 1 تا 5)

ترجمہ:۔ (اے حبیب!) اپنے ربّ کے نام سے آغاز کرتے ہوئے پڑھیے جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا۔ اس نے انسان کو (ماں کے پیٹ میں) جونک کی طرح معلق وجود سے پیدا کیا۔ پڑھیئے اور آپ کا ربّ بڑا ہی کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے (لکھنے پڑھنے کا) علم سکھایا۔ جس نے انسان کو (اس کے علاوہ بھی) وہ کچھ سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ (یا جس نے (سب سے بلند رتبہ) انسان (محمد مصطفیٰ ﷺ) کو (بغیر ذریعہ قلم) وہ سارا علم عطا فرما دیا جو وہ پہلے نہ جانتے تھے)۔

پہلی وحی کی ثقالت اور بارِ نبوّت کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ گھبرا گئے۔ حضور سیدھے گھر آئے۔ سیّدہ خدیجہؓ نے آپ پر چادر اوڑھا دی۔ وہ کہنے لگیں۔ ''اللہ کی قسم''! آپ کی جان کو کوئی خطرہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی رسوا نہ کرے گا۔ کیونکہ

* آپ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے والے ہیں۔

* دوسروں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔
* غریبوں ناداراوں کو سخاوت کرنے والے ہیں۔
* مسافروں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔
* حق وصداقت اور انصاف کیلئے سخت مشکلات کا سامنا کرتے ہیں۔

طلوعِ آفتاب:

حضور اکرم ﷺ نے ایک دن کوہِ صفا پر چڑھ کر اپنے قبیلے قریش کے لوگوں کو پکارا۔ سب قریش جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا۔ ''اے مکے والو! اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک لشکر موجود ہے، جو تم پر حملہ کرنے کیلئے تیار کھڑا ہے۔ تو کیا تم میری اس بات کا یقین کرلو گے؟ سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ہاں ہم کر لیں گے، کیوں کہ ہم نے ہمیشہ آپ کو سچا اور ایماندار (صادق اور امین) پایا ہے''۔ آپ نے فرمایا: اچھا تو پھر سنو، میں تمہیں توحید کی دعوت دیتا ہوں۔ ''اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا'' یہ سن کر قریش کے اکثر لوگ ناراض ہو گئے، خاص طور پر آپ کا چچا ابولہب اول فول بکنے لگا۔

امام القبلتین (دو قبلوں بیت المقدس اور کعبۃ اللہ کے امام):

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ (البقرہ:144)

ترجمہ:۔ اور آپ پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے صرف اس لئے مقرر کیا تھا کہ ہم (پرکھ کر) ظاہر کر دیں کہ کون (ہمارے) رسول ﷺ کی پیروی کرتا ہے (اور) کون اپنے الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بے شک یہ (قبلہ کا بدلنا) بڑی بھاری بات تھی مگر ان پر نہیں جنہیں اللہ نے ہدایت سے نوازا اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ تمہارا ایمان یونہی ضائع کر دے۔ بے شک اللہ لوگوں پر بڑی شفقت فرمانے والا مہربان ہے۔ (اے حبیب) ہم بار بار آپ کے رُخِ انور

کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں، سو ہم ضرور بالضرور آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں۔ پس آپ اپنا رُخ ابھی مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے اور (اے مسلمانو!) تم جہاں کہیں بھی ہو پس تم اپنے چہرے اسی کی طرف پھیر لو اور وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ (تحویل قبلہ کا حکم) ان کے ربّ کی طرف سے حق ہے اور اللہ ان کاموں سے بے خبر نہیں جو وہ انجام دے رہے ہیں۔

نبی الحرمین (دو حرموں والے یعنی مکہّ معظّمہ اور مدینہ منورہ والے):

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ. (المائدہ:97)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو بیت الحرام بنایا۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ.

(آل عمران:96)

ترجمہ:۔ بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کیلئے مقرر کیا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا ہے اور سارے جہاں کا رہبر ہے۔

حدیث مبارک:۔ حضرت قتادہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا، پھر السقیا کے گھر کے قریب پتھریلے ٹیلے پر سعد کی زمین پر نماز پڑھی پھر یہ دعا مانگی۔

''اے اللہ بے شک حضرت ابراہیم علیہ السّلام تیرے خلیل، تیرے برگزیدہ بندے اور تیرے نبی نے تجھ سے مکہ کیلئے دعا کی تھی اور میں محمد تیرا برگزیدہ بندہ، تیرا نبی اور تیرا رسول ہوں۔ میں تجھ سے اہل مدینہ کیلئے ویسی ہی دعا مانگتا ہوں جیسی حضرت ابرہیم علیہ السّلام نے اہل مکہ کیلئے دعا مانگی تھی۔ ہم تیری بارگاہ سے دعا کرتے ہیں کہ تو اہل مدینہ کے صائع، مد اور ان کے پھلوں میں برکت عطا فرما اور ہمارے لئے مدینہ کو ایسے ہی محبوب بنا دے جیسے مکہ کو ہمارے لئے محبوب بنایا ہے اور اس میں جو وباء ہے اس کو خم کے چشمہ میں

ڈال دے۔اے اللہ میں مدینہ طیبہ کے دونوں کناروں کے درمیان کی جگہ کو حرم بناتا ہوں جیسے مکہ مکرمہ کو تو نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی زبان سے حرم بنایا تھا''۔(مسند احمد)

دورِ حاضر کے ایک نامور عربی اسکالر الدکتور ابو ابرہیم ملاّ خاطر نے اپنی کتاب فضائل مدینہ میں لکھا ہے۔''حجرہ مقدسہ (روضہ انور) کو کعبہ سمیت پورے مکہ پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ مومن کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کعبہ کی حرمت سے زیادہ ہے۔جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے اور نبی کریم ﷺ کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ ہے اور انسان اسی مٹی میں دفن کیا جاتا ہے جس مٹی سے اس کی تخلیق ہوتی ہے۔اسی وجہ سے وہ مکان جہاں نبی کریم ﷺ اور آپ کے دونوں خلفاء مدفون ہیں، یہ وہی مٹی ہے۔پس وہ تمام جگہوں سے عظیم ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرّم ﷺ کیلئے احسن ترین اور افضل ترین جگہ کا چناؤ کیا ہوگا۔اسی وجہ سے امام الباجی، قاضی عیاض، ابن عساکرؒ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے۔

(فضائل مدینہ: صفحہ 119)

سیّد الثقلین:

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ.
(سبا:28)

ترجمہ:۔ اور (اے محبوب) ہم نے آپ کو ایسی رسالت کے ساتھ بھیجا ہے جو سب انسانوں کو گھیرے ہوئے ہے، خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا۔

حدیث مبارک:۔ حضرت ابو سعیدؓ روایت کرتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔اس پر مجھے تکبر نہیں۔حضرت آدم اور سب نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور جب زمین پھٹ جائے گی تو سب سے پہلے میں

اٹھوں گا۔اس پر مجھے تکبّر نہیں۔

معراج النبی ﷺ:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَی الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ.

(بنی اسرائیل:1)

ترجمہ:۔ وہ ذات (ہر نقص اور کمزوری) سے پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصے میں اپنے (محبوب اور مقرب) بندے کو مسجد حرام سے (اس) مسجد اقصیٰ تک لے گئی۔جس کے گردونواح کو ہم نے بابرکت بنادیا ہے تاکہ ہم (اس) بندۂ کامل کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے مسجد حرام سے مسجد الاقصیٰ تک کا سفر براق پر سوار ہو کر کیا۔ سیّدنا جبرئیل علیہ السّلام آپ کے ہمراہ تھے۔اس سفر کو اسراء کہا جاتا ہے۔تمام انبیاء ورُسل مسجد اقصیٰ میں موجود تھے۔وہ سب آپ کی آمد کے منتظر تھے۔آپ نے انبیاء کرام کی نماز کی امامت کی۔آپ نے یہاں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کیا۔

''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے مجھے سارے جہانوں کیلئے سراپا رحمت بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کیلئے بشیر اور نذیر بنا کر مبعوث کیا اور مجھ پر قرآن نازل کیا۔اس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں سے افضل بنایا اور اسے لوگوں کی بھلائی کیلئے پیدا کیا اور میری امت کو امت وسط بنایا۔میری امت ہی اوّل وآخر ہے۔مجھے سر صدر کی نعمت سے نوازا، میرا بوجھ مجھ سے اٹھالیا۔میرے ذکر کو میرے لئے بلند کیا اور مجھے فاتح اور خادم بنایا''۔

مسجد اقصیٰ سے ہمارے آقا ﷺ آسمانوں پر تشریف لے گئے۔تمام فرشتوں نے

آپ ﷺ کوخوش آمدید کہا۔آسمانوں کی حدختم ہونے کے بعد سدرۃ المنتہیٰ کا اعلیٰ مقام آیا جہاں جبرئیل علیہ السّلام کی حدختم ہوگئی۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کوعرشِ اعظم یعنی لامکاں میں بلا کر اپنے جلوۂ خاص سے فیضیاب کیا۔یہاں محبّ ومخلوق کے درمیان صرف اتنا فاصلہ رہا جتنا کہ دوکمانوں کے ملانے سے رہ جاتا ہے۔اس مقام کوقابِ قوسین کا مقام کہا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری،صحیح مسلم،تفسیر البیان)

نبی کریم ﷺ کا ہاتھ درحقیقت اللہ کا ہاتھ ہے:

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ص وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ط اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ. (انفال:17)

ترجمہ:۔ (اے سپاہیان لشکر اسلام) ان کافروں کوتم نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کر دیا اور (اے حبیب محتشم) جب آپ نے (ان پرسنگریزے) مارے تھے(وہ) آپ نے نہیں مارے تھے بلکہ (وہ تو) اللہ نے مارے تھے اور یہ (اس لئے) کہ وہ اپنی طرف سے اچھے انعامات سے نوزاے، بے شک اللہ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔

حدیث شریف:۔

☆ ایک یہودی ابورافع حضور اکرم ﷺ کی گستاخیاں کر کے تنگ کیا کرتا تھا حضرت عبداللہ بن عتیقؓ نے اس کے گھر جا کراُسے قتل کر دیا۔واپس آتے ہوئے وہ سیڑھیوں سے گر پڑے اوران کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ان کے ساتھی انہیں اٹھا کر آپ کی بارگاہِ اقدس میں لائے۔آپ نے اپنا دست مبارک ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر پھیرا تو وہ بالکل ٹھیک ہوگئی۔ایسے لگتا تھا یہاں چوٹ لگی ہی نہیں تھی۔(بخاری)

☆ غزوۂ احد کے دوران حضرت قتادہ بن نعمانؓ کی آنکھ میں تیر لگ گیا جس سے ان

کی آنکھ نکل کر باہر رخسار پر آ گئی۔ وہ دوڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ نے اس کی آنکھ کو اپنی واپس جگہ پر رکھ کر اپنا دستِ کرم پھیرا تو وہ آنکھ اسی وقت صحیح سالم ہوگئی۔ بلکہ وہ آنکھ دوسری آنکھ سے بھی زیادہ خوبصورت اور روشن تھی۔ (بیہقی)

غارِ ثور:

لَاتَحزَن اِنَّ اللّٰہَ مَعَنا۔

ترجمہ:۔ مت گھبراؤ، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کیلئے نکل کر نبی کریم ﷺ نے غارِ ثور میں قیام کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ جنہوں نے اندر سے غار کو صاف کیا اور پرانے کپڑے سے غار کے مختلف سوراخوں کو بند کر دیا۔ ایک سوراخ کیلئے کوئی چیز نہ ملی تو اپنے پاؤں کا انگوٹھا رکھ کر اسے بھی بند کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ ان کی گود میں سر رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ اس سوراخ میں سے ایک سانپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے انگوٹھے کو ڈس لیا۔ درد کی شدت سے ان کے آنسو نکل آئے۔ دو تین آنسو رُخِ مصطفیٰ ﷺ پر گر پڑے تو آپ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے اپنا لعابِ دہن ان کے انگوٹھے پر لگایا تو درد جاتا رہا۔

کفارِ مکہ حضور اکرم ﷺ کو تلاش کرتے کرتے غار کے دھانے تک پہنچ گئے۔ ان کی بات چیت کی آواز اندر صاف سنائی دے رہی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کچھ گھبرا گئے۔ اللہ کے حبیب نے بہت سکون سے جواب دیا۔ لاتحزن انّ اللہ معنا: مت گھبراؤ، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ آیت سنتے ہی ان کی گھبراہٹ اور پریشانی ختم ہوگئی اور ان کو سکون اور راحت میسر آ گئی۔

شرفِ مکہ:

لا

لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَد. وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَد. (البلد: 1تا3)

ترجمہ:۔ میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں۔اے (حبیب مکرّم ﷺ) اس لئے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرمائیں۔(اے حبیب مکرّم ﷺ) آپ کے والد (آدم یا ابراہیم علیہ السّلام) کی قسم اور (ان کی) قسم جن کی ولادت ہوئی۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ. (البقرہ:127)

ترجمہ:۔ اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم علیہ السّلام اس گھر کی نیویں اور اسماعیل علیہ السّلام یہ کہتے ہوئے اے ربّ ہمارے ہم سے قبول فرما بے شک تو ہی سنتا اور جانتا ہے۔

شرفِ مدینہ منورہ:

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں مدینہ منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں۔ان دو پتھریلے کناروں کے درمیان نہ کوئی درخت کاٹا جائے گا اور نہ شکار کیا جائے گا۔(صحیح مسلم)

حضرت رافع بن خدیجؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے مکہ مکرمہ کو حرم فرمایا اور میں ان دونوں پتھریلے کناروں کے درمیان جگہ کو حرم قرار دیتا ہوں۔یعنی مدینہ طیبہ کو حرم قرار دیتا ہوں''۔

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصمؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے مکّہ مکرمہ حرم بنایا اور اہل مکّہ کیلئے دعا کی اور میں مدینہ طیبہ کو حرم بناتا ہوں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے مکّہ کو حرم بنایا۔میں مدینہ طیبہ کے صاع اور مد میں اس دعا کے دوگناہ اضافہ کی دعا کرتا ہوں جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اہل مکّہ کیلئے دعا کی تھی۔ (مسلم) بحوالہ فضائل مدینہ (135)

(آپ ہر چیز کا مشاہدہ فرمانے والے ہیں):

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا.

(النساء :41)

ترجمہ:۔ پھر اس دن کیا حال ہو گا جب ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے حبیب) ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلاً. شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلاً

(المزمل:15)

ترجمہ:۔ بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول ﷺ بھیجا ہے جو تم پر (احوال کا مشاہدہ فرما کر) گواہی دینے والا ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول کو بھیجا تھا۔

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ط (الاعراف :156)

ترجمہ:۔ اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ . (الانبیاء:107)

ترجمہ:۔ اور ہم نے بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لئے۔

حضور اکرم ﷺ تمام جہانوں کیلئے رحمت ہیں اور رحمت تمام جہانوں کو محیط ہے۔

آپ ہر چیز کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور رحمت کے طلبگاروں کی دادرسی فرماتے ہیں۔

علم غیب:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ط اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا. (الجنّ:26-27)

ترجمہ:۔ (وہ) غیب کا جاننے والا ہے، پس وہ اپنے غیب پر کسی (عام شخص) کو مطلع نہیں فرماتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے (انہی کو مطلع علیٰ الغیب کرتا ہے کیونکہ یہ خاصۂ

نبوت اور معجزہ رسالت ہے) تو بے شک وہ اس (رسول ﷺ) کے آگے اور پیچھے (علم غیب کی حفاظت کیلئے) نگہبان فرما دیتا ہے۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْن. (التکویر:24)

ترجمہ:۔ اور وہ یعنی (نبی کریم ﷺ) غیب (کے بتانے) پر بالکل بخیل نہیں ہیں۔(مالک عرش نے ان کیلئے کوئی کمی نہیں چھوڑی)۔

حدیث:۔ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے۔حضور علیہ السّلام نے ہم میں سے ایک جگہ قیام فرمایا۔پس ہم کو ابتداء کائنات کی خبر دے دی۔

یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور جہنمی اپنی میں۔جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔(مسلم)

حضرت ثوبانؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی پس میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو یاد کیا۔(مشکوۃ)

قاسمِ جنت:

ربیعہ ابن کعب اسلمیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کچھ مانگ لو! میں نے کہا کہ میں آپ سے جنت مین آپ کی ہمراہی (ساتھ) مانگتا ہوں۔ فرمایا: کچھ اور مانگ لو۔میں نے کہا صرف یہی۔فرمایا کہ اپنے نفس پر زیادہ نوافل سے میری مدد کرو۔(مسلم)

تمام جہانوں کیلئے رحمت:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ . (الانبیاء:107)

ترجمہ:۔ اے (رسولِ محتشم) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانون کیلئے رحمت بنا کر۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ

(انفال:33)

ترجمہ:۔ اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ ان پر عذاب فرمائے اس حال میں کہ (اے حبیب مکرم) آپ بھی ان میں (موجود) ہوں اور نہ ہی ایسی حالت میں ان پر عذاب فرمانے والا ہے کہ وہ (اس سے) مغفرت طلب کر رہے ہوں۔

آپ کی بیعت اللہ ہی کی بیعت ہے:

اِنَّ الَّـذِيْنَ يُبَايِعُوْنَکَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَـاِنَّـمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَـنْ اَوْفٰى بِـمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا. (الفتح:10)

ترجمہ:۔ (اے حبیب) بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر (آپ ہاتھ کی صورت میں) اللہ کا ہاتھ ہے۔ پھر جس شخص نے بیعت کو توڑا تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی اپنی جان پر ہوگا اور جس نے (اس) بات کو پورا کیا جس (کے پورا کرنے) پر اس نے اللہ سے عہد کیا تھا تو وہ عنقریب اسے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔

اللہ آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہے:

۵۵ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً .(الحزاب:56)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (مکرّم ﷺ) پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

حضرت فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو دورانِ نماز اس طرح دعا مانگتے ہوئے سنا کہ اس نے اپنی دعا میں حضور اکرم ﷺ پر درود نہ بھیجا اس پر نبی

کریم ﷺ نے فرمایا: اس شخص نے عجلت سے کام لیا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے اپنے پاس بلایا اور اسے یا کسی اور کو فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ وہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرے پھر حضور اکرم ﷺ پر درود بھیجے پھر اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے، تو اس کی دعا قبول ہوگی۔

(صحیح مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی احمد)

سیّدنا انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہ معاف کئے جائیں گے اور اس کے دس درجے بلند کئے جائیں گے۔ (مشکوۃ شریف)

نبیوں کے نبی:

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام اور ان کے بعد جس نبی کو بھی بھیجا، اس سے سیّدنا محمد ﷺ کے بارے میں عہد لیا کہ اگر اس کی زندگی میں آپ مبعوث ہوں تو وہ ضرور آپ ﷺ پر ایمان لائیں، آپ ﷺ کی مدد کریں اور اپنی قوم کو بھی آپ ﷺ پر ایمان لانے کا حکم دیں۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ربّ کی قسم! اگر حضرت موسیٰ علیہ السّلام تمہارے دور میں زندہ ہوتے تو ان کیلئے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا کہ وہ مجھ پر ایمان لائیں۔

امام الانبیاء:

معراج کے موقع پر وہ تمام انبیاء اور رُسل جو نبی آخر الزّمان ﷺ سے پہلے اپنے اپنے وقت اور علاقے مین اپنا فریضہ احسن و اکمل انداز مین انجام دے کر وصال فرما چکے تھے، مسجد اقصیٰ میں جمع تھے۔ وہ سب آپ کی آمد کے منتظر تھے۔ آپ نے یہاں آکر انبیاء

کرام کی نماز کی امامت کی۔اس موقعہ پر سیّدنا آدم علیہ السّلام ،سیّدنا ابراہیم علیہ السّلام اور دیگر منتخب انبیاء نے خطبے دیئے۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی خطبہ ارشاد فرمایا،جس کے جملے پڑھنے سے آپ کی رفعتوں اور عظمتوں کا شعور حاصل ہوتا ہے۔آپ نے فرمایا:

سب تعریفیں۔۔۔۔(واقعہ معراج سے)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:اس وقت تمہارا کتنا مرتبہ اور شان ہوگی،جب تمہارے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نازل ہوں گے اور ان کا امام بھی تم میں سے ہوگا۔

حدیث کی اہمیت:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ط اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى . (النجم:3-4)

ترجمہ:۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔مگر صرف وہی جو ان کو وحی کی جاتی ہے۔

ترجمہ:۔ جس نے رسول کا حکم مانا،بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس سے باز رہو اور جب کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک ممکن ہو،اس پر عمل کرو۔(صحیح بخاری)

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں ۔’’رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔جب تک تم ان دونوں کو مظبوطی سے تھامے رکھو گے،ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔یعنی اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول کی سنت‘‘۔

(موطاامام مالک،مشکوۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ سے نے ارشاد فرمایا:’’میری امت میں فساد کے وقت جو بندہ میری سنت کو مظبوطی سے پکڑے گا،اس کیلئے ایک سو

شہیدوں کا ثواب ہے۔ (مشکوۃ)

ختم نبوت:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ع (الحزاب:40)

ترجمہ:۔ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں (یعنی سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے) اور اللہ سب چیزوں کا جاننے والا ہے (اسے علم ہے کہ ختم رسالت اور ختم نبوت کا وقت آ گیا ہے)۔

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری اور پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے بہت خوبصورت گھر بنایا ہو مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی ہو۔ لوگ اس گھر کو اچھی طرح سے دیکھیں اور کہیں کہ یہ اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی گئی ہے وہ اینٹ میں ہوں۔ میں خاتم النبین ہوں''۔ (بخاری)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کیلئے ہارون تھے۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

شفیع روز جزا ﷺ:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا. (النساء:64)

ترجمہ:۔ اور اے حبیب اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کیلئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان پاتے۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ط (آل عمران:255)

ترجمہ:۔ کون ہے جو اس کی بارگاہ میں شفاعت کرے مگر اس کی اجازت سے۔

حدیث:۔ حضرت انس بن مالکؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنے آپ کو اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز دیکھوں گا۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے سجدہ میں رکھے گا پھر مجھ سے کہا جائے گا۔ اپنا سر اٹھاؤ، مانگو ملے گا، شفاعت کرو قبول ہوگی۔ پھر میں اپنے ربّ کی وہ حمد کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے اس وقت تعلیم دے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا پھر میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی۔ پھر میں گنہگاروں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں دوبارہ سجدہ کروں گا اور پھر شفاعت کروں گا (تین یا چار بار) حتّٰی کہ جہنم میں صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کو قرآن نے روک لیا ہے۔ قتادہ کہتے تھے جن پر جہنم کا دوام واجب ہو چکا ہے''۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور ہر ایک نے اس کو دنیا میں کرچ کر لیا اور میں نے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کیلئے اس دعا کو بچا کر رکھا ہے اور یہ انشاء اللہ میری امت کے ہر اس فرد کو حاصل ہوگی جو شرک سے پاک رہے گا۔ (صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے حق میں میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (سنن دارقطنی)

شانِ جودوکرم:

وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی. فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْہَرْ. وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْہَرْ ط

(الضّحیٰ: 8تا10)

ترجمہ:۔ اور اس نے آپ کو (وصال حق کا) حاجتمند پایا تو اس نے (اپنی لذت دید سے

نواز کر ہمیشہ کیلئے ہر طلب سے) بے نیاز کر دیا۔سو آپ بھی کسی یتیم پر سختی نہ فرمائیں اور (اپنے در کے) کسی منگتے کو نہ جھڑکیں۔

ایک بار ایک شخص صفوان بن امیہ نے آپ ﷺ سے بکریوں کے بارے میں سوال کیا اور کچھ عطا کرنے کا کہا۔آپ نے دو پہاڑیوں کے درمیان جنگل میں چرنے والی ساری بکریاں اسے عطا کر دیں۔وہ آدمی اپنی قوم کے پاس جا کر کہنے لگا۔"اے میری قوم تم سارے اسلام قبول کرلو۔اللہ کی قسم محمد ﷺ ایسے سخی ہیں کہ فقر سے بھی نہیں ڈرتے"۔

خیر البشر:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا.

(الکہف: 110)

ترجمہ:۔ فرما دیجئے میں تو صرف (بخلقت ظاہری) بشر ہونے میں تمہاری مثل ہوں۔ (اس کے سوا اور تمہاری مجھ سے کیا مناسبت ہے ذرا غور کرو) میری طرف وحی کی جاتی ہے، (بھلا تم میں یہ نوری استعداد کہاں ہے کہ تم پر کلام الٰہی اُتر سکے) وہ یہ کہ تمہارا معبود، معبود یکتا ہی ہے پس جو شخص اپنے ربّ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ.

(الحجرات:2)

ترجمہ:۔ رسول کے پکارنے کو ایسا نہ ٹھہرا لو کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو اور ان کی خدمت میں بات چلّا کر نہ کرو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے

اعمال برباد نہ ہوجائیں اور تم کو خبر نہ ہو۔

ذکر مصطفیٰ ﷺ اور ذکر خدا ساتھ ساتھ:

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ط (الم نشرح:4)

ترجمہ:۔ اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر (اپنے ذکر کے ساتھ ملا کر دنیا وآخرت میں ہر جگہ) بلند فرمادیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے فرمایا: (اے حبیب)! اذان میں، اقامت میں، تشہد میں، جمعہ کے دن منبروں پر، عید الفطر کے دن، (خطبوں میں)، ایّام تشریق میں، عرفہ کے دن، مقام جمرہ پر، صفا ومرہ پر، خطبہ نکاح میں (الغرض) مشرق ومغرب میں جب بھی میرا ذکر کیا جائے گا تو تیرا ذکر بھی میرے ذکر کے ساتھ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے (فرمایا کہ اس) کا کوئی بندہ (رات دن) اگر اس کی حمد وثنا کرے اور جنت و دوزخ کے ساتھ ساتھ (باقی ہر ایک ارکان اسلام کی بھی) گواہی دے مگر یہ اقرار نہ کرے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول ہیں تو وہ ہرگز ذرہ برابر بھی نفع نہ پائے گا اور مطلق کافر ہی رہے گا۔ (القرطبی، الطبری، آلوسی، السیوطی)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جبرئیل میرے پاس آئے اور عرض کیا۔ تحقیق میرے اور آپ کے ربّ نے آپ کیلئے پیغام بھیجا ہے کہ میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ تو جبرئیل علیہ السّلام نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے حبیب! جب بھی میرا ذکر ہوگا تو (ہمیشہ) میرے ساتھ آپ ﷺ کا بھی ذکر ہوگا۔ (دیلمی، طبری، کنز العمال)

اسوۂ حسنہ:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ

الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا۝ (الحزاب:21)

ترجمہ:۔ فی الحقیقت تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں نہایت ہی حسین نمونہ (حیات) ہے۔ ہر شخص کیلئے جو اللہ (سے ملنے) کی اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔

حدیث:۔ فرمانِ مصطفیٰ ﷺ ہے: جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس سے باز رہو اور جب کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک ممکن ہو اس پر عمل کرو'۔ (صحیح بخاری:1082)

نوٹ:۔ ہمارے پیارے نبی سیّدنا محمد مصطفیٰ ﷺ جیسے حسن و جمال میں ازل سے ابد تک آنے والے سب انسانوں میں سے خوبصورت ہیں، ایسے ہی آپ اپنی سیرت کردار اور گفتار میں بھی ساری کائنات میں افضل و اعلیٰ ہیں۔ وہ اوصاف اور خوبیاں جو حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام تک آنے والے نبیوں کو الگ الگ ملے تھے، وہ سب آپ کی ذات مین یکجا تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا حلم، حضرت ایوب علیہ السّلام کا صبر، حضرت یوسف علیہ السّلام کا حسن و سخاوت، حضرت زکریا علیہ السّلام کی گریہ وزاری، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی انکساری سب کچھ آپ کی ذات میں جمع تھے۔ الغرض آپ کا حلم، برداشت، رواداری، بردباری صبر، عفوودرگزر، سب سے شفقت اور محبت، سخاوت، غریب پروری، عدل وانصاف اور مساوات سب ایسی صفات ہیں جو انتہائے کمال کو پہنچی ہوئی تھیں۔ اس لئے آپ کا اسوۂ حسنہ تمام انسانوں کیلئے ہمیشہ نمونۂ حیات ہے اور رہے گا۔

صاحب خلق عظیم:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم. (القلم:4)

امّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کے اخلاق کیسے تھے۔ انہوں نے

جواب دیا۔ کَـان خُـلـقَهُ،القرآن :(آپ کے اخلاق سراسر قرآن تھے) یعنی وہ سب اعلیٰ صفات اوراوصاف جوقرآن میں بیان ہوتے ہیں،سب آپ کے اخلاق کا حصہ تھے۔

نوٹ:۔ نبی کریم ﷺ اگرچہ سیّد الانبیاء تھے،مگر پھربھی آپ سب کے ساتھ عاجزی اور انکساری کے ساتھ پیش آتے ،ازواج مطہرات،صحابہ کرام،غلاموں اور کنیزوں سب سے پیار،محبت اوراپنائیت کا اظہار کرتے ،گھر کے سب کام خود کر لیتے ،اپنے جوتے خود مرمت کر لیتے ،اپنالباس خودسی لیتے ،بکریوں کا دودھ نکال لیتے ،گھر میں پکا کھانا جیسے بھی ہوتا کھا لیتے اور کبھی کھانے میں عیب نہ نکالتے ،کوئی ملنے آتا تو اس سے عزت واحترام سے پیش آتے ،سلام کرنے میں پہل کرتے ،کوئی بات کرتا تو پوری توجہ سے سنتے ،بیماروں کی تیمار داری کیلئے تشریف لے جاتے ،کوئی فوت ہو جاتا تو جنازے کے ساتھ جاتے ،کبھی کسی کو ڈانٹ ڈپٹ نہ کرتے ،آپ کی گفتگو بہت سادہ،صاف ستھری اور پاکیزہ ہوتی ،نہ کبھی کسی پر لعنت کرتے نہ کبھی کسی کو گالی دیتے ۔آپ حلم و بردباری،عفوودرگزر میں سب سے بڑھ کر تھے ۔اپنی ذات کے لئے کسی سے کبھی انتقام نہ لیا۔الغرض آپ ﷺ کی زندگی اعلیٰ اخلاق کا نمونہ تھی۔

سب سے اعلیٰ واَولیٰ ہمارا نبی ﷺ:

تِـلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ (البقرہ:253)

ترجمہ:۔ یہ سب رسول (جو ہم نے مبعوث فرمائے)ہم نے ان سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ان میں سے بعض کو بعض پرفضیلت دی ہے،ان میں سے کسی سے اللہ نے کلام فرمایااور کسی کو درجات میں (سب پر)فوقیت دی (یعنی) حضور نبی کریم ﷺ کو جملہ درجات میں سب پر بلندی عطافرمائی۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''مجھے چھ وجہ سے باقی نبیوں پر فضیلت دی گئی ہے''۔

(1) رُعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔

(2) مال غنیمت میرے لئے حلال ہوا۔

(3) ساری زمین میرے لئے پاک اور مسجد بنادی گئی۔

(4) مجھے کلام کی سب خوبیان عطا کی گئیں (جامع الکلام) بنایا گیا۔

(5) مجھے سب مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔

(6) اور مجھ پر سلسلہ نبوّت ختم کر دیا گیا۔

مقامِ محمود:

عسیٰ ۔۔۔۔۔محموداً۔

ترجمہ:۔ عنقریب آپ کا ربّ آپ کو مقام محمود پر بٹھائے گا۔

(مقام محمود وہ اعلیٰ جگہ ہے کہ حشر کے دن سب لوگ وہاں پر بیٹھنے والی ہستی کی تعریف کریں گے۔اس دن حضور ﷺ کے ہاتھ میں لواءالحمد یعنی حمد کا جھنڈا ہوگا)۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو کلام عطا کیا مجھے دیدار عطا کیا اور مجھے مقام محمود اور حوض کوثر سے فضیلت عطا کی گئی۔

فاتح مکہ:

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا (الفتح:1)

ترجمہ:۔ (اے حبیب مکرم) بے شک ہم نے آپ کیلئے اسلام کی روشن فتح (اور غلبہ) کا فیصلہ فرمادیا۔

نبی کریم ﷺ فاتح مکہ ہیں۔آپ کے جدِّ امجد حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السّلام اور حضرت سیّدنا اسمعیل علیہ السّلام نے مکہ بے آب وگیا وادی میں بیت اللہ کی بناء رکھی تھی لیکن بعثت مصطفوی تک کعبۃ اللہ کفر وشرک کا مرکز بنا دیا گیا تھا اور یہاں لات ومنات اور ہبل جیسے 360 بت نصب تھے جن کی عبادت کی جاتی تھی۔رمضان المبارک 8ھ میں نبی کریم ﷺ دس ہزار مردانِ جری کا لشکر لیکر مکہ مکرمہ کی طرف آئے۔کفار مکہ میں مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی اور یہ مکہ مکرمہ امن کے ساتھ فتح ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ سیاہ رنگ کا عمامہ شریف باندھے اپنی اُونٹنی قصویٰ پر سوار حضرت ابو بکر صدیقؓ اور دیگر صحابہ کرام کے ہمراہ پر جوش اور سر بکف لشکر کے ہمراہ بڑی شان وعظمت کے ساتھ مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے آپ بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ سر کو جھکائے ہوئے سورہ فتح کی آیات تلاوت کر رہے تھے۔آپ نے کعبہ میں رکھے تمام بتوں کو توڑ ڈالا۔

حضور رحمۃ للعالمین نے حرم شریف میں عام خطبہ ارشاد فرمایا اور بڑی شان کریمی اور عفوودرگزر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اہل مکہ کیلئے عام معافی کا اعلان کر دیا۔

آپ کی رحمت کی برسات دیکھتے ہوئے اہل مکہ جوق در جوق مسلمان ہو گئے۔

اُمت مصطفوی ،خیرِ اُمم:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ (آل عمران:110)

ترجمہ:۔ تم ان امتوں میں سے سب سے بہتر امت ہو، جولوگوں کے سامنے آئی تم نیکی کا حکم دیتے ہواور برائی سے روکتے ہو۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود راوی ہیں :رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:مسلمانوں کے سوا کوئی جنت مین داخل نہیں ہوگا۔اے اللہ کیا میں نے تبلیغ کر دی؟ اے اللہ تو گواہ ہو

جا۔ پھر فرمایا: ''کیا تم پسند کرتے ہو کہ تم اہل جنت میں سے ایک چوتھائی حصہ ہو۔ ہم نے کہا ہاں یارسول اللہ: پھر آپ نے فرمایا کیا تم پسند کرتے ہو کہ تم جنت کے لوگوں میں سے ایک تہائی حصہ ہو۔ ہم نے عرض کیا، ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فرمایا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ جنت کے لوگوں میں سے آدھی تعداد تمہاری ہو۔ تمہارے مقابلے میں دوسری امتیں ایسی ہوں گی جیسے سفید بیل پر ایک کالا بال یا کالے بیل پر ایک سفید بال''۔

بارگاہ رسالت ﷺ کے آداب:

يَـاَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ اٰمَـنُـوْا لَا تَـقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ط وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ . (البقرہ:104)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! (نبی کریم ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے) راعنا مت کہا کرو بلکہ (ادب سے) اُنظرنا (ہماری طرف نظر کرم فرمایئے) کہا کرو اور (ان کا ارشاد) بغور سنتے رہا کرو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

يَـاَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ. يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَـجْهَـرُوْا لَـهٗ بِـالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اِنَّ الَّـذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ. اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (الحجرات:1 تا5)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! (کسی بھی معاملے میں) اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو (کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی نہ ہو جائے) بے شک

اللہ (سب کچھ) سننے والا خوب جاننے والا ہے۔اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی مکرم ﷺ کی آواز سے بلندمت کیا کرواور ان کے ساتھ اسطرح بلند آواز سے بات (بھی) نہ کیا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اعمال ہی (ایمان سمیت) غارت ہو جائیں اور تمہیں (ایمان اور اعمال کے برباد ہوجانے کا) شعور تک بھی نہ ہو۔ بے شک جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں (ادب و نیاز کے باعث) اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کیلئے چن کر خالص کرلیا ہے۔ان ہی کیلئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔ بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر پکارتے ہیں ان میں سے اکثر (آپ کے بلند مقام و مرتبہ آداب تعظیم کی) سمجھ نہیں رکھتے اور اگر وہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ہی ان کی طرف باہر تشریف لے آتے تو یہ ان کیلئے بہتر ہوتا اور اللہ بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔

حدیث:۔ حضرت علی مرتضیٰؓ حضور اکرم ﷺ کی مجلس کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''جس وقت نبی کریم ﷺ کلام شروع فرماتے، آپ کے صحابہ اس طرح سے سر کو جھکا لیتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ جب آپ خاموش ہوجاتے تو وہ بات چیت کرتے اور اس میں کوئی مشکل نہ ڈالتے۔ اگر کوئی آپ کے سامنے بات کرتا تو خاموشی سے سنتے یہاں تک کہ وہ اپنی بات سے فارغ ہوجاتا۔ (شمائل ترمذی)

عادل اعظم:

فَلاَ وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. (النساء:65)

ترجمہ:۔ اور (اے محبوب ﷺ) آپ کے ربّ کی قسم، وہ مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک

باہمی جھگڑوں میں آپ کو حاکم نہ مان لیں۔ پھر جو آپ حکم فرما دیں، اپنے دل میں اس سے رکاوٹ نہ سمجھیں اور دل سے اُسے تسلیم کر لیں۔

ایک یہودی اور ایک منافق کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے کہا کہ فیصلہ آپ کے نبی حضرت محمد ﷺ سے کرواتے ہیں۔ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ منافق نے باہر آ کر کہا کہ میں تو حضرت عمرؓ سے فیصلہ کروانا پسند کروں گا۔ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ یہودی نے ساری بات بتائی اور یہ بھی کہا کہ ہم آپ کے نبی کے پاس سے فیصلہ تو کروا آئے ہیں۔ لیکن اس شخص نے نہیں مانا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ پھر ایک منٹ یہاں رکیں میں ابھی فیصلہ کرتا ہوں۔ وہ اندر گئے اور اپنی تلوار لے آئے اور کہا کہ جو میرے نبی کا فیصلہ نہیں مانتا اس کا فیصلہ میری تلوار کرے گی اور پھر اس منافق کا سر قلم کر دیا۔ حضرت عمرؓ کی موافقت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیات نازل فرما دیں۔

آپ ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ج

ترجمہ:۔ (اے حبیب) آپ کہیے کہ حکم مانو اللہ اور رسول ﷺ کا۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ

(انفال:20)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانو۔ اور سن کر اس سے پھر نہ جاؤ۔ جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے میرا حکم مانا۔

حدیث شریف:۔ سیّدنا ابو ہریرہؓ سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ جس نے میری نافرمانی کی اس

نے اللہ کی نافرمانی کی۔(بخاری شریف:1057)

سیّدنا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''جس نے میری سنت کو زندہ کیا، اس نے مجھ سے محبت کی جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا''۔(مشکوۃ شریف:30)

حضور اکرم ﷺ کو ایذا دینا اللہ کو ایذا دینا ہے۔

اِنَّ الَّـذِيْـنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (الحزاب:57)

ترجمہ:۔ بے شک جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار رکھا ہے۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْلَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْلَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ.

(التوبہ:80)

ترجمہ:۔ آپ خواہ ان (بد بخت، گستاخ اور آپ کی شان میں طعنہ زنی کرنے والے منافقوں) کیلئے بخشش طلب کریں یا ان کیلئے بخشش طلب نہ کریں۔ اگر آپ (اپنی طبعی شفقت اور عفوو درگزر کی عادت کریمانہ کے پیش نظر) ان کیلئے ستّر مرتبہ بھی بخشش طلب کریں تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا ہے اور اللہ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں فرماتا۔

غزوہ بدر کے بعد صرف دو جنگی قیدیوں النضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا گیا۔ ان دونوں نے مکہ میں حضور اکرم ﷺ کو بہت دکھ اور تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ عقبہ نے ایک بار اپنی چادر نبی کریم ﷺ کی گردن میں ڈال کر آپ کو جان سے مار دینے کی کوشش کی تھی۔ اسی طرح آپ ایک بار سجدے میں تھے کہ اس ملعون سے آپ کی پشت مبارک پر

اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی تھی۔

(الصارم المسلول:203)

برھان:(واضح دلیل اور آپ کے اعضاء کا ذکر قرآن میں):

یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ کُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا.

(النساء:174)

ترجمہ:۔ اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے پاس ربّ کی جانب سے (ذات محمدی ﷺ کی صورت میں ذات حق جلّ مجدہ کی سب سے زیادہ مضبوط، کامل اور واضح) دلیل قاطع آ گئی ہے اور ہم نے تمہاری طرف (اسی کے ساتھ قرآن کی صورت میں) واضح اور روشن نور (بھی) اتار دیا ہے۔

قرآن مجید میں حضور نبی کریم ﷺ کے اعضاء مبارکہ کا بیان اس انداز میں کیا گیا ہے۔

چہرہ مبارک ﷺ:۔

(اے حبیب) ہم بار بار آپ کے رُخِ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں۔

(البقرہ:144)

چشم مبارک ﷺ:۔

اور ان کی آنکھ نہ کسی اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی (جس کو تکنا تھا، اسی پر جمی رہی)۔ (النجم:17)

قلب مبارک ﷺ:۔

(اُن کے) دل نے اُس کے خلاف نہیں جانا جو (اُن کی) آنکھوں نے دیکھا۔

(النجم:11)

سینہ مبارک ﷺ:۔

کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ (انوارِ علم وحکمت اور معرفت کیلئے) کشادہ نہیں فرمادیا۔

(الم نشرح:1)

پشت مبارک ﷺ:۔

اور ہم نے آپ کا (غمِ امّت کا وہ) بھار آپ سے اتار دیا جو آپ کی پشت (مبارک) پر گراں ہورہا تھا۔

(الم نشرح:3،2)

حضور اکرم ﷺ پر کئے گئے اعتراضات اور طعنوں کا جواب اللہ کی طرف سے دیا گیا:

کفّار مکہ نے آپ کو معاذ اللہ مجنون اور دیوانہ کہا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جواب دیا۔

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ (القلم:2)

ترجمہ:۔ (اے حبیبِ مکرّم) آپ اپنے ربّ کے فضل سے (ہرگز) دیوانے نہیں ہیں۔

کفّار نے آپ ﷺ کو شاعر کہا تو اللہ نے جواب دیا:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ط اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ.

(یٰسین:69)

ترجمہ:۔ اور ہم نے اُن کو (نبی کریم ﷺ کو) شعر کہنا نہیں سیکھایا اور نہ ہی یہ اُن کے شایان شان ہے۔ یہ (کتاب) تو فقط نصیحت اور روشن قرآن ہے۔

ایک کافر عاص بن وائل نے آپ کو ابتر یعنی بے اولاد کہا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ کوثر میں فرمادیا:

اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ. (الکوثر:3)

ترجمہ:۔ بے شک آپ کا دشمن ہی بے نسل اور بے نام ونشاں ہوگا۔

ایک کافر ولید بن مغیرہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی، جس